

# سیر الصَّحَابِیَّاتُ مَعَ أَسْوِهِ صَحَابِیَّاتُ

از و اچ مُطہر لُف ہنات ظاہرات اور اکابر صحابی عورتوں  
سے مفصل سوانح زندگی اور ان کے علمی، مذہبی، اخلاقی  
معاشرتی کارنامے نہایت دلنشین انداز میں تحریر ہیں

مُصَنِّفِین

مولانا سعید انصاری ندوی

مولانا عبد السلام ندوی

مقررہ: علامہ سید سلیمان ندوی

اردو بازار ایم ای جٹ روڈ  
کراچی پاکستان 021-2213768

دارالاشاعت



## فہرست مضامین سیر الصحابیات

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۸۶	۲۔ حضرت رقیہؓ	۹	دیباچہ طبع اول
۸۸	۳۔ حضرت ام کلثومؓ	۱۹	دیباچہ طبع دوم
۸۹	۴۔ حضرت فاطمہؓ		
	عام صحابیات	۱۱	صحابیات کے مذہبی کارنامے
۹۷	۱۔ حضرت امامہؓ	۱۳	سیاسی کارنامے
۹۹	۲۔ حضرت صفیہؓ	۱۳	علمی کارنامے
۱۰۱	۳۔ حضرت ام ایمنؓ	۱۵	عملی کارنامے
۱۰۳	۴۔ حضرت فاطمہ بنت اسدؓ	۱۶	انتخاب و ترتیب
۱۰۴	۵۔ حضرت ام الفضلؓ		از و ارج مطہرات
۱۰۶	۶۔ حضرت ام رومانؓ	۲۱	۱۔ حضرت خدیجہؓ
۱۰۸	۷۔ حضرت سمیہؓ	۳۰	۱۔ حضرت سودہؓ
۱۰۹	۸۔ حضرت ام سلیمؓ	۳۴	۳۔ حضرت عائشہؓ
۱۱۳	۹۔ حضرت ام عمارہؓ	۴۶	۴۔ حضرت حفصہؓ
۱۱۵	۱۰۔ حضرت ام عطیہؓ	۵۱	۵۔ حضرت زینب ام المساکینؓ
۱۱۷	۱۱۔ حضرت ربیع بنت معوذ بن عمروؓ	۵۱	۶۔ حضرت ام سلمہؓ
۱۱۹	۱۲۔ حضرت ام ہانیؓ	۶۴	۷۔ حضرت زینب بنت جحشؓ
۱۲۱	۱۳۔ حضرت فاطمہ بنت خطابؓ	۷۱	۸۔ حضرت جویریہؓ
۱۲۲	۱۴۔ حضرت اسماء بنت عیسؓ	۷۴	۹۔ حضرت ام حبیبہؓ
۱۲۶	۱۵۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ	۷۸	۱۰۔ حضرت میمونہؓ
۱۳۱	۱۶۔ حضرت فاطمہ بنت قیسؓ	۸۰	۱۱۔ حضرت صفیہؓ
۱۳۴	۱۷۔ حضرت شفاء بنت عبد اللہؓ		بنات طاہرات
۱۳۶	۱۸۔ حضرت زینب بنت ابی معادیہؓ	۸۴	۱۔ حضرت زینبؓ

طباعت : ۲۰۰۰ء  
 باہتمام : خلیل اشرف عثمانی  
 پریس : احمد پرنٹنگ کارپوریشن

## ملنے کے پتے

ادارۃ المعارف کورنگی کراچی نمبر ۲۴  
 ادارۃ الاسلامیات ۱۹۰، انارکلی لاہور  
 ادارۃ القرآن 437/D گارڈن ایسٹ لسبیلہ کراچی  
 مکتبہ دارالعلوم کورنگی کراچی نمبر ۱۴  
 کشمیر بک ڈپو، چنیوٹ بازار فیصل آباد  
 یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور  
 بیت القرآن اردو بازار کراچی  
 بیت العلوم ۲۶ ناٹھ روڈ، پرانی انارکلی لاہور  
 مکتبہ رحمانیہ ۱۸ اردو بازار لاہور  
 مکتبہ سید احمد شہید الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور  
 مکتبہ رشیدیہ مدینہ مارکیٹ، راجہ بازار راولپنڈی  
 الفیصل تاجران کتب اردو بازار لاہور



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۷۸	ضیافت رسول	۱۶۹	عمرہ ادا کرنا
۱۷۹	محبت رسول	۱۶۹	ابواب الجہاد
۱۷۹	شوق صحبت رسول	۱۶۹	شوق شہادت
۱۷۹	فضائل اخلاق	۱۷۰	عمل بالقرآن
۱۷۹	استغفار	۱۷۱	منہیات شرعیہ سے اجتناب
۱۷۹	ایثار	۱۷۱	مزا میر سے اجتناب
۱۸۰	فیاضی	۱۷۱	مشتبہات سے اجتناب
۱۸۱	مخالف سے انتقام نہ لینا	۱۷۲	مذہبی زندگی کے مظاہر مختلفہ کافروں
۱۸۱	مہمان نوازی	۱۷۲	کاہلیہ قبول کرنا۔ قبیح و تمہیل۔
۱۸۲	عزت نفس	۱۷۲	مقامات مقدسہ کی زیارت
۱۸۲	صبر و ثبات		فرائض مذہبی کے ادا کرنے میں
۱۸۳	شجاعت	۱۷۳	جسمانی تکلیفیں اٹھانا
۱۸۳	زہد و تقشف	۱۷۳	پابندی قسم
۱۸۳	زندہ دلی	۱۷۳	تبجیل الرسول
۱۸۳	رازداری	۱۷۳	برکت اندوزی
۱۸۳	عفت و عصمت	۱۷۳	محافظت یلوگ رسول
۱۸۵	حسن معاشرت	۱۷۵	ادب رسول
۱۸۵	مصالح و صفائی	۱۷۵	حمایت رسول
۱۸۵	صلہ رحم	۱۷۵	خدمت رسول
۱۸۵	ہدیہ دینا	۱۷۵	پیٹ رسول
۱۸۶	خادموں کیساتھ سلوک	۱۷۶	نعت رسول
۱۸۶	باہمی اعانت	۱۷۶	پابندی احکام رسول
۱۸۷	عیادت	۱۷۷	رضامندی رسول
۱۸۷	تہجداری	۱۷۸	تفویض الی الرسول
۱۸۷	عزاداری		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۷	۲۵۔ حضرت ہند بنت عتبہ	۱۳۷	۱۹۔ حضرت اسماء بنت یزید
۱۵۰	۲۶۔ حضرت ام کلثوم بنت عقبہ	۱۴۰	۲۰۔ حضرت ام درداء
۱۵۲	۲۷۔ حضرت زینب بنت ابی سلمہ	۱۴۱	۲۱۔ حضرت ام حکیم
۱۵۳	۲۸۔ حضرت ام ابی ہریرہ	۱۴۲	۲۲۔ حضرت خنساء
۱۵۴	۲۹۔ حضرت خولہ بنت حکیم	۱۴۲	۲۳۔ حضرت ام حرام
۱۵۵	۳۰۔ حضرت حمہ بنت جحش	۱۴۶	۲۴۔ حضرت ام ورقہ بنت عبداللہ
۱۵۶	خاتمہ		
فہرست مضامین اسوۂ صحابیات			
صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۶۵	نماز اشراق	۱۶۰	قبول اسلام
۱۶۵	تہجد و نماز شبانہ	۱۶۱	اعلان اسلام
۱۶۵	ابواب الزکوٰۃ والصدقات	۱۶۱	تحمل شہادت
۱۶۶	اعزہ و اقارب پر صدقہ کرنا	۱۶۲	قطع علاقہ
۱۶۶	محتاج کی حسب حاجت امداد	۱۶۲	عقائد
۱۶۷	ابواب الصوم	۱۶۲	توحید
۱۶۷	صائم الدہر رہنا	۱۶۳	شرک سے علیحدگی۔
۱۶۷	نفل کے روزے رکھنا	۱۶۳	زیادہ جاہلیت میں پھنسنے کے نیچے اسٹر رکھنا
۱۶۷	مردوں کی جانب سے روزہ رکھنا	۱۶۳	رسول اللہ ﷺ کی نبوت پر ایمان
۱۶۷	اعتکاف	۱۶۳	عبادات
۱۶۸	ابواب الحج	۱۶۳	ابواب الصلوٰۃ
۱۶۸	حج۔ بچہ کا حج	۱۶۳	پابندی جماعت
۱۶۸	مال باپ کی طرف سے حج کرنا	۱۶۳	نماز جمعہ



## دیباچہ طبع اول

بسم الله الرحمن الرحيم

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقَدُّوسِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ .  
 هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْاُمَمِیْنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَيُزَكِّیْهِمْ  
 وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِی ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (جمعہ)  
 اسلام کا مقصد وحید تمام دنیا کو ایک سطح پر لانا تھا۔ اس کی شہنشاہی میں پست و  
 بلند شاہ و گدا، امیر و غریب، وضع و شریف، عالم و جاہل، عورت و مرد سب میانہ حیثیت رکھتے  
 ہیں۔ اس لئے اس نے اپنی تعلیمات، احکام و قوانین کے ذریعہ سے تمام دنیا کو مساوات کا  
 پیغام سنایا۔ جس سے مذہب، اخلاق، تمدن اور سیاست کا قالب بدل گیا اور اس میں وہ نئی روح  
 حرکت کرنے لگی جس کے پیدا کرنے کو اسلام اپنا فرض اولین خیال کرتے تھے۔  
 اسلام سے پہلے دنیا نے جس قدر ترقی کی تھی، صرف ایک صنف (مرد) کی اخلاقی  
 اور دماغی قوتوں کا کرشمہ تھی۔ مصر، بابل، ایران، یونان اور ہندوستان مختلف عظیم الشان تمدن  
 کے چمن آرائی تھے۔ لیکن ان میں صنف نازک (عورت) کی آمیاری کا کچھ دخل نہ تھا۔ اسلام  
 آیا تو اس نے دو صنفوں (مرد و عورت) کی جدوجہد کو وسائل ترقی میں شامل کر لیا اس لئے  
 جب اس کے باغ تمدن میں بہار آئی تو ایک نیارنگ و بو پیدا ہو گیا۔  
 عورت کو دنیا نے جس نگاہ سے دیکھا وہ مختلف ممالک میں مختلف رہی ہے۔ مشرق  
 میں عورت مرد کے دامن تقدس کا داغ ہے، روم اس کو گھر کا اثاثہ سمجھتا ہے یونان اس کو  
 شیطان کہتا ہے تورات اس کو لعنت لہدی کا مستحق قرار دیتی ہے، کلیسا اس کو باغ انسانیت کا  
 کانا تصور کرتا ہے۔ یورپ اس کو خدا یا خدا کے برابر مانتا ہے لیکن اسلام کا نقطہ نظر ان سب  
 سے جداگانہ ہے، وہاں عورت نسیم اخلاق کی نکلت اور چہرہ انسانیت کی غازہ سمجھی جاتی ہے۔  
 امام بخاریؒ نے صحیح میں حضرت عمرؓ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ مکہ میں ہم لوگ  
 عورتوں کو بالکل بیچ سمجھتے تھے۔ مدینہ میں نسبت ان کی قدر تھی، لیکن جب اسلام آیا اور خدا  
 نے ان کے متعلق آیتیں نازل کیں تو ہم کو ان کی قدر و منزلت معلوم ہوئی (۱) عرب

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۹۸	نو مسلموں کا متخل	۱۸۸	محبت اولاد
۱۹۸	خدمت مجاہدین	۱۸۸	بھائی بہن سے محبت
۱۹۹	خدمت مساجد	۱۸۹	حمایت والدین
۲۰۰	بدمات کا استیصال	۱۸۹	پرورش یتامی
۲۰۰	احساب	۱۸۹	اموال یتامی کی نگہداشت
۲۰۱	اخلاقی خدمات	۱۹۰	بچوں کی پرورش
۲۰۱	نربازی کی روک ٹوک	۱۹۰	شوہر کے مال و اسباب کی حفاظت
۲۰۲	شراب خوری کی روک ٹوک	۱۹۱	شوہر کی رضا جوئی
۲۰۳	مصنوعی بال لگانے کی ممانعت	۱۹۲	شوہر کی محبت
۲۰۲	علمی خدمات	۱۹۲	شوہر کی خدمت
۲۰۲	علم تفسیر	۱۹۳	طرز معاشرت
۲۰۲	علم اسرار الدین	۱۹۳	غربت و افلاس
۲۰۸	علم حدیث	۱۹۳	لباس
۲۱۳	فن درایت	۱۹۳	مکان
۲۱۵	علم فقہ	۱۹۳	اثاث البیت
۲۱۷	خاتمہ	۱۹۳	زیورات
۲۱۸	مناقب صحایات	۱۹۳	سامان آرائش
۲۱۸		۱۹۵	اپنا کام خود کرنا، پردہ
		۱۹۶	معاملات
		۱۹۶	ادائے قرض کا خیال
		۱۹۷	قرض کا ایک حصہ معاف کر دینا
		۱۹۷	تقسیم وراثت میں دیانت
		۱۹۷	خدمات
		۱۹۷	مذہبی خدمات
		۱۹۷	اشاعت اسلام



جاہلیت کے رسم و خروش پر نظر ڈال کر پیغمبر اسلام ﷺ کے اس قول پر  
یا انجشة اريدك بالقوارير (انجشہ! دیکھنا یہ آئینے ہیں)  
غور کرو تو تم کو حضرت عمرؓ کے قول کی صحیح تشریح معلوم ہوگی۔

اسلام نے صرف یہی نہیں کیا کہ عورتوں کے چند حقوق متعین کر دیئے بلکہ ان  
کو مردوں کے مساوی درجہ دیکر مکمل انسانیت قرار دیا۔ صحیح بخاری میں وارد ہوا ہے:  
الرجل راع على اهله وهو مسئول والمرأة راعية على بيت زوجها وهي مسئولة  
مرد اپنے اہل کارا عی بنایا گیا ہے اور اس سے ان کے متعلق جواب طلب ہوگا اور عورت  
شوہر کے گھر کی راعیہ ہے اور اس سے اس کے متعلق باز پرس ہوگی (ج ۲ ص ۷۸۳)  
سنن ابن ماجہ میں اس کی مزید تشریح ہے:

ليس تملكون منهن شيئاً غير ذلك الا ان ياتين بفاحشة مبينة  
تم کو عورتوں پر بجز مخصوص حقوق کے کوئی دسترس حاصل نہیں ہے، لیکن ہاں جب کوئی  
گناہ کریں۔

اس بناء پر اسلام میں عورت کی جو قدر و منزلت قائم ہوئی وہ بلحاظ نتائج دیگر اقوام و  
مذہب سے بالکل مختلف تھی، تمام دنیا اپنی قومی تاریخ پر ناز کرتی ہے اور بجا طور پر کرتی ہے،  
لیکن اگر اس سے یہ سوال کیا جائے کہ ان افسانہ پارینہ میں صنف نازک کی سعی و کوشش  
کا کس قدر حصہ تھا؟ تو دفعہ ہر طرف خاموشی چھا جائے گی اور فخر و غرور کا سارا ہنگامہ سرد  
ہو کر رہ جائے گا، یونان بلاشبہ اپنی ”ربات النوع“ کو پیش کر سکتا ہے ہندوستان متعدد عصمت و  
عفاف کی دیویوں کے نام لے سکتا ہے، یورپ کا ”گولڈن ڈیڈس“ چند جنگ آزما عورتوں کو  
منظر عام پر لا سکتا ہے لیکن کیا ان کی وجہ سے دنیا نے کچھ بھی ترقی کی ہے؟ اور تمدن کا قدم ایک  
انچ بھی آگے بڑھ سکا ہے؟ تاریخ ان سوالات کا جواب نفی میں دیتی ہے۔

قومی تاریخ کو چھوڑ کر اگر دنیا کی مذہبی تاریخ کا مطالعہ کرو تو صاف نظر آئے گا کہ  
اس کے لور اراق بھی صنف نازک کے عظیم الشان کارناموں سے خالی ہیں مصر اس سلسلہ میں  
آسیہ بنت مزاحم کو پیش کرے گا، تورات مریم اخت ہارون کو آگے بڑھائے گی ناصرہ مریم  
عذر کو سامنے لائے گا ان خاتونوں کی مذہبی بزرگی اور عظمت مسلم ہے، لیکن کیا ان مقدس لور  
پاک خاتونوں کا کوئی مذہبی یا اصلاحی کارنامہ تاریخ نے بھی یاد رکھا ہے؟

خلاف اس کے اسلام نے جن پردہ نشینوں کو اپنے کنار عاطفت میں جگہ دی  
انہوں نے دنیا میں بڑے بڑے عظیم الشان کام انجام دیئے ہیں جو تاریخ کے صفحات میں  
نمائیاں طور پر نظر آتے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ کتاب خاص صحابیات کے حالات میں ہے اس  
لئے ہم صرف ان ہی کارناموں کو پیش کریں گے جو صحابیات سے متعلق ہیں، کیونکہ یہ  
صنف نازک کا پہلا قدم تھا جو ترقی کی راہ میں اٹھایا گیا۔

صحابیات کے کارنامے تمدن کے تمام عنوانات پر منقسم ہیں اور ہم ان کو اجمالاً اس  
مقام پر لکھنا چاہتے ہیں۔  
مذہبی کارنامے:

مذہبی خدمات کے سلسلے میں سب سے اہم خدمت جہاد ہے اور صحابیات نے  
جس جوش، جس خلوص، جس عزم اور جس استقلال سے اس خدمت کو ادا کیا ہے اس کی نظیر  
مشکل سے مل سکے گی۔ غزوہ احد میں جب کہ کافروں نے عام حملہ کر دیا تھا اور آنحضرت ﷺ  
کے ساتھ صرف چند جاں نثار رہ گئے تھے حضرت ام عمارہؓ آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچیں  
اور سینہ سپر ہو گئیں، کفار جب آپ پر بڑھتے تھے تو تیر لور تلوار سے روکتی تھیں، لیکن جب  
در انا ہوا آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچ گیا تو حضرت ام عمارہ نے بڑھ کر روکا چنانچہ کندھے پر  
زخم آیا اور غار پر گیا انہوں نے تلوار ماری، لیکن وہ دہری زرہ پہنے ہوئے تھا اس لئے کارگر نہ  
ہوئی (۱) جنگ میسلہ میں انہوں نے اس پامردی سے مقابلہ کیا کہ بارہ زخم کائے اور ایک ہاتھ  
کٹ گیا (ابن سعد ج ۸ ص ۳۰۴)

غزوہ خندق میں حضرت صفیہؓ نے جس بہادری سے ایک یہودی کو قتل کیا اور  
یہودیوں کے حملہ کو روکنے کی جو تدبیر اختیار کی وہ بجائے خود نہایت حیرت انگیز ہے۔ (۲)  
غزوہ حنین میں حضرت ام سلیمؓ کا خنجر لیکر نکلتا ایک مشہور (۳) بات ہے جنگ یرموک میں  
جو خلافت فاروقی میں ہوئی تھی حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ حضرت ام ابانؓ ام حکیمؓ خولہؓ ہند  
لور ام المومنین حضرت جویریہؓ نے بڑی دلیری سے جنگ کی تھی اور اسماءؓ بنت یزید نے جو  
انصار کے قبیلہ سے تھیں خیمے کے چوب سے نورومیوں کو قتل کیا تھا۔ (اصلاح ج ۸ ص ۱۳)  
نہ صرف یرموک، عری لڑائیوں میں بھی صحابیات شرکت کرتی تھیں ۲۸ ہجری



میں جزیرہ قبرص پر حملہ ہوا تو حضرت ام حرامؓ اس میں شامل ہوئیں۔ (۱)

میدان جنگ میں اس کے علاوہ صحابیاتؓ اور خدمات بھی انجام دیتی تھیں مثلاً (۱) پانی پلانا (۲) زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا (۳) مقتولوں اور زخمیوں کو اٹھا کر میدان جنگ سے لے جانا (۴) چرخہ کا تنا (۵) تیر اٹھا کر دینا (۶) خورد و نوش کا انتظام کرنا (۷) پکانا (۸) قبر کھودنا (۸) فوج کو ہمت دلانا چنانچہ حضرت عائشہؓ ام سلیمؓ ام سلیطہؓ نے غزوہ احد میں مشک بھر بھر کر زخمیوں کو پانی پلایا تھا (۲) ام سلیمؓ اور انصار کی چند عورتیں زخمیوں کی تیمارداری کرتی تھیں اور اس مقصد کے لئے وہ ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک ہوا کرتی تھیں (۲) ربیع بنت معوذہ وغیرہ نے شہداء و مجروحین کو قتل گاہ سے اٹھا کر مدینہ پہنچایا تھا (۲) ام زیاد الحبشہ اور دوسری پانچ عورتوں نے غزوہ خیبر میں چرخہ کات کر مسلمانوں کو مدد دی تھی وہ تیر اٹھا کر لاتی اور سٹوپلاتی تھیں (۵) حضرت ام عطیہؓ نے سات غزوات میں صحابہؓ کے لئے کھانا تیار کیا تھا (۶) اعوات اور امارت وغیرہ کی جنگوں میں جو خلافت فاروقی میں ہوئی تھیں، بچوں اور عورتوں نے گورکنی کی خدمت انجام دی تھی (۷) اور جنگ یرموک میں جب مسلمانوں کا مینہ ہٹتے ہٹتے حرم کی خیمہ گاہ تک آگیا تو ہند اور خولہ وغیرہ نے پر جوش اشعار پڑھ کر لوگوں کو غیرت دلائی تھی۔ (اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۶۳)

اشاعت اسلام بھی مذہب کی ایک بہت بڑی خدمت ہے اور صحابیات نے اس سلسلے میں خاص کوششیں کی ہیں چنانچہ حضرت فاطمہؓ بنت خطاب کی دعوت پر حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کیا تھا۔ (۸) ام سلیمؓ کی ترغیب سے ابو طلحہؓ نے آستانہ اسلام پر سر جھکایا تھا۔ (۹) عکرمہ اپنی بیوی ام حکیمؓ کے سمجھانے پر مسلمان ہوئے تھے (۱۰) اور ام شریک دوسرے کی وجہ سے قریش کی عورتوں میں اسلام پھیلا تھا جو نہایت مخفی طور پر اس خدمت کو انجام دیتی تھیں۔ (موطا امام مالک کتاب النکاح)

اسلام کی حفاظت بھی ایک اہم کام ہے اور متعدد صحابیاتؓ میں سب سے زیادہ اس خدمت کو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ادا کیا ہے ۳۵ ہجری میں جب حضرت عثمانؓ

شہید ہوئے اور نظام مذہب درہم برہم ہو گیا تو انہوں نے اصلاح کی آواز بلند کی جس پر مکہ اور بصرہ کے لوگوں نے لبیک کہا۔

نماز کی امامت بھی ایک اہم کام ہے اور متعدد صحابیات نے اس کو کبھی کبھی عورتوں کے مجمع میں انجام دیا ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ حضرت ام سلمہؓ ام ورقہؓ بنت عبد اللہ اور سعدہ بنت قمامہ عورتوں کی امامت کیا کرتی تھیں۔ ام ورقہؓ کو یہ امتیاز حاصل تھا کہ انہوں نے اپنے مکان کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا جہاں وہ ہمیشہ امامت کرتی اور اذان دیتی تھیں (۱) (عورت کی اقتداء عورت کے پیچھے درست ہے مگر حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہے) سیاسی کارنامے:

صحابیاتؓ نے متعدد سیاسی خدمتیں بھی انجام دی ہیں چنانچہ حضرت شفاء بنت عبد اللہ اس درجہ صائب الرائے تھیں کہ حضرت عمرؓ ان کی تحسین کرتے اور ان سے مشورہ لیتے تھے۔ (۲) حضرت عمرؓ نے سالو قات بازار کا انتظام بھی ان کے سپرد کیا ہے۔ (۳)

ہجرت سے قبل جب قریش نے کاشانہ نبوت کا محاصرہ کرنا چاہا تو رقیقہ بنت صبیعی نے جو عبد المطلب کی بھتیجی تھیں، سرور عالم ﷺ کو اس ارادہ کی اطلاع دی تھی (۴) چنانچہ آپ ﷺ خواب گاہ میں حضرت علیؓ کو چھوڑ کر مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ (۵)

عورت کے سیاسی اختیارات اس قدر وسیع ہیں کہ وہ دشمنوں کو پناہ دے سکتی ہے اور امام اس کے امان کو برقرار رکھ سکتا ہے سنن ابی داؤد میں لکھا ہے کہ فتح مکہ کے زمانے میں ام ہانیؓ نے جو حضرت علیؓ کی ہمشیرہ تھیں ایک مشرک کو پناہ دی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا (۶)

قد اجرنا من اجرت و آمانا من امنت  
”تم نے جس کو پناہ یا امان دی ہم نے بھی دی“  
علمی کارنامے:

اسلامی علوم یعنی قرأت، تفسیر، حدیث، فقہ، فرائض میں متعدد صحابیات کمال رکھتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ حصہ ام سلمہؓ اور ام ورقہؓ نے پورا قرآن مجید حفظ کیا تھا۔ (۷) ہند

(۱) اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۹۴ (۲) کتاب الام شافعی ج ۱ ص ۱۴۵ و اسد الغابہ ج ۵ ص ۳۷۴  
(۳) ابضا ص ۴۸۷ (۴) اصباح ج ۸ ص ۳۲ (۵) طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۳۵ (۶) ابوداؤد ج ۱ ص ۲۷۴ (۷) فتح الباری ج ۹ ص ۷۴۷

(۱) صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۲۹ (۲) صحیح بخاری (۳) ابوداؤد ج ۱ ص ۲۵۲  
(۴) بخاری کتاب الطب هل یدای الرجل المرأة (۵) ابوداؤد ج اول ص ۲۷۰  
(۶) صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۰۵ (۷) طبری ج ۶ ص ۲۳۱۷ (۸) اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۶۳  
(۹) اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۱۹ (۱۰) اصباح ج ۸ ص ۱۰۶



بنت اسدؓ ام ہشام بنت حارثؓ رابطہ بنت حیانؓ اور ام سعدؓ بنت سعد بن ربع بعض حصوں کی حافظہ تھیں ام سعدؓ قرآن مجید کا درس بھی دیتی تھیں (۱)

تفسیر میں حضرت عائشہؓ کو خاص کمال تھا۔ چنانچہ صحیح بخاری کے آخر میں ان کا تفسیر کا معذبہ حصہ منقول ہے۔

حدیث میں ازواج مطہرات عموماً اور حضرت عائشہؓ اور ام سلمہؓ خصوصاً تمام صحابیات سے ممتاز تھیں (۲) حضرت عائشہؓ کی روایات ۲۲۱۰ ہیں اور حضرت ام سلمہؓ نے ۳۷۸ حدیثیں روایت کی ہیں ان کے علاوہ ام عطیہؓ اور اسماء بنت ابوبکرؓ ام ہانیؓ اور فاطمہ بنت قیسؓ بھی کثیر الروایہ گزری ہیں۔

فقہ میں حضرت عائشہؓ کے فتویٰ اس قدر ہیں کہ متعدد ضخیم جلدیں تیار ہو سکتی ہیں (۳) حضرت ام سلمہؓ کے فتوے سے ایک چھوٹا سا رسالہ تیار ہو سکتا ہے حضرت صفیہؓ حصہ ام حبیبہؓ جویریہؓ میمونہؓ فاطمہ زہراؓ ام شریکؓ ام عطیہؓ اسماء بنت ابوبکرؓ لیلیٰ بنت قائفؓ خولہ بنت تویتؓ ام الدرداءؓ عاتکہ بنت زیدؓ سہلہ بنت سہیلؓ فاطمہ بنت قیسؓ زینب بنت ابوسلمہؓ ام ایمنؓ ام یوسفؓ ام سلمہؓ کے فتوے ایک مختصر رسالے میں جمع کئے جاسکتے ہیں۔

فرائض میں حضرت عائشہؓ کو خاص مہارت تھی اور بڑے بڑے صحابہ کرامؓ ان سے فرائض کے متعلق مسائل دریافت کرتے تھے۔ (۴)

اسلامی علوم کے علاوہ اور علوم میں بھی صحابیات دستگاہ رکھتی تھیں مثلاً علم اسرار میں حضرت ام سلمہؓ کو پوری واقفیت تھی (۵) خطبات میں اسماءؓ بنت سکن کا خاص شہرہ تھا۔ تعبیر میں اسماءؓ بنت عیس مشہور تھیں (۶)

طب اور جراحی میں رفیدہ اسمیہؓ ام مطاعؓ ام کبشہؓ حمہ بنت جحشؓ معاذہؓ لیلیٰ امیمہؓ ام زیادہؓ ربیع بنت معوذہؓ ام عطیہؓ ام سلیمؓ کو زیادہ مہارت تھی۔ رفیدہؓ کا خیمہ جس میں جراح خانہ تھا۔ مسجد نبویؐ کے پاس تھا۔ (۸)

شاعری میں خنساءؓ سعدیؓ صفیہؓ عاتکہؓ امامہ مریدیہؓ ہند بنت حارثؓ زینب بنت عوامؓ ارویؓ عاتکہؓ بنت زیدؓ ہند بنت اثاثہؓ ام ایمنؓ قبیلہ عبد ربیعہؓ کبشہؓ بنت رافعؓ میمونہؓ

(۱) اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۸۶ (۲) ابن سعد ج ۲ ق ۲ ص ۱۲۶ (۳) علام المؤمنین ابن قیم ج ۱ ص ۱۳ (۴) ابن سعد ج ۲ ق ۲ ص ۱۲۶ (۵) مسند (۶) صابہ ج ۸ ص ۱۲ (۷) ایضاً ص ۹ (۸) ابن سعد ج ۸ ص ۲۱۳

بلویہؓ نعم رقیہؓ زیادہ نامور ہیں۔ خنساءؓ کا جواب آج تک عورتوں میں نہیں پیدا ہوا۔ ان کا دیوان چھپ گیا ہے۔ عملی کارنامے:

اس سے مراد صنعت و حرفت ہے جس میں حیاءتؓ فلاحتؓ کلمتؓ تجارت اور خیاطت وغیرہ داخل ہیں اسد الغابہ اور مسند امام احمد بن حنبل کی متعدد روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابیات عموماً کپڑا لہنا کرتی تھیں جو ان کو لور ان کی لولاد کو کافی ہوتا تھا۔ (۱) کاشت کاری تمام صحابیات نہیں کرتی تھیں بلکہ وہ مدینہ یا دیگر سرسبز مقامات کے باشندوں کے ساتھ مخصوص تھیں۔ مدینہ میں عموماً انصار کی عورتیں کاشت کاری کرتی تھیں مہاجر عورتوں میں حضرت اسماءؓ کا بھی یہی مشغلہ تھا۔ (۲)

لکھنا بہت سی صحابیات جانتی تھیں۔ حضرت شفاءؓ بنت عبد اللہؓ کو اس میں خاص طور پر شہرت حاصل ہے جنہوں نے ایام جاہلیت میں ہی لکھنا پڑھنا سیکھ لیا تھا شفاءؓ کے علاوہ حضرت حصہؓ ام کلثومؓ بنت عقبہؓ اور کریمہؓ بنت المقدادؓ بھی لکھنا جانتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کو اگرچہ پڑھنا آتا تھا لیکن لکھنا نہیں آتا تھا۔ (۳)

صحابیات میں بعض عورتیں تجارت بھی کرتی تھیں چنانچہ حضرت خدیجہؓ کی تجارت نہایت وسیع پیمانہ پر شام (۴) سے تھی۔ حواءؓ ملیکہؓ ثقفیہؓ اور بنت مخربہؓ عطر کی تجارت کیا کرتی تھیں۔ (اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۳۲، ۵۴۸)

سینا عام تھا چنانچہ فاطمہؓ بنت شیبہؓ وغیرہ کے حالات سے اس کا پتہ چلتا ہے۔ شادی سیاہ اور خوشی کی تقریبات پر انصار کی لڑکیاں گیت گاتی تھیں بلکہ کبھی کبھی شادی سیاہ اور خوشی کے موقع پر آنحضرتؐ کے سامنے بھی اشعار گا۔ ے ہیں اور فریہؓ بنت معوذہؓ نے جو حدیث روایت کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ نے اس کی اجازت دے دی تھی۔ مدینہ میں ایک بنی بنی تھیں جن کا نام ارنبؓ تھا۔ آنحضرتؐ کے حکم سے حضرت عائشہؓ نے ان کو انصار کی بعض شادیوں میں گیت گانے کو بھیجا ہے ارنبؓ کا تذکرہ اصالبہ میں آیا ہے۔ (اسد الغابہ ج ۸ ص ۴)

(۲) صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۶ (۱) اسد الغابہ ج ۵ ص ۲۹۸ و مسند ج ۵ ص ۱۶۶ (۳) فتح البلدان ہلالی ص ۷۷، ۷۸ (۴) اصالبہ ج ۸ ص ۶۱



ازواج مطہرات میں حضرت ام سلمہؓ لحن کے ساتھ قرآن پڑھتی تھیں اور خاص آنحضرت ﷺ کے طرز پر پڑھ سکتی تھیں۔ (مسند ج ۶ ص ۳۰۰ ۳۰۲)

ان صنعتوں کے علاوہ بعض صحایات اور کام بھی جانتی تھیں، مثلاً حضرت سودہؓ طائف کی کھالیں درست کرتیں اور ان کو دباغت دیتی تھیں (۱) حضرت زینب بھی دست کار تھیں۔ (اسد الغابہ ایضاً ص ۴۶۵)

اس تمام تفصیل کے بعد اب ہم کو اس کتاب کے متعلق عرض کرنا ہے۔  
انتخاب و ترتیب:

یہ کتاب صحایات کے حالات میں ہے اور سیر الصحابہؓ کی آخری جلد ہے صحایات کے حالات میں اگرچہ بعض مخصوص کتابیں لکھی گئی ہیں مثلاً ابن اثیر المتوفی ۶۳۰ھ نے تاریخ النساء کے نام سے ایک کتاب لکھی جو ناپید ہے۔ (۲) اس کے علاوہ اسماء الرجال کی تمام کتابوں میں ان کا خاص طور پر تذکرہ کیا گیا۔ چنانچہ ابن مندہ المتوفی ۳۹۵ھ ابو نعیم (متوفی ۴۰۳ھ) قاضی ابن عبد البر (المتوفی ۴۶۳ھ) اور ابو موسیٰ اصفہانی (المتوفی ۵۸۱ھ) نے اپنی کتابوں میں ان کے حالات لکھے ہیں۔

قاضی ابن عبد البر کی کتاب کا نام استیعاب ہے اس میں ۳۹۸ صحایات کے حالات ہیں جن میں مکررات ہیں اصحاب میں لکھا ہے کہ استیعاب کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ قاضی صاحب نے اپنے خیال میں تمام صحابہؓ کا استقصاء کر لیا تھا حالانکہ اگر صحابہ کو چھوڑ کر صرف صحایات کو لیا جائے تب بھی یہ خیال غلط ٹھہرتا ہے، طبقات الصحابہؓ میں جو محمد بن سعد زہری کا تب و اقدی کی تصنیف ہے، اور تیسری صدی کے لوائل میں لکھی گئی ہے ۶۲۷ عورتوں کے حالات درج ہیں، جن میں ۹۳ غیر صحایات ہیں۔ ابن سعد نے اپنی کتاب کی آٹھویں جلد مستقل عورتوں کے حالات میں لکھی ہے۔

قاضی صاحب کے بعد علامہ ابن اثیر جزیری المتوفی ۶۳۰ھ نے اسد الغابہ کے نام سے ایک ضخیم کتاب لکھی، جس میں عورتوں کے حالات کا ایک حصہ مخصوص کیا اس میں ۱۰۲۲ صحایات کے نام ہیں۔ جن میں مکررات کے علاوہ ۶۷۱ مجہول عورتیں بھی ہیں۔ نویں صدی میں حافظ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ نے اسماء الرجال پر دو

نہایت ضخیم کتابیں لکھیں۔ تہذیب التہذیب اور اصحابہ فی تمیز الصحابہ، تہذیب کی بارہویں جلد کا ایک حصہ عورتوں کے حالات میں ہے جس میں ۳۲۲ عورتوں کے تذکرے ہیں۔ ان میں مکرر نام بھی آگئے ہیں اور تابعیات کے حالات بھی البتہ اصحابہ کی آٹھویں جلد خاص صحایات کے حالات میں ہے جس میں ۱۵۴۵ عورتوں کا تذکرہ ہے، اس میں مکررات بھی ہیں اور کنیتیں بھی۔ اصحابہ میں صحایات کی سب سے بڑی تعداد مذکور ہے۔ (یہ تعداد تخمینی ہے)

تاہم ان تمام کتابوں میں چند خصائص مشترک ہیں (۱) سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اسماء الرجال کے مصنفین کا مقصد محض ناموں کا استقصاء ہوتا ہے ان کو اپنے مقصد کے لحاظ سے اس سے بحث نہیں ہوتی کہ جو واقعات ہاتھ آئے ہیں ان سے کوئی مفید تاریخی نتیجہ نکل سکتا ہے یا نہیں؟ کیونکہ یہ بحث ان کے فن سے خارج ہے (۲) کثرت سے ان کو ایسے نام لکھنے پڑتے ہیں جن کے حالات دوسرے طریقوں سے بالکل معلوم نہیں ہوتے یہ وہ نام ہیں جو بر سبیل تذکرہ کسی حدیث میں آگئے ہیں (۳) بعض جگہ صرف کنیت یا لقب لکھ دیتے ہیں کہ اس سے زیادہ ان کا کوئی حال ان کو معلوم نہ ہو سکا (۴) کہیں بالکل مبہم تذکرہ کرتے ہیں مثلاً امرأت (ایک عورت) اور اس کے بعد کوئی واقعہ لکھتے ہیں، اس سے زیادہ کا علم ہی نہیں ہوتا (۵) عموماً جن عورتوں کے حالات پہلے لکھ جاتے ہیں ان کا کنیتوں اور القاب میں دوبارہ تذکرہ کرتے ہیں جس سے تکرار پیدا ہوتی ہے۔

ان کے علاوہ ایک اور مشکل یہ ہے کہ ان تمام کتابوں میں کوئی خاص ترتیب ملحوظ نہیں ہے، تہذیب میں تو تابعیات تک کے حالات ہیں البتہ طبقات ابن سعد اس نکتہ چینی میں شامل نہیں ہے، وہ ترتیب کے ساتھ لکھی گئی ہے پہلے آنحضرت ﷺ کی صاحبزادیوں، پھوپھیوں، ان کی لڑکیوں اور ازواج مطہرات کے تراجم ہیں پھر قریش اور عام مہاجرین کا تذکرہ ہے۔ اس کے بعد انصاریات کے حالات ہیں، جن میں ہر خاندان کا ذکر جدا جدا ہے۔ آخر میں ان عورتوں کا تذکرہ ہے جنہوں نے آنحضرت ﷺ کے بجائے ازواج مطہرات سے روایت کی ہے اور یہ حصہ صحایات سے بالکل الگ ہے۔

اس میں شک نہیں کہ صحایات کے استقصاء اور ان کی سیرتوں کی ترتیب کا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں ہو سکتا، لیکن موجودہ زمانہ میں فن سیرت نگاری نے جو ترقی کی ہے ان کے لحاظ سے یہ تمام کتابیں ناکافی تھیں، نیز مسلمانوں کا موجودہ منزل ان کی کتابوں کو



نئے آب و رنگ سے پیش کرنے کا داعی تھا۔ اس بناء پر ہم نے کتب اسماء الرجال کے ساتھ صحاح ستہ اور مسند امام احمد بن حنبلؒ وغیرہ کا مطالعہ کر کے مفید معلومات کا اضافہ کیا اور بالکل جدید انداز سے صحایات کی سیرتیں مرتب کیں۔

اسماء الرجال کی کتابوں میں مناقب پر زیادہ زور دیا جاتا تھا، ہم نے ان کے بجائے مذہبی، سیاسی، علمی اور اخلاقی کارناموں پر زیادہ توجہ کی اور ان کو زیادہ تفصیل کے ساتھ لکھا کیونکہ یہی وہ چیزیں ہیں جو ایک مردہ قوم کے قالب میں جان ڈال سکتی ہیں۔ یہ وہ خیال تھا جس نے خود بخود صحایات کی تعداد کو گھٹا دیا جس سے ہمارا دائرہ انتخاب بھی بہت کچھ محدود ہو گیا۔ اس کتاب میں ۴۵ صحایات کی سوانح عمریاں ہیں جو شرائط مذکورہ کے ساتھ لکھی گئی ہیں اور اس بنا پر یہ کتاب فن اسماء الرجال میں داخل ہونے کے بجائے صحایات کی تاریخ بن گئی ہے جس میں ان کے محاسن کمال کا ایک خال و خط نظر آتا ہے۔

واقعات کے انتخاب میں خاص احتیاط مد نظر رکھی گئی ہے اور ان کو روایت و درایت کی کسوٹی پر جانچ لیا گیا ہے اسی بناء پر بہت سے واقعات جو عام کتابوں میں متداول ہیں اس کتاب میں نہیں ملیں گے۔

(اس میں ناظرین کو صحایات کے حالات میں بعض ایسی روایتیں ملیں گی جو مسائل فقہیہ کے معارض ہیں۔ اس لئے یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ یہ کتاب تذکرہ و تراجم کی ہے اور اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ اس پاکیزہ جماعت کی زندگی کا نقشہ ہمارے سامنے آجائے مسائل فقہیہ کی تشریح اور روایات مختلفہ کی تطبیق و ترجیح اس کا موضوع نہیں ہے۔ اس لئے اختلافی مسائل فقہیہ میں اس کتاب کو اپنے عمل کے لئے سند بنانا صحیح نہ ہوگا۔ ناظرین کی سہولت کے لئے اس قسم کی مندرجہ روایات پر نوٹ دے دیئے گئے ہیں۔ ان تمام باتوں کے ساتھ ممکن بلکہ اغلب ہے کہ مجھ سے تحریر میں کچھ فرد گزاشتیں ہو گئی ہوں لیکن انسان اس سے زیادہ اور کیا کر سکتا ہے۔

وقد قال الله تعالى: - لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا

سعید انصاری  
دار المصنفین اعظم گڑھ

۵ محرم ۱۴۰۰ھ

بسم الله الرحمن الرحيم  
دیباچہ طبع ثانی  
از علامہ سید سلیمان ندوی

دار المصنفین نے سیر الصحابہ کا جو سلسلہ لکھا اور شائع کیا تھا، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مسلمانوں میں اس کو مقبولیت بخشی اور بہت سے سعادت مندوں کو اس سے علمی و عملی فائدے پہنچائے اس سے امید ہے کہ اس سلسلہ کے لکھنے والوں کو انشاء اللہ تعالیٰ اجر آخرت بھی ملے گا۔

اس سلسلہ کو دار المصنفین کے حسب ذیل رفقاء نے لکھ کر پورا کیا ہے۔

(۱) مولانا عبد السلام صاحب ندوی

(۲) مولانا حاجی معین الدین صاحب ندوی مرحوم سابق صدر مدرس مدرسہ شمس الہدیٰ پٹنہ

(۳) مولانا شاہ معین الدین احمد صاحب ندوی

(۴) مولانا سعید احمد انصاری صاحب

یہ سیر الصحایات آخر الذکر رفیق کے قلم سے نکلی ہے اور یہ پہلی دفعہ آج سے ۲۳ برس پہلے ۱۳۳۱ھ میں چھپی تھی اور اب وہ دوبارہ شائع کی جا رہی ہے۔ اس دوسرے ایڈیشن پر ہمارے ایک اور رفیق مولانا محمد اولیس صاحب نگرانی ندوی نے نظر ثانی کی ہے، حوالوں کی تصحیح، بعض غلطیوں کی اصلاح اور بعض مطالب میں مناسب ترمیم بھی انہوں نے کی ہے جس کے لئے وہ شکریہ کے مستحق ہیں۔ امید ہے کہ یہ کتاب اس کے بعد اپنی افادیت میں پہلے سے بہتر اور انشاء اللہ مؤلف اور مصحح دونوں کے لئے خیر جاری ثابت ہوگی۔

مسلمان عورتیں زمانہ کے نئے حالات سے بدل رہی ہیں ان کے سامنے سعادت مند خواتین کا کوئی اسوہ موجود نہیں اس لئے ان کا راہ سے ہٹنا دور از عقل نہیں۔ لیکن اگر



ہماری بہنیں اور بیٹیاں اس کتاب کو اپنی زندگی کا نمونہ بنائیں تو انہیں معلوم ہوگا کہ دینداری خدا ترسی پاکیزگی عفت اور اصلاح و تقویٰ کے ساتھ وہ دنیا کو کیونکر نباہ سکتی ہیں اور دنیا و آخرت دونوں کی نیکیوں کو اپنے آپچل میں کیسے سمیٹ سکتی ہیں۔

والسلام

سید سلیمان ندوی

ناظم دارالمصنفین اعظم گڑھ

۴ شعبان ۱۳۶۳ھ

## (۱) حضرت خدیجہؓ

نام و نسب :

خدیجہ نام ام ہند کنیت طاہرہ لقب۔ سلسلہ نسب یہ ہے۔ خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی، قصی پر پہنچ کر ان کا خاندان رسول اللہ ﷺ کے خاندان سے مل جاتا ہے۔ والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ تھا اور لوی بن غالب کے دوسرے بیٹے عامر کی اولاد تھیں۔

حضرت خدیجہؓ کے والد اپنے قبیلہ میں نہایت معزز شخص تھے مکہ آکر اقامت کی۔ عبد الدار بن قصی کے جوان کے لڑن عم تھے حلیف بنے اور یہیں فاطمہ بنت زائدہ سے شادی کی۔ جن کے بطن سے عام الفیل سے ۱۵ سال قبل حضرت خدیجہؓ پیدا ہوئیں۔ (۱) سن شعور کو پہنچیں تو اپنے پاکیزہ اخلاق کی بناء پر طاہرہ کے لقب سے مشہور ہوئیں۔ (۲)

نکاح :

باپ نے ان صفات کا لحاظ رکھ کر شادی کے لئے ورقہ بن نوفل کو جو برادر زادہ اور تورات و انجیل کے بہت بڑے عالم تھے منتخب کیا لیکن پھر کسی وجہ سے یہ نسبت نہ ہو سکی اور ابوہالہ بن بنہاش تیمی سے نکاح ہو گیا۔ (۲)

اسی زمانہ میں حرب النجار چھڑی جس میں حضرت خدیجہؓ کے باپ لڑائی کے لئے نکلے اور مارے گئے۔ (۲) یہ عام الفیل سے ۲۰ سال بعد کا واقعہ ہے۔ (۵)

تجارت :

باپ اور شوہر کے مر جانے کے بعد حضرت خدیجہؓ کو سخت وقت واقع ہوئی ذریعہ معاش تجارت تھی جس کا کوئی نگران نہ تھا۔ تاہم اپنے اعزہ کو معاوضہ دیکر مال تجارت بھیجتی تھیں۔ ایک مرتبہ مال کی روانگی کا وقت آیا تو ابو طالب نے آنحضرت ﷺ

(۱) طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۸۰ (۲) اصباہ ج ۸ ص ۶۰ (۳) استیعاب ج ۲ ص ۳۷۸

(۴) طبقات ج ۸ ص ۹ (۵) ایضاً ص ۸۱ ج ۱ ق ۱



سے کہا کہ تم کو خدیجہؓ سے جا کر ملنا چاہیے ان کا مال شام جائے گا۔ بہتر ہو گا کہ تم بھی ساتھ جاتے۔ میرے پاس روپیہ نہیں، ورنہ میں خود تمہارے لئے سرمایہ مہیا کر دیتا۔

رسول اللہ ﷺ کی شہرت "امین" کے لقب سے تمام مکہ میں تھی اور آپ ﷺ کے حسن معاملت، راست بازی، صدق و دیانت اور پاکیزہ اخلاق کا عام جہ چا تھا۔ حضرت خدیجہؓ کو اس گفتگو کی خبر ملی تو فوراً پیغام بھیجا کہ "آپ میرا مال تجارت لیکر شام کو جائیں جو معاوضہ میں لوروں کو دیتی ہوں آپ کو اس کا مضاعف دوں گی" آنحضرت ﷺ نے قبول فرمایا اور مال تجارت لیکر میسرہ (غلام خدیجہؓ) کے ہمراہ بصرہ تشریف لے گئے، اس سال کا نفع سالانہ گزشتہ کے نفع سے مضاعف تھا۔

حضرت خدیجہؓ آنحضرت ﷺ کے عقد نکاح میں آتی ہیں:

حضرت خدیجہؓ کی دولت و ثروت اور شریفانہ اخلاق نے تمام قریش کو اپنا گرویدہ بنالیا تھا اور ہر شخص ان سے نکاح کا خواہاں تھا لیکن کارکنان قضا و قدر کی نظر انتخاب کسی اور پر پڑ چکی تھی۔ آنحضرت ﷺ مال تجارت لیکر شام سے واپس آئے تو حضرت خدیجہؓ نے شادی کا پیغام بھیجا۔ نفیسہ بنت منیہ (یعنی بن امیہ کی ہمشیر) اس خدمت پر مقرر ہوئی آپ ﷺ نے منظور فرمایا (۱) اور شادی کی تاریخ مقرر ہو گئی۔ حضرت خدیجہؓ کے والد اگرچہ وفات پا چکے تھے، تاہم ان کے چچا عمرو بن اسد زندہ تھے عرب میں عورتوں کو یہ آزادی حاصل تھی کہ شادی میاہ کے متعلق خود گفتگو کر سکتی تھیں۔ اسی بناء پر حضرت خدیجہؓ نے چچا کے ہوتے ہوئے خود براہ راست تمام مراقب طے کئے۔

تاریخ معین پر ابو طالب اور تمام روسائے خاندان جن میں حضرت حمزہؓ بھی تھے، حضرت خدیجہؓ کے مکان پر آئے۔ حضرت خدیجہؓ نے بھی اپنے خاندان کے چند بزرگوں کو جمع کیا تھا۔ ابو طالب نے خطبہ نکاح پڑھا۔ عمرو بن اسد کے مشورہ سے ۵۰۰ طلائی درہم مہر قرار پایا اور خدیجہؓ طاہرہٗ حرم نبوت ہو کر ام المؤمنین کے شرف سے ممتاز ہوئیں۔ اس وقت آنحضرت ﷺ پچیس سال کے تھے اور حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس برس کی تھی۔ یہ بہشت نبوی ﷺ سے پندرہ سال قبل کا واقعہ ہے۔ (۲)

اسلام:

پندرہ برس کے بعد جب آنحضرت ﷺ پیغمبر ہوئے اور فرائض نبوت کو ادا کرنا چاہا تو سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ کو یہ پیغام سنایا، وہ سننے سے پہلے مؤمن تھیں کیونکہ ان سے زیادہ آپ ﷺ کے صدق و عوی کا کوئی شخص فیصلہ نہیں کر سکتا تھا۔ صحیح بخاری باب بدء الوحي میں یہ قصہ تفصیل کے ساتھ مذکور ہے اور وہ یہ ہے۔

عن عائشة انها قالت اول ما بدئ به رسول الله ﷺ من الوحي الرؤيا الصالحة في النوم فكان لا يرى رؤيا الا جاءت مثل فلق الصبح، ثم حبب اليه الخلاء و كان يخلو بغار حراء فيتحنث فيه وهو التعبد الليالي ذوات العدد قبل ان ينزع الى اهله و يتزود لذلك ثم يرفع الى خديجة فيتزود لمثلها حتى جاء الحق وهو في غار حراء فجاءه الملك فقال اقرأ فقلت ما انا بقارئ قال فاخذني فغطني حتى بلغ مني الجهد ثم ارسلني فقال اقرأ فقلت ما انا بقارئ فاخذني فغطني الثانية حتى بلغ مني الجهد ثم ارسلني فقال اقرأ فقلت ما انا بقارئ قال فاخذني فغطني الثالثة ثم ارسلني فقال اقرأ باسم ربك الذي خلق، خلق الانسان من علق، اقرأ وربك الاكرم.

فرجع بها رسول الله ﷺ يرجف فؤاده فدخل على خديجة بنت خويلد فقال زملوني زملوني فزملوه حتى ذهب عنه الروع فقال لخديجة واخبرها الخبر لقد خشيت على نفسي فقالت خديجة كلا والله ما يخزيك الله ابد انك لتصل الرحم و تحمل الكل و تكسب المعدوم و تقري الضيف و تعين على نوائب الحق فانطلقت به خديجة حتى اتت به ورقة بن نوفل بن اسد بن عبد العزی ابن عم خديجة و كان امراً تنصر في الجاهلية و كان يكتب الكتاب العبراني فيكتب من الانجيل بالعبرانية ماشاء الله ان يكتب و كان شيخاً كبيراً قد عمى فقالت له خديجة يا ابن عم اسمع من ابن اخيك فقال له ورقة يا ابن اخي ماذا ترى فاخبر رسول الله ﷺ خبر ما راى فقال له ورقة هذا الناموس الذي نزل الله على موسى يليتني فيها جذعاً يليتني اكون حياً اذ يخرجك قومك فقال رسول الله ﷺ او مخرجي هم. قال نعم لم يات رجل قط بمثل ما جئت به الا عودي و ان



یدر کنی یومک انصرک نصرامؤ ذرائم لم ینشب ورقه ان توفی وفتر الوحی (۱)  
 حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ پر وحی کی ابتداء رؤیائے صادقہ سے ہوئی۔ آپ جو کچھ خواب میں دیکھتے تھے سپیدہ صبح کی طرح نمودار ہو جاتا تھا اس کے بعد آپ خلوت گزین ہو گئے۔ چنانچہ کھانے پینے کا سامان لیکر غار حرا تشریف لے جاتے اور وہاں تحت یعنی عبادت کرتے تھے جب سامان ہو چکتا تو پھر خدیجہؓ کے پاس تشریف لاتے اور پھر واپس جا کر مراقبہ میں مصروف ہوتے یہاں تک کہ ایک دن فرشتہ غیب نظر آیا کہ آپ سے کہہ رہا ہے پڑھ آپ نے فرمایا میں پڑھا لکھا نہیں اس نے زور سے دبایا پھر مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھ تو میں نے پھر کہا کہ میں پڑھا لکھا نہیں پھر اس نے دوبارہ زور سے دبایا اور چھوڑ دیا اور کہا پڑھ پھر میں نے کہا میں پڑھا لکھا نہیں اسی طرح تیسری بار دبا کر کہا پڑھ اس خدا کا نام جس نے کائنات کو پیدا کیا جس نے آدمی کو گوشت کے لو تھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھ تیرا خدا کریم ہے آنحضرت ﷺ گھر تشریف لائے تو جلال الہی سے لبریز تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت خدیجہؓ سے فرمایا مجھ کو کپڑا اوڑھاؤ مجھ کو کپڑا اوڑھاؤ لوگوں نے کپڑا اوڑھایا تو بیت کم ہو گئی۔ پھر حضرت خدیجہؓ سے تمام واقعہ بیان کیا اور کہا ”مجھ کو ڈر ہے“ حضرت خدیجہؓ نے کہا آپ متردد نہ ہوں خدا آپ کا ساتھ نہ چھوڑے گا کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں بے کسوں اور فقیروں کے معاون رہتے ہیں مہمان نوازی اور مصائب میں حق کی حمایت کرتے ہیں پھر وہ آپ کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو مذہب انصرانی تھے عبرانی زبان جانتے تھے اور عبرانی زبان میں انجیل لکھا کرتے تھے اب وہ بوڑھے اور نابینا ہو گئے تھے حضرت خدیجہؓ نے کہا کہ اپنے بھتیجے (آنحضرت ﷺ) کی باتیں سنو۔ بولے لن الاخ تم نے کیا دیکھا؟ آنحضرت ﷺ نے واقعہ کی کیفیت بیان کی تو کہا یہ وہی ناموس ہے جو موسیٰؑ پر اتراتھا کاش مجھ میں اس وقت قوت ہوتی اور زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو شہر بدر کرے گی۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا کہ کیا یہ لوگ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے جواب دیا ہاں۔ جو کچھ آپ پر نازل ہوا جب کسی پر نازل ہوتا ہے تو دنیا اس کی دشمن ہو جاتی ہے اور اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو تمہاری وزنی مدد کروں گا۔ اس کے بعد ورقہ کا بہت جلد انتقال ہو گیا اور وحی کچھ دنوں کے لئے رک گئی۔

اس وقت تک نماز ہجگانہ فرض نہ تھی، آنحضرت ﷺ نوافل پڑھا کرتے تھے۔ حضرت خدیجہؓ بھی آپ کے ساتھ نوافل میں شرکت کرتی تھیں۔ لن سعد کہتے ہیں (۱)  
 مکث رسول اللہ ﷺ و خدیجۃ یصلیان سرا ماشاء اللہ  
 آنحضرت ﷺ اور خدیجہؓ ایک عرصہ تک خفیہ طور پر نماز پڑھتے رہے۔

عقیف کنڈی سامان خریدنے کے لئے مکہ آئے اور حضرت عباسؓ کے گھر میں فروکش ہوئے صبح کے وقت ایک دن کعبہ کی طرف نظر تھی دیکھا کہ ایک نوجوان آیا اور آسمان کی طرف قبلہ رخ کھڑا ہو گیا۔ پھر ایک لڑکا اس کے داہنی طرف آکر کھڑا ہوا۔ پھر ایک عورت دونوں کے پیچھے کھڑی ہوئی۔ نماز پڑھ کر یہ لوگ چلے گئے تو عقیف نے حضرت عباسؓ سے کہا کہ کوئی عظیم الشان واقعہ پیش آنے والا ہے حضرت عباسؓ نے جواب دیا ہاں! پھر کہا جانتے ہو یہ نوجوان کون ہے یہ میرا بھتیجا محمد ہے یہ دوسرا بھتیجا علیؓ ہے اور یہ محمد کی بیوی (خدیجہؓ) ہے میرے بھتیجے کا خیال ہے کہ اس کا مذہب پروردگار عالم کا مذہب ہے اور وہ جو کچھ کرتا ہے اس کے حکم سے کرتا ہے دنیا میں جہاں تک مجھ کو علم ہے اس خیال کے صرف یہی تین شخص ہیں۔ (۲)

عقیلی اس روایت کو ضعیف سمجھتے ہیں لیکن ہمارے نزدیک اس کے ضعیف ہونے کی کوئی وجہ نہیں روایت کے لحاظ سے اس میں کوئی خرابی نہیں روایت کی حیثیت سے اس کے ثبوت کے متعدد طرق ہیں محدث لن سعد نے اس کو نقل کیا ہے۔ بغوی ابو یعلیٰ اور نسائی نے اس کو اپنی کتابوں میں جگہ دی ہے حاکم لن غثیمہ لن منندہ اور صاحب غیاناہیات نے اسے مقبول مانا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کو امام بخاری نے اپنی تاریخ میں درج کیا ہے اور اس کو صحیح کہا ہے۔

حضرت خدیجہؓ نے صرف نبوت کی تصدیق ہی نہیں کی بلکہ آغاز اسلام میں آنحضرت ﷺ کی سب سے بڑی معین و مددگار ثابت ہوئیں آنحضرت ﷺ کو جو چند سال تک کفار مکہ لؤیت دیتے ہوئے ہچکچاتے تھے اس میں بڑی حد تک حضرت خدیجہؓ کا اثر کام کر رہا تھا اور گزر چکا ہے کہ آغاز نبوت میں جب آپ ﷺ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ ”مجھ کو ڈر ہے“ تو انہوں نے کہا ”آپ متردد نہ ہوں خدا آپ کا ساتھ نہ چھوڑے گا“ دعوت اسلام



کے سلسلے میں جب مشرکین نے آپ کو طرح طرح کی لڑائیوں پہنچائیں تو حضرت خدیجہؓ نے آپ کو تسلی اور تشفی دی۔ استیعاب میں ہے۔ (۱)

فَكَانَ لَا يَسْمَعُ مِنَ الْمَشْرِكِينَ شَيْئًا يَكْرَهُ مِنْ رَدِّ عَلَيْهِ وَ تَكْذِيبِ لَهُ الْإِفْرَاجِ اللَّهُ عَنْهُ بِمَا تَثَبَتَ وَ تَصَدَّقَهُ وَ تَخَفُّفِ عَنْهُ وَ تَهْوُنِ عَلَيْهِ مَا يَلْقَى مِنْ قَوْمِهِ  
آنحضرت ﷺ کو مشرکین کی تردید یا تکذیب سے جو کچھ صدمہ بھی پہنچتا حضرت خدیجہؓ کے پاس آکر دور ہو جاتا تھا کیونکہ وہ آپ ﷺ کی باتوں کی تصدیق کرتی تھیں اور مشرکین کے معاملہ کو آپ کے سامنے ہلکا کر کے پیش کرتی تھیں۔

سن ۷ نبوی میں جب قریش نے اسلام کے تباہ کرنے کا فیصلہ کیا تو یہ تدبیر سوچی کہ آنحضرت ﷺ اور آپ کے خاندان کو ایک گھائی میں محصور کیا جائے چنانچہ ابوطالب مجبور ہو کر تمام خاندان ہاشم کے ساتھ شعب ابی طالب میں پناہ گزین ہوئے حضرت خدیجہؓ بھی ساتھ آئیں سیرت ابن ہشام میں ہے (۲)

وہی عند رسول اللہ ﷺ و معہ فی الشعب

اور وہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ شعب ابی طالب میں تھیں۔

تین سال تک بنو ہاشم نے اس حصار میں بسر کی یہ زمانہ ایسا سخت گزرا کہ طلح کے پتے کھا کھا کر رہتے تھے تاہم اس زمانہ میں بھی حضرت خدیجہؓ کے اثر سے کبھی کبھی کھانا پہنچ جاتا تھا چنانچہ ایک دن حکیم بن حزام نے جو کہ حضرت خدیجہؓ کا بھتیجا تھا تھوڑے سے گیہوں اپنے غلام کے ہاتھ حضرت خدیجہؓ کے پاس بچے راہ میں ابو جہل نے دیکھ لیا اور چھین لینا چاہا اتفاق سے ابو الجحری کہیں سے آگیا۔ وہ اگرچہ کافر تھا لیکن اس کو رحم آیا ابو جہل سے کہا ایک شخص اپنی پھوپھی کو کچھ کھانے کے لئے بھیجتا ہے تو کیوں روکتا ہے۔ (۳)

وفات:

حضرت خدیجہؓ نکاح کے بعد پچیس برس تک زندہ رہیں اور ۱۱ رمضان ۱۰۱ھ نبوی (ہجرت سے تین سال قبل) (۴) انتقال کیا۔ اس وقت ان کی عمر ۶۴ سال ۶ ماہ کی تھی۔ چونکہ نماز جنازہ اس وقت تک مشروع نہیں ہوئی تھی اس لئے ان کی لاش مبارک اسی طرح دفن

(۱) طبقات ج ۲ ص ۷۴۰ (۲) سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۱۹۲

(۳) سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۱۹۲ (۴) بخاری ج ۱ ص ۵۵۱

کردی گئی۔

آنحضرت ﷺ خود ان کی قبر میں اترے اور اپنی سب سے بڑی غمگسار کو داعی اجل کے سپرد کیا۔ حضرت خدیجہؓ کی قبر جوں میں ہے اور زیارت گاہ خلّاق ہے۔ (۱)

حضرت خدیجہؓ کی وفات سے تاریخ اسلام میں ایک جدید دور شروع ہوا۔ یہی زمانہ ہے جو اسلام کا سخت ترین زمانہ ہے اور خود آنحضرت ﷺ اس سال کو عام الحزن (سال غم) فرمایا کرتے تھے کیونکہ ان کے اٹھ جانے کے بعد قریش کو کسی شخص کا پاس نہیں رہ گیا تھا اور اب وہ نہایت بے رحمی اور بے باکی سے آنحضرت ﷺ کو ستاتے تھے۔ اسی زمانہ میں آپ اہل مکہ سے ناامید ہو کر طائف تشریف لے گئے تھے۔

اولاد:

حضرت خدیجہؓ کے بہت سی اولاد ہوئی۔ ابوالہ سے جو ان کے پہلے شوہر تھے، دو لڑکے پیدا ہوئے جن کے نام ہالہ اور ہند تھے۔ دوسرے شوہر یعنی عقیق سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اس کا نام بھی ہند تھا۔ آنحضرت ﷺ سے چھ (۶) اولادیں ہوئیں۔ دو صاحبزادے جو بچپن میں انتقال کر گئے اور چار صاحبزادیاں۔ نام حسب ذیل ہیں (۲)

(۱) حضرت قاسمؓ آنحضرت ﷺ کے سب سے بڑے لڑکے تھے ان ہی کے نام پر آپ ابو القاسم کنیت کرتے تھے صغر سنی میں مکہ میں انتقال کیا۔ اس وقت پیروں چلنے لگے تھے (۲) حضرت زینبؓ آنحضرت ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں (۳) حضرت عبداللہؓ نے بہت کم عمر پائی چونکہ زمانہ نبوت میں پیدا ہوئے تھے اس لئے طیب اور طاہر کے لقب سے مشہور ہوئے (۴) حضرت رقیہؓ (۵) حضرت ام کلثومؓ (۶) حضرت فاطمہ زہراؓ ان سب میں ایک ایک سال کا چھوٹا پالو پالا تھا۔ حضرت خدیجہؓ اپنی اولاد کو بہت چاہتی تھیں اور چونکہ دنیا نے بھی ساتھ دیا تھا یعنی صاحب ثروت تھیں اس لئے عقبہ کی لونڈی سلمہ کو بچوں کی پرورش پر مقرر کیا تھا وہ ان کو کھلاتی تھی اور دودھ پلاتی تھی۔

ازواج مطہرات میں حضرت خدیجہؓ کو بعض خصوصیتیں حاصل ہیں وہ آنحضرت ﷺ کی پہلی بیوی ہیں وہ جب عقد نکاح میں آئیں تو ان کی عمر چالیس برس کی تھی لیکن آنحضرت ﷺ نے ان کی زندگی میں دوسری شادی نہیں کی۔ حضرت ابراہیمؓ کے سوا

(۱) طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۱۱ (۲) زرقانی ج ۲ ص ۲۲۱



آنحضرت ﷺ کی تمام اولاد ان ہی سے پیدا ہوئی۔  
فضائل و مناقب :

ام المؤمنین حضرت خدیجہ طاہرہؓ کی عظمت و فضیلت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جب فرض نبوت ادا کرنا چاہا تو فضائے عالم سے ایک آواز بھی آپ ﷺ کی تائید میں نہ اٹھی۔ کوہ حرا وادی عرقات، جبل فاران، غرض تمام جزیرۃ العرب آپ کی آواز پر ایک پیکر تصویر بنا ہوا تھا۔ لیکن اس عالمگیر خاموشی میں صرف ایک آواز تھی جو فضائے مکہ میں تموج پیدا کر رہی تھی یہ آواز حضرت خدیجہؓ طاہرہ کے قلب مبارک سے بلند ہوئی تھی جو اس ظلمت کدہ کفر و ضلالت میں انوار الہی کا دوسرا تجلی گاہ تھا۔

حضرت خدیجہؓ وہ مقدس خاتون ہیں جنہوں نے نبوت سے پہلے بت پرستی چھوڑ دی تھی۔ چنانچہ مسند امام احمد میں روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت خدیجہؓ سے فرمایا ”خدا میں کبھی لات و عزی کی پرستش نہیں کروں گا“ انہوں نے جواب دیا کہ لات کو جانے دیجئے عزی کو جانے دیجئے یعنی انکا ذکر بھی نہ کیجئے“ (۱) آنحضرت ﷺ نے جب نبوت کی صلبند کی توسب سے پہلے ان ہی نے اس پر لبیک کہا آنحضرت ﷺ اور اسلام کو ان کی ذات سے جو تقویت تھی وہ سیرت نبوی ﷺ کے ایک ایک صفہ سے نمایاں ہے۔

وكانت له وزير صدق على الاسلام

وہ اسلام کے متعلق آنحضرت ﷺ کی سچی مشیر کار تھیں۔

آنحضرت ﷺ سے ان کو جو محبت تھی وہ اس سے ظاہر ہے کہ باوجود اس تمول اور اس دولت و ثروت کے جو ان کو حاصل تھی حضور ﷺ کی خدمت خود کرتی تھیں چنانچہ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرائیلؑ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کی کہ خدیجہؓ برتن میں کچھ لارہی ہیں آپ ان کو خدا کا اور میرا سلام پہنچا دیجئے۔ (۲)

آنحضرت ﷺ کو حضرت زید بن حارثہؓ سے سخت محبت تھی لیکن وہ مکہ میں غلام کی حیثیت سے رہتے تھے۔ حضرت خدیجہؓ نے ان کو آزاد کیا اور اب وہ کسی دنیاوی رئیس کے خادم ہونے کے بجائے شہنشاہ رسالت ﷺ کے غلام تھے۔

آنحضرت ﷺ کو بھی حضرت خدیجہؓ سے بے انتہا محبت تھی آپ ﷺ نے ان کی زندگی تک دوسری شادی نہیں کی ان کی وفات کے بعد آپ کا معمول تھا کہ جب گھر میں کوئی جانور ذبح ہوتا تھا تو آپ ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان کی سیلیوں کے پاس گوشت بھجواتے تھے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ گو میں نے خدیجہؓ کو نہیں دیکھا لیکن مجھ کو جس قدر ان پر رشک آتا تھا کسی اور پر نہیں آتا تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ آنحضرت ﷺ ہمیشہ ان کا ذکر کیا کرتے تھے ایک دفعہ میں نے اس پر آپ ﷺ کو اس پر رنجیدہ کیا لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”خدا نے مجھ کو ان کی محبت دی ہے“ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۳۳)

ایک دفعہ حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے بعد ان کی بہن ہالہ آنحضرت ﷺ سے ملنے آئیں اور استیذان کے قاعدے سے اندر آنے کی اجازت مانگی ان کی آواز حضرت خدیجہؓ سے ملتی تھی آپ کے کانوں میں آواز پڑی تو حضرت خدیجہؓ یاد آگئیں اور آپ جھجک اٹھے اور فرمایا ”کہ ہالہ ہوں گی“ حضرت عائشہؓ بھی موجود تھیں ان کو رشک ہوا بولیں کہ ”کیا آپ ایک بڑھیا کی یاد کرتے ہیں جو مر چکیں اور خدا نے ان سے اچھی آپ کو بیویاں دیں“ صحیح بخاری میں یہ روایت یہیں تک ہے، لیکن استیعاب میں ہے کہ اس کے جواب میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں جب لوگوں نے میری تکذیب کی تو انہوں نے تصدیق کی جب لوگ کافر تھے تو وہ اسلام لائیں جب میرا کوئی معین نہ تھا تو انہوں نے میری مدد کی (۱) اور میری اولاد ان ہی سے ہوئی“ حضرت خدیجہؓ کے مناقب میں بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔ صحیح بخاری اور مسلم میں ہے :

خير نساها مريم بنت عمران خير نساها خديجة بنت خويلد

”عالم میں افضل ترین عورت مریم اور خدیجہؓ ہیں“

ایک مرتبہ حضرت جبرائیلؑ آنحضرت ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے خدیجہؓ آئیں

تو فرمایا :

بشرها بيت في الجنة من قصب لا صخب فيه ولا نصب (۲)

ان کو جنت میں ایسے گھر کی بشارت سنا دیجئے جو موتی کا ہو گا اور جس میں شور و غل

اور محنت مشقت نہ ہوگی۔



## (۲) حضرت سودہؓ

نام و نسب :

سودہ نام تھا۔ قبیلہ عامر بن لوی سے تھیں جو قریش کا ایک نامور قبیلہ تھا۔ سلسلہ نسب یہ ہے : سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حل بن عامر بن لوی۔ ماں کا نام شمس تھا۔ یہ مدینہ کے خاندان بنو نجار سے تھیں ان کا پورا نام و نسب یہ ہے : شمس بنت قیس بن زید بن عمرو بن لبید بن فراش بن عامر بن غنم بن النجار۔

نکاح :

سکران بن عمرو سے جو ان کے والد کے لڑکے تھے شادی ہوئی۔

قبول اسلام :

ابتداءً نبوت میں مشرف بہ اسلام ہوئیں ان کے ساتھ ان کے شوہر بھی اسلام لائے اس بنا پر ان کو قدیم الاسلام ہونے کا شرف حاصل ہے۔ حبشہ کی پہلی ہجرت کے وقت تک حضرت سودہؓ اور ان کے شوہر مکہ ہی میں مقیم رہے لیکن جب مشرکین کے ظلم و ستم کی کوئی انتہا نہ رہی اور مہاجرین کی ایک بڑی جماعت ہجرت کے لئے آمادہ ہوئی تو اس میں حضرت سودہؓ اور ان کے شوہر بھی شامل ہو گئے۔

کئی برس حبشہ میں رہ کر مکہ کو واپس آئیں اور سکرانؓ نے کچھ دن کے بعد وفات پائی۔

حضرت سودہؓ حرم نبوت بنتی ہیں :

ازواج مطہراتؓ میں یہ فضیلت صرف حضرت سودہؓ کو حاصل ہے کہ حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے بعد سب سے پہلے وہی آنحضرت ﷺ کے عقد نکاح میں آئیں حضرت خدیجہؓ کے انتقال سے آنحضرت ﷺ نہایت پریشان و غمگین تھے یہ حالت دیکھ کر خولہؓ بنت حکیم (عثمان بن مظعون کی بیوی) نے عرض کی کہ آپ کو ایک مونس و رفیق کی ضرورت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، گھر بار بال بچوں کا انتظام سب خدیجہؓ کے متعلق تھا آپ ﷺ کے ایماء سے وہ حضرت سودہؓ کے والد کے پاس گئیں اور جاہلیت کے طریقہ پر سلام کیا انعم صباحاً پھر نکاح کا پیغام سنایا انہوں نے کہا ہاں محمد (ﷺ) شریف کفو ہیں لیکن

سودہؓ سے بھی تو دریافت کرو، غرض سب مراتب طے ہو گئے تو آنحضرت ﷺ خود تشریف لے گئے اور سودہؓ کے والد نے نکاح پڑھلایا چار سو درہم مہر قرار پایا۔ نکاح کے بعد عبد اللہ بن زمعہ (حضرت سودہؓ کے بھائی) جو اس وقت کافر تھے آئے اور ان کو یہ حال معلوم ہوا تو سر پر خاک ڈال لی کہ یہ کیا غضب ہو گیا چنانچہ اسلام لانے کے بعد اپنی اس حماقت و نادانی پر ہمیشہ ان کو افسوس آتا تھا۔ (زر قانی ج ۳ ص ۲۶۱)

حضرت سودہؓ کا نکاح رمضان ۱۰ھ نبوی میں ہوا اور چونکہ ان کے لور حضرت عائشہؓ کے نکاح کا زمانہ قریب قریب ہے اس لئے مؤرخین میں اختلاف ہے کہ کس کو تقدم حاصل ہے لکن اسحاق کی روایت ہے کہ سودہؓ کو تقدم ہے اور عبد اللہ بن محمد بن عقیل حضرت عائشہؓ کو مقدم سمجھتے ہیں۔ (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۳۶۳ و زر قانی ج ۳ ص ۲۶۰)

بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت سودہؓ نے اپنے پہلے شوہر کی زندگی میں ایک خواب دیکھا تھا ان سے بیان کیا تو بولے کہ شاید میری موت کا زمانہ قریب ہے اور تمہارا نکاح رسول اللہ ﷺ سے ہو گا چنانچہ یہ خواب حرف بہ حرف پورا ہوا (۱)۔

عام حالات :

نبوت کے تیرھویں سال جب آپ نے مدینہ منورہ میں ہجرت کی تو حضرت زیدؓ بن حارثہ کو مکہ بھیجا کہ حضرت سودہؓ وغیرہ کو لے کر آئیں۔ چنانچہ وہ لور حضرت فاطمہؓ زہراؓ حضرت زیدؓ کے ہمراہ مدینہ آئیں۔

۱۰ھ ہجری میں جب آنحضرت ﷺ نے حج کیا تو حضرت سودہؓ بھی ساتھ تھیں چونکہ وہ بلند و بالا لور فریبہ اندام تھیں اس وجہ سے تیزی کے ساتھ چل پھر نہیں سکتی تھیں اس لئے آنحضرت ﷺ نے اجازت دی کہ لور لوگوں کے مزدلفہ روانہ ہونے کے قبل ان کو چلا جانا چاہئے کیونکہ ان کو بھیڑ بھاڑ میں چلنے سے تکلیف ہوگی۔ (۲)

وفات :

ایک دفعہ ازواج مطہراتؓ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر تھیں انہوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سب سے پہلے کون مرے گا؟ فرمایا کہ جس کا ہاتھ

(۱) زر قانی ج ۳ ص ۲۶۰ و طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۳۶۳ و ۳۶۸

(۲) صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۲۸



سب سے بڑا ہے لوگوں نے ظاہری معنی سمجھے ہاتھ ناپے گئے تو سب سے بڑا حضرت سودہؓ کا تھا (۱) لیکن جب سب سے پہلے حضرت زینبؓ کا انتقال ہوا تو معلوم ہوا کہ ہاتھ کی بڑائی سے آپ ﷺ کا مقصود سخاوت اور فیاضی تھی۔ بہر حال واقدی نے حضرت سودہؓ کا سال وفات ۵۴ ہجری بتایا ہے۔ (۲) لیکن ثقات کی روایت یہ ہے کہ انہوں نے حضرت عمرؓ کے اخیر زمانہ خلافت میں انتقال کیا۔ (۳)

حضرت عمرؓ نے ۲۳ ہجری میں وفات پائی ہے اس لئے حضرت سودہؓ کا سال وفات ۲۳ ہجری ہوگا خمیس میں یہی روایت ہے اور یہی سب سے زیادہ صحیح ہے (۴) اور اس کو امام بخاری، ذہبی، ابن ابی شیبہ، ابن عبد البر اور خزرجی نے اختیار کیا ہے۔  
اولاد :

آنحضرت ﷺ سے کوئی اولاد نہیں ہوئی، پہلے شوہر (حضرت سکران) نے ایک لڑکا یادگار چھوڑا تھا جس کا نام عبدالرحمن تھا، انہوں نے جنگ جلولاء (فارس) میں شہادت حاصل کی۔ (۵)  
حلیہ :

ازواج مطہرات میں حضرت سودہؓ سے زیادہ کوئی بلند وبالانہ تھا حضرت عائشہؓ کا قول ہے کہ جس نے ان کو دیکھ لیا اس سے وہ چھپ نہیں سکتی تھیں (۱) زرقانی میں ہے کہ ان کا ڈیل انا تھا۔ (۲)  
فضل و کمال :

حضرت سودہؓ سے صرف پانچ حدیثیں مروی ہیں جن میں سے بخاری میں صرف ایک ہے صحابہؓ میں حضرت عباسؓ، ابن زبیرؓ اور یحییٰ بن عبدالرحمن (بن اسعد بن زرارہ) نے ان سے روایت کی ہے۔

اخلاق :

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں (۸)

- (۱) طبقات ج ۸ ص ۳۷ (۲) طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۳۷ (۳) اسد الغابہ و استیعاب و خلاصہ تہذیب حالات سودہؓ (۴) زرقانی ج ۲ ص ۲۶۲ (۵) زرقانی ج ۱ ص ۲۶۰  
(۶) صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۰۷ (۷) زرقانی ج ۳ ص ۴۵۹ (۸) طبقات ج ۸ ص ۳۷

ما من الناس امرأ أحب اليّ أن أكون في مسلاخها من سودة  
”سودہ“ کے علاوہ کسی عورت کو دیکھ کر مجھے یہ خیال نہیں ہوا کہ اس کے قالب میں میری روح ہوتی“

اطاعت اور فرماں برداری میں وہ تمام ازواج مطہرات سے ممتاز تھیں۔ آپ ﷺ نے حجتہ الوداع کے موقع پر ازواج مطہرات کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ ”میرے بعد گھر میں بیٹھنا“ (۱) چنانچہ حضرت سودہؓ نے اس حکم پر اس شدت سے عمل کیا کہ پھر کبھی حج کے لئے نہ نکلیں فرماتی تھیں کہ میں حج اور عمرہ دونوں کر چکی ہوں اور اب خدا کے حکم کے مطابق گھر میں بیٹھوں گی۔ (۲)

سخاوت اور فیاضی بھی ان کا ایک نمایاں وصف تھا اور حضرت عائشہؓ کے سوا وہ اس وصف میں بھی سب سے ممتاز تھیں، ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے ان کی خدمت میں ایک تھیلی بھجی لانے والے سے پوچھا اس میں کیا ہے؟ وہ بولا درہم، یولیس، کھجور کی طرح تھیلی میں درہم بھجے جاتے ہیں۔ یہ کہہ کر اسی وقت سب کو تقسیم کر دیا۔ (۳) طائف کی کھالیں بناتی تھیں اور اس سے جو آمدنی ہوتی تھی اس کو نہایت آزادی کے ساتھ نیک کاموں میں صرف کرتی تھیں۔ (۴)

ایثار میں بھی وہ ممتاز حیثیت رکھتی تھیں وہ اور حضرت عائشہؓ آگے پیچھے نکاح میں آئی تھیں لیکن چونکہ ان کا سن بہت زیادہ تھا اس لئے جب بوڑھی ہو گئیں تو ان کو سوء ظن ہوا کہ شاید آنحضرت ﷺ طلاق دے دیں اور یہ شرف صحبت سے محروم ہو جائیں۔ اس بناء پر انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہؓ کو دیدی اور انہوں نے خوشی سے قبول کر لی۔ (۵)

مزاج تیز تھا حضرت عائشہؓ ان کی بھد معترف تھیں۔ لیکن کہتی ہیں کہ وہ بہت جلد غصہ سے بھڑک اٹھتی تھیں ایک مرتبہ قضائے حاجت کے لئے صحران کو جا رہی تھیں راستہ میں حضرت عمرؓ مل گئے چونکہ حضرت سودہؓ کا قد نمایاں تھا انہوں نے پہچان لیا۔ حضرت عمرؓ کو ازواج مطہرات کا باہر نکلنا ناگوار تھا اور وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پردہ کی تحریک کر چکے تھے اس لئے بولے سودہؓ تم کو ہم نے پہچان لیا۔ حضرت سودہؓ کو سخت ناگوار گزرا۔ آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچیں اور حضرت عمرؓ کی شکایت کی اسی واقعہ کے بعد آیت

- ۱۔ زرقانی ج ۳ ص ۲۹۱ (۲) طبقات ج ۸ ص ۳۸ (۳) اصباہ ج ۸ ص ۱۸ (۴) ایضاً ص ۶۵  
حذاب حنیہ (۵) صحیح بخاری و مسلم کتاب النکاح جواز ہبہ نوبھا لمضر تھا



حجاب نازل ہوئی۔ (۱)

بائیں ہمہ ظرافت اس قدر تھی کہ کبھی کبھی اس انداز سے چلتی تھیں کہ آپ ﷺ ہنس پڑتے تھے ایک مرتبہ کہنے لگیں کہ کل رات کو میں نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تھی آپ نے (اس قدر دیر تک) رکوع کیا کہ مجھ کو نکسیر پھوٹنے کا شبہ ہو گیا اس لئے میں دیر تک ناک پکڑے رہی۔ آپ ﷺ اس جملہ کو سن کر مسکرائے۔ (۲)

دجال سے بہت ڈرتی تھیں۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ اور حصہؓ کے پاس آرہی تھیں دونوں نے مذاق کے لہجہ میں کہا تم نے کچھ سنا؟ بولیں کیا؟ کہا دجال نے خروج کیا حضرت سودہؓ یہ سن کر گھبرا گئیں۔ ایک خیمہ جس میں کچھ آدمی اکٹھا ہوئے تھے قریب تھا فوراً اس کے اندر داخل ہو گئیں حضرت عائشہؓ اور حصہؓ ہنستی ہوئی آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچیں اور آپ کو اس مذاق کی خبر کی آپ ﷺ تشریف لائے اور خیمہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ ابھی دجال نہیں نکلا ہے یہ سن کر حضرت سودہؓ باہر آئیں تو عکزی کا جا ابدن پر لگا ہوا تھا اس کو باہر آکر صاف کیا۔ (۳) میرے نزدیک یہ روایت مشکوک اور سند اضعیف ہے)

### (۳) حضرت عائشہؓ

نام و نسب:

عائشہ نام صدیقہ اور حمیر القب ام عبد اللہ کنیت حضرت ابو بکر صدیقؓ کی صاحب زادی ہیں۔ ماں کا نام زینب تھا ام رومان کنیت تھی اور قبیلہ غنم بن مالک سے تھیں۔ حضرت عائشہؓ بعثت کے چار سال بعد شوال کے مہینہ میں پیدا ہوئیں صدیق اکبرؓ کا کاشانہ و برج سعادت تھا جہاں خورشید اسلام کی شعاعیں سب سے پہلے پر تو فگن ہوئیں اس بنا پر حضرت عائشہؓ اسلام کی ان برگزیدہ شخصیتوں میں ہیں جن کے کانوں نے کبھی کفر و شرک کی آواز نہیں سنی خود حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے اپنے والدین کو پہچانا ان کو مسلمان پایا۔ (بخاری ج ۱ ص ۲۵۲)

(۱) صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۶ (۲) ابن سعد ج ۸ ص ۳۷ (۳) اصباہ ج ۸ ص ۶۵

حضرت عائشہؓ کو وائل کی بیوی نے دودھ پلایا۔ وائل کی کنیت ابو القیس تھی وائل کے بھائی املح حضرت عائشہؓ کے رضاعی چچا کبھی کبھی ان سے ملنے آیا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے وہ ان کے سامنے آتی تھیں (۱) رضائی بھائی بھی کبھی کبھی ملنے آیا کرتا تھا۔ (۲)

نکاح:

تمام ازواج مطہرات میں یہ شرف صرف حضرت عائشہؓ کو حاصل ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کی کنواری بیوی تھیں آنحضرت ﷺ سے پہلے وہ جبیر بن مطعم کے صاحبزادے سے منسوب ہوئی تھیں لیکن جب حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے بعد خولہ بنت حکیم نے آنحضرت ﷺ سے اجازت لیکر ام رومان سے کہا اور انہوں نے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے ذکر کیا تو چونکہ یہ ایک قسم کی وعدہ خلافی تھی بولے کہ جبیر بن مطعم سے وعدہ کر چکا ہوں لیکن مطعم نے خود اس بنا پر انکار کر دیا کہ اگر حضرت عائشہؓ ان کے گھر میں گئیں تو گھر میں اسلام کا قدم آجائے گا۔ بہر حال حضرت ابو بکر صدیقؓ نے خولہ کے ذریعہ سے آنحضرت ﷺ سے عقد کر دیا۔ پانچ سو درہم مہر قرار پایا۔ یہ سہ نبوی کا واقعہ ہے اس وقت حضرت عائشہؓ کی عمر چھ برس تھی۔

یہ نکاح اسلام کی سادگی حقیقی تصویر تھا عطیہ اس کا واقعہ اس طرح بیان کرتی ہیں کہ حضرت عائشہؓ لڑکیوں کے ساتھ کھیل رہی تھیں ان کی لٹا آئی اور ان کو لے گئی۔ حضرت ابو بکرؓ نے آکر نکاح پڑھا دیا۔ حضرت عائشہؓ خود کہتی ہیں کہ جب میرا نکاح ہوا تو مجھ کو خبر تک نہ ہوئی جب میری والدہ نے باہر نکلنے میں روک ٹوک شروع کی تب میں سمجھی کہ میرا نکاح ہو گیا اس کے بعد میری والدہ نے مجھے سمجھا بھی دیا۔ (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۴۰)

نکاح کے بعد آنحضرت ﷺ کا قیام مکہ میں تین سال تک رہا۔ ۱۳؎ نبوی میں آپ ﷺ نے ہجرت کی تو حضرت ابو بکر صدیقؓ ساتھ تھے اور اہل وعیال کو دشمنوں کے نرغہ میں چھوڑ آئے تھے جب مدینہ میں اطمینان ہوا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عبد اللہ بن اریظہ کو بھیجا کہ ام رومانؓ اسماءؓ اور عائشہؓ کو لے آئیں مدینہ میں آکر حضرت عائشہؓ سخت بخار میں مبتلا ہوئیں۔ ابتداً مرض سے سر کے بال جھڑ گئے۔ (۲) صحت ہوئی تو ام رومان کو رسم

(۲) بخاری ج ۱ ص ۳۲۰ (۳) ایضاً ص ۳۶۱ (۴) صحیح بخاری باب المہجرۃ



عروسی ادا کرنے کا خیال آیا۔ اس وقت حضرت عائشہؓ کی عمر ۹ سال کی تھی سیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھیں کہ ام رومان نے آکر آواز دی، ان کو اس واقعہ کی خبر تک نہیں تھی، ماں کے پاس آئیں انہوں نے منہ دھویا، بال درست کئے، گھر میں لے گئیں۔ انصار کی عورتیں انتظار میں تھیں یہ گھر میں داخل ہوئیں تو سب نے مبارکباد دی۔ تھوڑی دیر بعد خود آنحضرت ﷺ تشریف لائے۔ (۱) شوال میں نکاح ہوا تھا اور شوال ہی میں یہ رسم ادا کی گئی۔

حضرت عائشہؓ کے نکاح سے عرب کے بعض یہودہ خیالات میں اصلاح ہوئی (۱) عرب منہ بولے بھائی کی لڑکی سے شادی نہیں کرتے تھے، اسی بناء پر جب خولہؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے آنحضرت ﷺ کا ارادہ ظاہر کیا تو انہوں نے حیرت سے کہا کہ ”کیا یہ جائز ہے؟ عائشہؓ تو رسول اللہ ﷺ کی بھتیجی ہے لیکن آنحضرت ﷺ نے فرمایا انت اخ فی الاسلام تم تو صرف مذہبی بھائی ہو (۲) اہل عرب شوال میں شادی نہیں کرتے تھے زمانہ قدیم میں اس مہینہ میں طاعون آیا تھا۔ حضرت عائشہؓ کی شادی اور رخصتی دونوں شوال میں ہوئیں۔

عام حالات :

غزوات میں سے صرف غزوہ احد میں حضرت عائشہؓ کی شرکت کا پتہ چلتا ہے صحیح بخاری میں حضرت انسؓ سے منقول ہے کہ میں نے عائشہؓ اور ام سلیمؓ کو دیکھا کہ مشک بھر بھر کر لاتی تھیں اور زخمیوں کو پانی پاتی تھیں۔ (۱)

غزوہ مصطلق میں کہ ۵۰ ہجری کا واقعہ ہے، حضرت عائشہؓ آپ کے ساتھ واپسی میں ان کا ہار کہیں گر گیا، پورے قافلہ کو اترنا پڑا، نماز کا وقت آیا تو پانی نہ ملا تمام صحابہؓ پریشان تھے آنحضرت ﷺ کو خبر ہوئی اور تیمم کی آیت نازل ہوئی اس اجازت سے تمام لوگ خوش ہوئے اسید بن حضیرؓ نے کہا ”اے آل ابو بکر! تم لوگوں کے لئے سرمایہ برکت ہو۔

اسی لڑائی میں واقعہ افک پیش آیا یعنی منافقین نے حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی، احادیث اور سیر کی کتابوں میں اس واقعہ کو نہایت تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے لیکن جس

(۱) صحیح بخاری تزویج عائشہؓ وسیرۃ النبی ج ۲۔

(۲) بخاری ج ۲ ص ۵۸۱

واقعہ کی نسبت قرآن مجید میں صاف مذکور ہے کہ سننے کے بعد لوگوں نے یہ کیوں نہیں کہا دیا کہ ”بالکل افتراء ہے“ اسکو تفصیل کے ساتھ لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں۔

۹۔ ہجری میں تحریم اور ایلاء و تخیر کا واقعہ پیش آیا اور واقعہ تحریم کی تفصیل حضرت حصہؓ کے حالات میں آئے گی البتہ واقعہ ایلاء کی تفصیل اس مقام پر کی جاتی ہے۔

آنحضرت ﷺ زاہدانہ زندگی بسر فرماتے تھے، دودو مہینے گھر میں آگ نہیں جلتی تھی، آئے دن فاقے آتے رہتے تھے۔ ازواج مطہرات گو شرف صحبت کی برکت سے تمام بنائے جنس سے ممتاز ہو گئی تھیں تاہم بشریت بالکل معدوم نہیں ہو سکتی تھی خصوصاً وہ دیکھتی تھیں کہ فتوحات اسلام کا دائرہ بڑھتا جا رہا ہے اور غنیمت کا سرمایہ اس قدر پہنچ گیا ہے کہ اس کا کوئی حصہ بھی ان کی راحت و آرام کے لئے کافی ہو سکتا ہے۔ ان واقعات کا اقتضاء تھا کہ ان کے صبر و قناعت کا جام لبریز ہو جاتا تھا۔

ایک مرتبہ حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے۔ دیکھا کہ بیچ میں آپ ہیں ادھر ادھر بیویاں بیٹھی ہیں اور توسیع نفقہ کا تقاضا ہے۔ دونوں اپنی صاحبزادیوں کی تنبیہ پر آمادہ ہو گئے لیکن انہوں نے عرض کی کہ ہم آئندہ آنحضرت ﷺ کو زائد مصارف کی تکلیف نہ دیں گے۔

دیگر ازواج اپنے مطالبہ پر قائم رہیں۔ آنحضرت ﷺ کے سکون خاطر میں یہ چیز اس قدر خلل انداز ہوئی کہ آپ نے عہد فرمایا کہ ایک مہینہ تک ازواج مطہرات سے نہ ملیں گے اتفاق یہ کہ اسی زمانہ میں آپ گھوڑے سے گر پڑے اور ساق مبارک پر زخم آیا آپ ﷺ نے بالاخانہ پر تنہا نشینی اختیار کی واقعات کے فریضہ سے لوگوں نے خیال کیا کہ آپ ﷺ نے تمام ازواج کو طلاق دے دی لیکن جب حضرت عمرؓ نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ نے ازواج کو طلاق دے دی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ”نہیں“ یہ سن کر حضرت عمرؓ اللہ اکبر پکار اٹھے۔

جب ایلاء کی مدت یعنی ایک مہینہ گزر چکا تو آپ بالاخانہ سے اتر آئے سب نے پہلے حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لائے وہ ایک ایک دن گنتی تھیں ”یو لیس یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے ایک مہینہ کے لئے عہد فرمایا تھا ابھی تو انتیس دن ہوئے ہیں ارشاد ہوا کہ ”مہینہ بہی انتیس کا بھی ہوتا ہے“



اس کے بعد آیت عجیب نازل ہوئی اس آیت کی رو سے آنحضرت ﷺ کو حکم دیا گیا کہ ازواج مطہرات کو مطلع فرمادیں کہ دو چیزیں تمہارے سامنے ہیں دنیا اور آخرت اگر تم دنیا چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو رخصتی جوڑے دیکر عزت و احترام کے ساتھ رخصت کر دوں اور اگر تم خدا اور رسول ﷺ اور ابدی راحت کی طلبگار ہو تو خدا نے نیکوکاروں کے لئے بڑا اجر مہیا کر رکھا ہے چونکہ حضرت عائشہؓ ان تمام معاملات میں پیش پیش تھیں آپ نے ان کو ارشاد الہی سے مطلع فرمایا انہوں نے کہا کہ میں سب کچھ چھوڑ کر خدا اور رسول ﷺ کو لیتی ہوں“ تمام ازواج نے بھی یہی جواب دیا۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۲ و صحیح مسلم باب الایاء)

ربیع الاول ۱۱ھ ہجری میں آنحضرت ﷺ نے وفات پائی۔ ۱۳ دن غلیل رہے جن میں ۸ دن حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں اقامت فرمائی۔ خلق عظیم کی بناء پر ازواج مطہرات سے صاف طور پر اجازت نہیں طلب کی بلکہ پوچھا کہ کل میں کس کے گھر میں رہوں گا؟ دوسرا دن (دوشنبہ) حضرت عائشہؓ کے ہاں قیام فرمانے کا تھا ازواج مطہرات نے مرضی اقدس سمجھ کر عرض کی کہ آپ جہاں چاہیں قیام فرمائیں۔ ضعف اس قدر زیادہ ہو گیا تھا کہ چلا نہیں جاتا تھا۔ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ دونوں بازو تھام کر بہ مشکل حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں لائے۔

وفات سے پانچ روز پہلے (جمعرات) کو آپ کو یاد آیا کہ حضرت عائشہؓ کے پاس کچھ اشرفیاں رکھوائی تھیں دریافت فرمایا کہ عائشہ! وہ اشرفیاں کہاں ہیں؟ کیا محمد خدا سے بدگمان ہو کر ملے گا؟ جاؤ ان کو خدا کی راہ میں خیرات کر دو۔ (مسند امام احمد بن حنبل ج ۶ ص ۴۹)

جس دن وفات ہوئی (یعنی دوشنبہ کے روز) بظاہر طبیعت کو سکون تھا لیکن دن جیسے جیسے چڑھتا جاتا تھا آپ پر غشی طاری ہوتی تھی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں آپ ﷺ جب تندرست تھے تو فرمایا کرتے تھے کہ پیغمبروں کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ خواہ موت کو قبول کریں یا حیات دنیا کو ترجیح دیں۔ اس حالت میں آپ ﷺ کی زبان مبارک سے اکثر یہ الفاظ ہوتے رہے مع الذین انعم اللہ علیہم اور کبھی فرماتے اللھم فی الرفیق الاعلیٰ وہ سمجھ گئیں کہ اب صرف رفاقت الہی مطلوب ہے۔

وفات سے ذرا پہلے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے صاحبزادے عبدالرحمنؓ خدمت اقدس میں آئے آپ حضرت عائشہؓ کے سینہ پر سر ٹیک کر لیٹے تھے عبدالرحمنؓ کے ہاتھ

میں مسواک تھی مسواک کی طرف نظر جما کر دیکھا حضرت عائشہؓ سمجھیں کہ آپ مسواک کرنا چاہتے ہیں۔ عبدالرحمنؓ سے مسواک لیکر دانتوں سے نرم کی اور خدمت اقدس میں پیش کی آپ ﷺ نے بالکل تندرستوں کی طرح مسواک کی حضرت عائشہؓ فخریہ کہا کرتی تھیں کہ ”تمام بیویوں میں مجھی کو یہ شرف حاصل ہوا کہ آخر وقت میں بھی میرا جھوٹا آپ ﷺ نے منہ میں لگایا“

لب وفات کا وقت قریب آ رہا تھا۔ حضرت عائشہؓ آپ ﷺ کو سنبھالے بیٹھی تھیں کہ دفعۃً بدن کا بوجھ معلوم ہوا دیکھا تو آنکھیں پھٹ کر چھت سے لگ گئی تھیں اور روح پاک ﷺ عالم اقدس میں پرواز کر گئی تھی حضرت عائشہؓ نے آہستہ سے سر اقدس تکیہ پر رکھ دیا اور رونے لگیں۔

حضرت عائشہؓ کے ابواب مناقب کے سبب سے زیریں باب یہ ہے کہ ان کے حجرہ کو آنحضرت ﷺ کا مدفن بنا نصیب ہوا اور نعش مبارک اسی حجرہ کے ایک گوشہ میں سپرد خاک کی گئی چونکہ ازواج مطہرات کے لئے خدا نے دوسری شادی ممنوع کر دی تھی اس لئے آنحضرت ﷺ کے بعد حضرت عائشہؓ نے ۳۸ سال بیوگی کی حالت میں بسر کئے۔ اس زمانہ میں ان کی زندگی کا مقصد وحید قرآن و حدیث کی تعلیم تھا جس کا ذکر آئندہ آئے گا۔

آنحضرت ﷺ کی وفات کے دو برس بعد ۱۳ھ ہجری میں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے انتقال فرمایا اور حضرت عائشہؓ کے لئے یہ سایہ شفقت بھی باقی نہ رہا۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے بعد حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے انہوں نے حضرت عائشہؓ کی جس قدر دلجوئی کی وہ خود اس کو اس طرح بیان فرماتی ہیں ”لن خطاب“ نے آنحضرت ﷺ کے بعد مجھ پر بڑے بڑے احسانات کئے (۱) حضرت عمرؓ نے تمام ازواج مطہرات کیلئے دس دس ہزار درہم سالانہ وظیفہ مقرر فرمایا تھا لیکن حضرت عائشہؓ کا وظیفہ بارہ ہزار تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ وہ آنحضرت ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھیں۔ (۲)

حضرت عثمانؓ کے واقعہ شہادت میں حضرت عائشہؓ مکہ میں مقیم تھیں۔ حضرت طلحہ اور حضرت زبیرؓ نے مدینہ سے جا کر ان کو واقعات سے آگاہ کیا تو دعوت اصلاح کے لئے بصرہ گئیں اور وہاں حضرت علیؓ سے جنگ پیش آئی جو جنگ جمل کے نام سے مشہور ہے جمل



لوٹ کو کہتے ہیں چونکہ حضرت عائشہؓ ایک لوٹ پر سوار تھیں اور اس نے اس معرکہ میں بڑی اہمیت حاصل کی تھی اس لئے یہ جنگ بھی اسی کی نسبت سے مشہور ہو گئی یہ جنگ اگرچہ بالکل اتفاقی طور پر پیش آئی تھی۔ تاہم حضرت عائشہؓ کو اس کا ہمیشہ افسوس رہا۔

بخاری میں ہے کہ وفات کے وقت انہوں نے وصیت کی کہ ”مجھے روضہ نبوی ﷺ میں آپ ﷺ کے ساتھ دفن نہ کرنا بلکہ بقیع میں اور ازدواج کے ساتھ دفن کرنا کیونکہ میں نے آپ ﷺ کے بعد ایک جرم کیا ہے۔ (۱) ابن سعد میں ہے کہ وہ جب یہ آیت پڑھتی تھیں وقرن فی بیوتکن اے پیغمبر ﷺ کی بیویو! اپنے گھروں میں وقار کے ساتھ بیٹھو تو اس قدر روتی تھیں کہ آنچل تر ہو جاتا تھا۔ (۲)

حضرت علیؓ کے بعد حضرت عائشہؓ اٹھارہ برس اور زندہ رہیں اور یہ تمام زمانہ سکون اور خاموشی میں گزرا۔  
وفات:

امیر معاویہؓ کا اخیر زمانہ خلافت تھا کہ رمضان ۵۸ ہجری میں حضرت عائشہؓ نے رحلت فرمائی اس وقت سڑٹھ (۶۷) برس کا سن تھا اور وصیت کے مطابق جنت البقیع میں رات کے وقت مدفون ہوئیں قاسم بن محمدؓ عبد اللہ بن عبد الرحمنؓ عبد اللہ بن ابی عقیقؓ عروہ بن زبیرؓ اور عبد اللہ بن زبیرؓ نے قبر میں اتارا اس وقت حضرت ابو ہریرہؓ مروان بن حکم کی طرف سے مدینہ کے حاکم تھے اس لئے انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی۔  
ولاد:

حضرت عائشہؓ کے کوئی لولاد نہیں ہوئی لیکن الاعرابی نے لکھا ہے کہ ایک نام تمام بچہ ساقط ہو گیا تھا اس کا نام عبد اللہ تھا اور اسی کے نام پر انہوں نے کنیت رکھی تھی لیکن یہ قطعاً غلط ہے۔ حضرت عائشہؓ کی کنیت ام عبد اللہ ان کے بھانجے عبد اللہ بن زبیرؓ کے تعلق سے تھی جن کو انہوں نے متبنی بنایا تھا۔  
حلیہ:

حضرت عائشہؓ خوش رو اور صاحب جمال تھیں رنگ سرخ و سفید تھا۔

(۱) کتاب الجنائز و مستدرک حاکم ج ۴ ص ۸

(۲) طبقات ابن سعد جز ثانی

## فضل و کمال:

علمی حیثیت سے حضرت عائشہؓ کو نہ صرف عورتوں پر نہ صرف دوسری امہات المؤمنین پر نہ صرف خاص خاص صحابیوں پر بلکہ باسٹھائے چند تمام صحابہؓ پر فوقیت حاصل تھی جامع ترمذی میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے۔

ما اشکل علینا اصحاب محمد ﷺ حدیث قط

فسألنا عائشة الا وجدنا عندها منه علماً

”ہم کو کبھی کوئی ایسی مشکل بات پیش نہیں آئی جس کو ہم نے عائشہؓ سے

پوچھا ہو اور ان کے پاس اس کے متعلق کچھ معلومات نہ ملے ہوں“

امام زہریؓ جو سرخیل تابعین تھے فرماتے ہیں:

كانت عائشة اعلم الناس یسنلها الا کابر من اصحاب رسول الله ﷺ (۱)

”عائشہؓ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عالم تھیں۔ بڑے بڑے اکابر صحابہؓ ان سے

پوچھا کرتے تھے“

عروہ بن زبیرؓ کا قول ہے:

مارأت احداً اعلم بالقرآن ولا بفريضة ولا بحلال ولا بفقه

ولا بشعر ولا بطب ولا بحدیث العرب ولا بنسب من عائشة

”قرآن، فرائض، حلال و حرام، فقہ، شاعری، طب، عرب کی تاریخ اور

نسب کا عالم حضرت عائشہؓ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا“

امام زہریؓ کی ایک شہادت ہے:

لو جمع علم الناس کلهم ثم علم ازواج النبی ﷺ فكانت عائشة وسعهم علماً

”اگر تمام مردوں کا اور امہات المؤمنین کا علم ایک جگہ جمع کیا جائے تو

حضرت عائشہؓ کا علم وسیع تر ہوگا“

حضرت عائشہؓ کا شمار مجتہدین صحابہؓ میں ہے اور اس حیثیت سے وہ اس قدر بلند

میں کہ بے تکلف ان کا نام حضرت عمرؓ حضرت علیؓ عبد اللہ بن مسعودؓ اور عبد اللہ بن عباسؓ

کے ساتھ لیا جاسکتا ہے۔ وہ حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ کے زمانہ



میں فتویٰ دیتی تھیں اور اہل صحابہؓ پر انہوں نے جو دقیق اعتراضات کئے ہیں ان کو علامہ سیوطیؒ نے ایک رسالہ میں جمع کر دیا ہے اس رسالہ کا نام عید الاصلہ فی الاستدراکۃ عائشہ علی الصحابہؓ ہے۔

حضرت عائشہؓ میٹرین صحابہؓ میں داخل ہیں۔ ان سے ۲۲۱۰ حدیثیں مروی ہیں جن میں ۱۷۳ حدیثوں پر شیخ نے اتفاق کیا ہے لام بخاری نے منفرد ان سے ۵۸ حدیثیں روایت کی ہیں۔ ۶۸ حدیثوں میں لام مسلم منفرد ہیں۔ بعض لوگوں کا قول ہے کہ احکام شرعیہ میں سے ایک چوتھائی ان سے منقول ہے۔

علم کلام کے متعدد مسائل ان کی زبان سے ادا ہوئے ہیں چنانچہ روایت باری، علم غیب، عصمت انبیاء، معراج، ترتیب خلافت اور سلام موتی وغیرہ کے متعلق انہوں نے جو خیالات ظاہر کئے ہیں انصاف یہ ہے کہ ان میں ان کی دقت نظر کا پتہ بھاری نظر آتا ہے۔ علم اسرار الدین کے متعلق بھی ان سے بہت سے مسائل مروی ہیں چنانچہ قرآن مجید کی ترتیب نزول، مدینہ میں کامیابی اسلام کے اسباب، غسل جمعہ، نماز قصر کی علت، صوم عاشورہ کا سبب حج کی حقیقت اور ہجرت کے معنی کی انہوں نے خاص تشریحات کی ہیں۔

طب کے متعلق وہی عام معلومات تھیں جو گھر کی عورتوں کو عام طور پر ہوتی ہیں البتہ تاریخ عرب میں وہ اپنا جواب نہیں رکھتی تھیں۔ عرب جاہلیت کے حالات ان کے رسم و رواج ان کے انساب اور ان کی طرز معاشرت کے متعلق انہوں نے بعض ایسی باتیں بیان کی ہیں جو دوسری جگہ نہیں مل سکتیں۔ اسلامی تاریخ کے متعلق بعض اہم واقعات ان سے منقول ہیں مثلاً آغاز وحی کی کیفیت، ہجرت کے واقعات، واقعہ اُفک، نزول قرآن اور اس کی ترتیب، نماز کی صورتیں، آنحضرت ﷺ کے مرض الموت کے حالات، غزوہ بدر، غزوہ احد، خندق، قریطہ کے واقعات، غزوہ ذات الرقاع میں نماز خوف کی کیفیت، فتح مکہ میں عورتوں کی بیعت، حجتہ الوداع کے ضروری حالات، آنحضرت ﷺ کے اخلاق و عادات، خلافت صدیقی، حضرت فاطمہؓ اور ازواج مطہرات کا دعویٰ میراث، حضرت علیؓ کا ملال خاطر اور پھر بیعت کے تمام مفصل حالات ان ہی کے ذریعہ سے معلوم ہوئے ہیں۔

اولیٰ حیثیت سے وہ نہایت شیریں کلام اور فصیح اللسان تھیں۔ ترمذی میں موسیٰ بن طلحہ کا یہ قول نقل ہے۔

مارایت الفصح من عائشة (مسندك حاکم ج ۴ ص ۱۱)  
”میں نے عائشہ سے زیادہ کسی کو فصیح اللسان نہیں دیکھا“

اگرچہ احادیث میں روایت بالمعنی کا عام طور پر رواج ہے اور روایت باللفظ کم اور نہایت کم ہوتی ہیں تاہم جہاں حضرت عائشہؓ کے اصلی الفاظ محفوظ رہ گئے ہیں پوری حدیث میں جان پڑ گئی ہے مثلاً آغاز وحی کے سلسلہ میں فرماتی ہیں

فما راہی رويا الاجاءت مثل فلق الصبح

”آپ ﷺ جو خواب دیکھتے تھے سپیدہ سحر کی طرح نمودار ہو جاتا تھا“

آپ ﷺ پر جب وحی کی کیفیت طاری ہوتی تو جبین مبارک پر عرق آجاتا تھا اس کو اس طرح ادا کرتی ہیں۔

مثل الجمال

”پیشانی پر موتی دھکتے تھے“

واقعہ اُفک میں انہیں راتوں کو نیند نہیں آتی تھیں اس کو اس طرح بیان کرتی ہیں:

ما كنت حل بنوم

”میں نے سرمہ خواب نہیں لگایا“

صحیح بخاری میں ان کے ذریعہ سے ام زرع کا جو قصہ مذکور ہے وہ جان ادب ہے اور اہل ادب نے اس کی مفصل شرحیں اور حاشیے لکھے ہیں۔

خطبات کے لحاظ سے بھی حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے سوا تمام صحابہ کرامؓ میں ممتاز تھیں جنگ جمل میں انہوں نے جو تقریریں کی ہیں وہ جوش اور زور کے لحاظ سے اپنا جواب نہیں رکھتیں ایک تقریر میں فرماتی ہیں:

”لوگو! خاموش، خاموش تم پر میرا اداری حق ہے مجھے نصیحت کی عزت حاصل ہے سو اس شخص کے جو خدا کا فرمان بردار نہیں ہے مجھ کو کوئی الزام نہیں دے سکتا۔ آنحضرت ﷺ نے میرے سینے پر سر رکھے ہوئے وفات پائی ہے۔ میں آپ ﷺ کی محبوب ترین بیوی ہوں خدا نے مجھ کو دوسروں سے ہر طرح محفوظ رکھا اور میری ذات سے مؤمن و منافق میں تمیز ہوئی اور میرے ہی سبب سے تم پر خدا نے تیمم کا حکم نازل فرمایا۔ پھر میرا باپ دنیا میں تیسرا مسلمان ہے اور غار حرا میں دو کا دوسرا تھا۔ اور پہلا



تھیں غیبت سے احتراز کرتی تھیں احسان کم قبول کرتیں اگرچہ خود ستائی ناپسند تھی تاہم نہایت خوددار تھیں شجاعت اور دلیری بھی ان کا خاص جوہر تھا۔

ان کا سب سے نمایاں وصف جو دو سنا تھا حضرت عبداللہ بن زبیرؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ان سے زیادہ سخی کسی کو نہیں دیکھا ایک مرتبہ امیر معاویہؓ نے ان کی خدمت میں لاکھ درہم بھجے تو شام ہوتے ہوتے سب خیرات کر دیئے اور اپنے لئے کچھ نہ رکھا۔ اتفاق سے اس دن روزہ رکھا تھا لونڈی نے عرض کی کہ افطار کے لئے کچھ نہیں ہے، فرمایا پہلے سے کیوں نہ یاد دلایا۔ (مسند رک عاکم ج ۴ ص ۱۳)

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ جو ان کے متبنی تھے ان کی فیاضی دیکھ کر گھبرا گئے اور کہا کہ اب ان کا ہاتھ روکنا چاہیے حضرت عائشہؓ کو معلوم ہوا تو سخت برہم ہوئیں اور قسم کھائی کہ ان سے بات نہ کریں گی۔ چنانچہ لکن زبیرؓ مدت تک معتبوب رہے اور بڑی دقت سے ان کا غصہ فرو ہوا۔ (صحیح بخاری باب مناقب)

نہایت خاشع، متضرع اور عبادت گزار تھیں چاشت کی نماز برابر پڑھتیں، قرماتی تھیں کہ اگر میرا باپ بھی قبر سے اٹھ آئے اور مجھ کو منع کرے تب بھی باز نہ آؤں گی۔ آنحضرتؐ کے ساتھ راتوں کو اٹھ کر تہجد کی نماز ادا کرتی تھیں اور اس کی اس قدر پابند تھیں کہ آنحضرتؐ کے بعد جب کبھی یہ نماز قضا ہو جاتی تو نماز فجر سے پہلے اٹھ کر پڑھ لیتی تھیں۔ رمضان میں ترویج کا اہتمام کرتی تھیں۔ ذکوان ان کا غلام امامت کرتا اور وہ مقتدی ہوتیں۔

اکثر روزے رکھا کرتی تھیں حج کی بھی شدت سے پابند تھیں اور ہر سال اس فرض کو ادا کرتیں۔ غلاموں پر شفقت کرتیں اور ان کو خرید کر آزاد کرتی تھیں ان کے آزاد کردہ غلاموں کی تعداد سڑ سنھ (۶۷) ہے۔ (شرح بلوغ المرام کتاب العتق)

شخص تھا جو صدیق کے لقب سے مخاطب ہوا۔ آنحضرتؐ نے اس سے خوش ہو کر اور اس کو طوق خلافت پہنا کر وفات پائی اس کے بعد اسلام کی رسی جب ہلنے ڈلنے لگی تو میرا ہی باپ تھا جس نے دونوں سرے تھام لئے جس نے نفاق کی باگ روک دی جس نے ارتداد کا چشمہ خشک کر دیا جس نے یہود کی آتش افروزی سرد کی۔ تم لوگ اس وقت آنکھیں بند کئے غدر و فتنہ کے منتظر تھے اور شور و غوغا پر گوش بر آواز تھے اس نے شکاف کو برابر کیا بیکار کو درست کیا گرتوں کو سنبھالا دلوں کی مدفون ہمار یوں کو دور کیا۔ جو پانی سے سیراب ہو چکے تھے ان کو تھان تک پہنچادیا جو پیاسے تھے ان کو گھاٹ پر لے آیا اور جو ایک بار پانی پی چکے تھے انہیں دوبارہ پلایا جب وہ نفاق کا سر پچل چکا اور اہل شرک کے لئے آتش جنگ مشتعل کر چکا اور تمہارے سامان کی گھڑی کو ڈوری سے باندھ چکا تو خدا نے اسے اٹھالیا۔

ہاں میں سوال کا نشانہ بن گئی ہوں کہ کیوں فوج لے کر نکلی؟ میرا مقصد اس سے گناہ کی تلاش اور فتنہ کی جستجو نہیں ہے جس کو میں پامال کرنا چاہتی ہوں جو کچھ کہہ رہی ہوں سچائی اور انصاف کے ساتھ تنبیہ اور اتمام حجت کے لئے“ (عقد الفریباب الخطیب ص ۱۳)

حضرت عائشہؓ گو شعر نہیں کہتی تھیں تاہم شاعرانہ مذاق اس قدر عمدہ پایا تھا کہ حضرت حسان بن ثابتؓ جو عرب کے مسلم الثبوت شاعر تھے ان کی خدمت میں اشعار سنانے کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ امام بخاریؒ نے ادب المفرد میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہؓ کو کعب بن مالکؓ کا پورا قصیدہ یاد تھا اس قصیدہ میں کم و بیش چالیس شعر تھے۔ کعبؓ کے علاوہ ان کا دیگر جاہلی اور اسلامی شعراء کے اشعار بھی بکثرت یاد تھے جن کو وہ مناسب موقعوں پر پڑھا کرتی تھیں چنانچہ وہ حدیث کی کتابوں میں منقول ہیں۔

حضرت عائشہؓ نہ صرف ان تمام علوم کی ماہر تھیں بلکہ دوسروں کو بھی ماہر بنا دیتی تھیں چنانچہ ان کے دامن تربیت میں جو لوگ پرورش پا کر نکلے اگرچہ ان کی تعداد دو سو کے قریب ہے لیکن ان میں جن کو زیادہ قرب و اختصاص حاصل تھا وہ حسب ذیل ہیں:

عروہ بن زبیرؓ، قاسم بن محمدؓ، ابو سلمہ بن عبدالرحمنؓ، مسروقؓ، عمرہؓ، صفیہ بنت شیبہؓ، عائشہ بنت طلحہؓ، معاویہؓ

اخلاق و عادات:

اخلاقی حیثیت سے بھی حضرت عائشہؓ بلند مرتبہ رکھتی تھیں، وہ نہایت قانع



## (۴) حضرت حصہؓ

نام و نسب :

حصہؓ نام حضرت عمرؓ کی صاحبزادی تھیں، سلسلہ نسب یہ ہے حصہ بنت عمرؓ بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن لوی بن فہر بن مالک۔ والدہ کا نام زینب بنت مطلقون تھا جو مشہور صحابی حضرت عثمانؓ بن مظعونؓ کی ہم شیر تھیں اور خود بھی صحابیہ تھیں حضرت حصہؓ اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ حقیقی بھائی بہن ہیں۔ حضرت حصہؓ بعثت نبوی ﷺ سے ۵ سال قبل پیدا ہوئیں اس وقت قریش خانہ کعبہ کی تعمیر میں مصروف تھے۔

نکاح :

پہلا نکاح خنیس بن حذافہ سے ہوا جو خاندان بنو سہم سے تھے۔

اسلام :

مال باپ اور شوہر کے ساتھ مسلمان ہوئیں۔

ہجرت اور نکاح ثانی :

شوہر کے ساتھ مدینہ کو ہجرت کی غزوہ بدر میں خنیسؓ نے زخم کھائے اور واپس آکر ان ہی زخموں کی وجہ سے شہادت پائی۔ عدت کے بعد حضرت عمرؓ کو حصہؓ کے نکاح کی فکر ہوئی اسی زمانہ میں حضرت رقیہؓ کا انتقال ہو چکا تھا۔ اس بنا پر حضرت عمرؓ سب سے پہلے حضرت عثمانؓ سے ملے اور ان سے حضرت حصہؓ کے نکاح کی خواہش کی۔ انہوں نے کہا میں اس پر غور کروں گا چند یوم کے بعد ملاقات ہوئی تو صاف انکار کیا۔ حضرت عمرؓ نے مایوس ہو کر حضرت ابو بکرؓ سے ذکر کیا۔ انہوں نے خاموشی اختیار کی۔ حضرت عمرؓ کو ان کی بے التفاتی سے رنج ہوا اس کے بعد خود رسالت پناہ ﷺ نے حضرت حصہؓ سے نکاح کی خواہش ظاہر کی، نکاح ہو گیا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرت عمرؓ سے ملے اور کہا کہ جب تم نے مجھ سے حصہؓ کے نکاح کی خواہش کی اور میں خاموش رہا تو تم کو ناگوار گزرا لیکن میں نے اسی بنا پر جواب نہیں دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا ذکر کیا تھا اور میں آپ ﷺ کا راز فاش نہیں کرنا چاہتا تھا اگر رسول اللہ ﷺ کا ان سے نکاح کا قصد نہ

ہوتا تو میں اس کے لئے آمادہ تھا۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۷۱ وصابہ ج ۸ ص ۵۱) وفات :

حضرت حصہؓ نے شعبان ۳۵ ہجری میں انتقال کیا۔ یہ امیر معاویہؓ کی خلافت کا زمانہ تھا مروان نے جو اس وقت مدینہ کا گورنر تھا نماز جنازہ پڑھائی۔ اور کچھ دور تک جنازہ کو کاندھا دیا اس کے بعد حضرت ابو ہریرہؓ جنازہ کو قبر تک لے گئے ان کے بھائی حضرت عبد اللہ بن عمرؓ یوران کے لڑکوں عاصم، سالم عبد اللہ حمزہؓ نے قبر میں اتارا۔

حضرت حصہؓ کے سن وفات میں اختلاف ہے ایک روایت میں ہے کہ جمادی الاول ۴۱ ہجری میں وفات پائی اس وقت ان کا سن ۵۹ سال کا تھا لیکن اگر سن وفات ۳۵ ہجری قرار دیا جائے تو ان کی عمر ۶۳ سال کی ہوگی۔ ایک روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عثمانؓ کی خلافت میں ۲۰ ہجری میں انتقال کیا یہ روایت اس بناء پر پیدا ہو گئی کہ وہب نے لن مالک سے روایت کی ہے کہ جس سال افریقہ فتح ہوا حضرت حصہؓ نے اسی سال وفات پائی اور افریقہ حضرت عثمانؓ کی خلافت میں ۲۰ ہجری میں فتح ہوا لیکن یہ سخت غلطی ہے، افریقہ دو مرتبہ فتح ہوا اس دوسری فتح کا فخر معاویہؓ بن خدیج کو حاصل ہے، جنہوں نے حضرت امیر معاویہؓ کے عہد میں حملہ کیا تھا۔

حضرت حصہؓ نے وفات کے وقت حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کو بلا کر وصیت کی اور غابہ میں جو جائیداد تھی جسے حضرت عمرؓ ان کی نگرانی میں دیکر گئے تھے ان کو صدقہ کر کے وقف کر دیا۔ (زر قانی ج ۳ ص ۲۷۱) اولاد :

کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔

فضل و کمال :

البتہ معنوی یادگاریں بہت سی ہیں اور وہ یہ ہیں عبد اللہ بن عمرؓ حمزہؓ (ابن عبد اللہ) صفیہ بنت ابو عبیدہؓ (زوجہ عبد اللہ) حارثہ بن وہبؓ مطلب بن ابی ولادہؓ ام مبشر انصاریہؓ عبد اللہ بن صفوان بن امیہؓ عبد الرحمن بن حارث بن ہشامؓ (زر قانی ج ۳ ص ۲۷۱) حضرت حصہؓ سے ۶۰ حدیثیں منقول ہیں (۱) جو انہوں نے آنحضرت ﷺ اور



حضرت عمرؓ نے سنی تھیں۔

تفہ فی الدین کے لئے واقعہ ذیل کافی ہے ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ اصحاب بدروحدیبیہ جہنم میں داخل نہ ہوں گے۔ حضرت حصہؓ نے اعتراض کیا خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے وان منکم الا واردھا ”تم میں سے ہر شخص وارد جہنم ہوگا“ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، لیکن یہ بھی تو ہے ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظالمین فیہا جثیاً (پھر ہم پر ہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں زانوؤں پر گرا ہوا چھوڑ دیں گے) (مسند امام احمد بن حنبل ج ۶ ص ۲۸۵)

اسی شوق کا اثر تھا کہ آنحضرت ﷺ کو ان کی تعلیم کی فکر رہتی تھی حضرت شفاؓ کو چوٹی کے کانٹے کا منتر آتا تھا ایک دن وہ گھر میں آئیں تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم حصہؓ کو منتر سکھا دو۔ (مسند امام احمد ص ۲۸۱)

اخلاق:

لن سعد میں ان کے اخلاق کے متعلق ہے:

انہا صوامۃ قوامۃ

”وہ (یعنی حصہؓ) صائم النہار اور قائم اللیل ہیں۔“

دوسری روایت میں ہے:

مات حفصۃ حتی ما تظطر (اصابہ ج ۸ ص ۵۲)

”انتقال کے وقت تک صائم رہیں“

اختلاف سے سخت نفرت کرتی تھیں جنگ صفین کے بعد جب حکیم کا واقعہ پیش آیا تو ان کے بھائی عبداللہ بن عمرؓ اس کو فتنہ سمجھ کر خانہ نشین رہنا چاہتے تھے، لیکن حضرت حصہؓ نے فرمایا کہ گو کہ اس شرکت میں تمہارا کوئی فائدہ نہیں تاہم تمہیں شریک رہنا چاہیے کیونکہ لوگوں کو تمہاری رائے کا انتظار ہوگا اور ممکن ہے کہ تمہاری عزت گزینی ان میں اختلاف پیدا کر دے۔ (بخاری ج ۲ ص ۵۸۹)

دجال سے بہت ڈرتی تھیں مدینہ میں لن صیاد نامی ایک شخص تھا دجال کے متعلق آنحضرت ﷺ نے جو علامتیں بتائی تھیں، اس میں بہت سی موجود تھیں اس سے اور عبداللہ بن عمرؓ سے ایک دن راہ میں ملاقات ہو گئی، انہوں نے اس کو بہت سخت

ست کہا، اس پر وہ اس قدر پھولا کہ راستہ بند ہو گیا لن عمرؓ نے اس کو مارنا شروع کیا حضرت حصہؓ کو خبر ہوئی تو بولیں، تم کو اس سے کیا غرض؟ تمہیں معلوم نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ دجال کے خروج کا محرک اس کا غصہ ہوگا۔ (۲)

حضرت حصہؓ کے مزاج میں ذرا تیزی تھی۔ آنحضرت ﷺ سے کبھی کبھی دبدو گفتگو کرتیں اور برابر کا جواب دیتی تھیں چنانچہ صحیح بخاری میں خود حضرت عمرؓ سے منقول ہے کہ ”ہم لوگ جاہلیت میں عورتوں کو ذرا برابر بھی وقعت نہ دیتے تھے، اسلام نے ان کو درجہ دیا اور قرآن میں ان کے متعلق آیتیں اتریں تو ان کی قدر و منزلت معلوم ہوئی ایک دن میری بیوی نے کسی معاملہ میں مجھ کو رائے دی ”میں نے کہا تم کو رائے و مشورہ سے کیا واسطہ“ بولیں ”لن خطاب! تم کو ذرا سی بات کی بھی برداشت نہیں، حالانکہ تمہاری بیٹی رسول اللہ ﷺ کو برابر جواب دیتی ہے، یہاں تک کہ آپ دن بھر رنجیدہ رہتے ہیں“ میں اٹھا اور حصہؓ کے پاس آیا میں نے کہا بیٹی! میں نے سنا ہے تم رسول اللہ ﷺ کو برابر کا جواب دیتی ہو ”بولیں“ ہاں! ہم ایسا کرتے ہیں میں نے کہا خبردار میں تمہیں عذاب الہی سے ڈراتا ہوں، تم اس عورت (حضرت عائشہؓ) کی ریس نہ کرو جس کو رسول اللہ ﷺ کی محبت کی وجہ سے اپنے حسن پر ناز ہے۔ (بخاری ج ۲ کتاب التفسیر وفتح الباری ج ۸ ص ۵۰۲)

ترمذی میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت صفیہؓ رورہی تھیں، آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور رونے کی وجہ پوچھی انہوں نے کہا کہ مجھ کو حصہؓ نے کہا ہے کہ ”تم یہودی کی بیٹی ہو“ آپ نے فرمایا حصہؓ خدا سے ڈرو پھر حضرت صفیہؓ سے ارشاد ہوا تم نبی کی بیٹی ہو، تمہارا چچا پیغمبر ہے اور پیغمبر کے نکاح میں ہو، حصہؓ تم پر کس بات میں فخر کر سکتی ہے (۱) ایک بار حضرت عائشہؓ اور حضرت حصہؓ نے حضرت صفیہؓ سے کہا کہ ”ہم رسول اللہ ﷺ کے نزدیک تم سے زیادہ معزز ہیں، ہم آپ کی بیوی بھی ہیں اور چچا اور بہن بھی“ حضرت صفیہؓ کو ناگوار گزرا، انہوں نے آنحضرت ﷺ سے اس کی شکایت کی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے یہ کیوں نہیں کہا کہ تم مجھ سے زیادہ کیونکر معزز ہو سکتی ہو، میرے شوہر محمد ﷺ میرے باپ ہارون اور میرے چچا موسیٰ ہیں“

حضرت عائشہؓ اور حضرت حصہؓ حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت عمرؓ کی بیٹی تھیں جو



تقرب نبوی ﷺ میں دوش بدوش تھے اس بناء پر حضرت حصہؓ اور حضرت عائشہؓ بھی دیگر ازواج کے مقابلہ میں باہم ایک تھیں چنانچہ واقعہ تحریم جو ۹ ہجری میں پیش آیا اسی قسم کے اتفاق کا نتیجہ تھا۔ ایک دفعہ کئی دن تک آنحضرت ﷺ حضرت زینبؓ کے پاس معمول سے زیادہ بیٹھے جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت زینبؓ کے پاس کہیں سے شہد آگیا تھا انہوں نے آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا آپ کو شہد بہت مرغوب تھا آپ نے نوش فرمایا اس میں وقت مقررہ سے دیر ہو گئی حضرت عائشہؓ کو رشک ہوا حضرت حصہؓ سے کہار رسول اللہ ﷺ جب ہمارے اور تمہارے گھر میں آئیں تو کہنا چاہیے کہ آپ کے منہ سے مغفیر کی بو آتی ہے (۱) (مغفیر کے پھولوں سے شہد کی مکھیاں رس چوستی ہیں) آنحضرت ﷺ نے قسم کھالی کہ میں شہد نہ کھاؤں گا اس پر قرآن مجید کی یہ آیت اتری۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۲۹)

یا ایہا النبی لم تحرم ما احل الله لك تبغی مرضات ازواجك  
”اے پیغمبر! اپنی بیویوں کی خوشی کے لئے تم خدا کی حلال کی ہوئی چیز کو حرام کیوں کرتے ہو“

کبھی کبھی (حضرت حصہؓ اور حضرت عائشہؓ میں) باہم رشک و رقابت کا اظہار بھی ہو جایا کرتا تھا ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ اور حصہؓ دونوں آنحضرت ﷺ کے ساتھ سفر میں تھیں رسول اللہ ﷺ راتوں کو حضرت عائشہؓ کے اونٹ پر چلتے تھے اور ان سے باتیں کرتے تھے ایک دن حضرت حصہؓ نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ آج رات کو تم میرے اونٹ پر اور میں تمہارے اونٹ پر سوار ہوں تاکہ مختلف مناظر دیکھنے میں آئیں حضرت عائشہؓ راضی ہو گئیں آنحضرت ﷺ حضرت عائشہؓ کے اونٹ کے پاس آئے جس پر حصہؓ سوار تھیں جب منزل پر پہنچے اور حضرت عائشہؓ نے آپ کو نہیں پایا اپنے پاؤں کو اذخر (ایک گھاس ہے) کے درمیان اڑکا کر کہنے لگیں ”خداوند! کسی ہتھیار سانپ کو متعین کر جو مجھے ڈس جائے“ (۲)

(۱) مغفیر کی بو کا اظہار کرنا کوئی جھوٹ بات نہ تھی مغفیر کے پھولوں میں اگر کسی قسم کی کرختگی ہو تو تعجب کی بات نہیں

(۲) صحیح بخاری و سیرۃ النبی جلد دوم

## (۵) حضرت زینبؓ ام المساکین

نام اور نسب:

زینب نام تھا سلسلہ نسب یہ ہے زینب بنت خزیمہ بن عبد اللہ بن عمر بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ ”چونکہ فقراء و مساکین کو نہایت فیاضی کے ساتھ کھانا کھلایا کرتی تھیں اسی لئے ام المساکین کی کنیت کے ساتھ مشہور ہو گئیں“ آنحضرت ﷺ سے پہلے عبد اللہ بن حشؓ کے نکاح میں تھیں عبد اللہ بن حشؓ نے جنگ احد میں شہادت پائی اور آنحضرت ﷺ نے اسی سال ان سے نکاح کر لیا نکاح کے بعد آنحضرت ﷺ کے پاس صرف دو تین مہینے رہنے پائی تھیں کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ کی زندگی میں حضرت خدیجہؓ کے بعد صرف یہی ایک بی بی تھیں جنہوں نے وفات پائی۔ آنحضرت ﷺ نے خود نماز جنازہ پڑھائی اور جنتہ البقیع میں دفن ہوئیں وفات کے وقت ان کی عمر ۳۰ سال کی تھی۔

(اصابہ ج ۸ ص ۹۴، ۹۵ (سیرۃ النبی ج ۲)

## (۶) حضرت ام سلمہؓ

نام و نسب:

ہند نام ام سلمہ کنیت قریش کے خاندان مخزوم سے ہیں سلسلہ نسب یہ ہے ہند بنت ابی امیہ سیل بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم والدہ بنو فراس سے تھیں اور ان کا سلسلہ نسب یہ ہے عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ بن مالک بن جذیمہ بن علقمہ بن جذل الطعان بن فراس بن غنم بن مالک بن کنانہ۔

ابو امیہ (حضرت ام سلمہؓ کے والد) مکہ کے مشہور مخیر اور فیاض تھے سفر میں جاتے تو تمام قافلہ والوں کی کفالت خود کرتے تھے اسی لئے زاد الراکب کے لقب سے مشہور تھے حضرت ام سلمہؓ نے ان ہی کے آغوش تربیت میں نہایت ناز و نعمت سے پرورش پائی۔ (اصابہ ج ۸ ص ۲۴۰)

نکاح:

عبد اللہ بن عبد الاسد سے جو زیادہ تر ابو سلمہؓ کے نام سے مشہور ہیں اور جو ام سلمہؓ



کے چچا زاد اور آنحضرت ﷺ کے رضاعی بھائی تھے، نکاح ہوا۔  
اسلام:

آغاز نبوت میں اپنے شوہر کے ساتھ ایمان لائیں۔  
ہجرت حبشہ:

اور ان ہی کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی حبشہ میں کچھ زمانہ تک قیام کر کے مکہ واپس آئیں اور یہاں سے مدینہ ہجرت کی ہجرت میں ان کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ اہل سیر کے نزدیک وہ پہلی عورت ہیں جو ہجرت کر کے مدینہ میں آئیں۔  
ہجرت مدینہ:

ہجرت کا واقعہ نہایت عبرت انگیز ہے، حضرت ام سلمہؓ اپنے شوہر کے ہمراہ ہجرت کرنا چاہتی تھیں (ان کا بچہ سلمہ بھی ساتھ تھا) لیکن (حضرت ام سلمہؓ کے) قبیلہ نے مزاحمت کی تھی۔ اس لئے حضرت ابو سلمہؓ ان کو چھوڑ کر مدینہ چلے گئے تھے اور یہ اپنے گھر واپس آگئی تھیں (ادھر سلمہ کو ابو سلمہؓ کے خاندان والے حضرت ام سلمہؓ کے پاس سے چھین لے گئے) اس لئے ام سلمہؓ کو اور بھی تکلیف تھی۔ چنانچہ روزانہ گھر اگر گھر سے نکل جاتیں اور ابٹح میں بیٹھ کر رویا کرتی تھیں۔ ۷۔ ۸ دن تک یہ حالت رہی اور خاندان کے لوگوں کو احساس تک نہ ہوا ایک دن ابٹح سے ان کے خاندان کا ایک شخص نکلا اور ام سلمہؓ کو روٹے ہوئے دیکھا تو اس کا دل بھر آیا۔ گھر آکر لوگوں سے کہا کہ ”اس غریب پر کیوں ظلم کرتے ہو اس کو جانے دو اور اس کا بچہ اسکے حوالہ کر دو، روانگی کی اجازت ملی تو بچے کو گود میں لیکر لونٹ پر سوار ہو گئیں اور مدینہ کا راستہ لیا، چونکہ وہ بالکل تنہا تھیں، یعنی کوئی مرد ساتھ نہ تھا تنہیم میں عثمان بن طلحہ (کلید بردار کعبہ) کی نظر پڑی، بولا ”کہدھر کا قصد ہے؟“ کہا ”مدینے کا“ پوچھا ”کوئی ساتھ بھی ہے“ جواب میں بولیں ”خدا اور یہ بچہ“ عثمان نے کہا ”یہ نہیں ہو سکتا، تم تنہا کبھی نہیں جا سکتیں“ یہ کہہ کر لونٹ کی مہار پکڑی اور مدینہ کی طرف روانہ ہوا راستہ میں جب کہیں ٹھہرتا تو لونٹ کو بٹھا کر کسی درخت کے نیچے چلا جاتا اور حضرت ام سلمہؓ اتر پڑتیں، روانگی کا وقت آتا تو لونٹ پر کجاوہ رکھ کر بٹ جاتا اور ام سلمہؓ سے کہتا کہ ”سوار ہو جاؤ“ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے ایسا شریف آدمی کبھی نہیں دیکھا، غرض مختلف منزلوں پر قیام کرتا ہوا مدینہ لایا، قبا کی آبادی پر نظر پڑی تو بولا ”اب تم اپنے شوہر کے پاس چلی جاؤ وہ یہیں مقیم ہیں“

یہ ادھر روانہ ہوئیں اور عثمان نے مکہ کا راستہ لیا۔ (ذرقانی ج ۳ ص ۲۷۲، ۲۷۳)

قبا پہنچیں تو لوگ ان کا حال پوچھتے تھے اور جب یہ اپنے باپ کا نام بتاتیں تو ان کو یقین نہیں آتا تھا (یہ حیرت ان کے تنہا سفر کرنے پر تھی، شرفاء کی عورتیں اس طرح باہر نکلنے کی جرأت نہیں کرتی تھیں) اور حضرت ام سلمہؓ مجبوراً خاموش ہوتی تھیں، لیکن جب کچھ لوگ حج کے ارادہ سے مکہ روانہ ہوئے اور انہوں نے اپنے گھر رقعہ بٹھوایا تو اس وقت لوگوں کو یقین ہوا کہ وہ واقعی ابوامیہ کی بیٹی ہیں، ابوامیہ چونکہ قریش کے نہایت مشہور اور معزز شخص تھے اس لئے حضرت ام سلمہؓ بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھی گئیں۔ (۱)  
وفات ابو سلمہؓ، نکاح ثانی اور خانگی حالات:

کچھ زمانہ تک شوہر کا ساتھ رہا، حضرت ابو سلمہؓ بڑے شہہ سوار تھے بدو اور احد میں شریک ہوئے غزوہ احد میں چند زخم کھائے جن کے صدمہ سے جانبر نہ ہو سکے، جمادی الثانی ۲۔ ہجری میں ان کا زخم پھٹا اور اسی صدمہ سے وفات پائی۔ (۲) حضرت ام سلمہؓ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچیں اور وفات کی خبر سنائی اور آنحضرت ﷺ خود ان کے مکان پر تشریف لائے، گھر میں کھرام مچا تھا حضرت ام سلمہؓ کہتی تھیں ”ہائے غربت میں یہ کیسی موت ہوئی“ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”صبر کرو، ان کی مغفرت کی دعا مانگو اور یہ کہو کہ خداوند! ان سے بہتر ان کا جانشین عطا کر“ اس کے بعد ابو سلمہؓ کی لاش پر تشریف لائے اور جنازہ کی نماز نہایت اہتمام سے پڑھی گئی۔ آنحضرت ﷺ نے (نو) تکبیریں کہیں لوگوں نے نماز کے بعد پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ کو سو تو نہیں ہوا؟ فرمایا! یہ ہزار تکبیروں کے مستحق تھے وفات کے وقت ابو سلمہؓ کی آنکھیں کھلی رہ گئیں تھیں آنحضرت ﷺ نے خود دست مبارک سے آنکھیں بند کیں اور ان کی مغفرت کی دعا مانگی۔

ابو سلمہؓ کی وفات کے وقت ام سلمہؓ حاملہ تھیں۔ وضع حمل کے بعد عدت گزر گئی تو، حضرت ابو بکر صدیقؓ نے نکاح کا پیغام دیا لیکن حضرت ام سلمہؓ نے انکار کیا ان کے بعد حضرت عمرؓ آنحضرت ﷺ کا پیغام لیکر پہنچے حضرت ام سلمہؓ نے کہا مجھے چند عذر ہیں (۱) میں سخت غیور عورت ہوں (۲) صاحب عیال ہوں (۳) میرا سن زیادہ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سب زحمات کو گوارا فرمایا، حضرت ام سلمہؓ کو اب عذر کیا ہو سکتا



تھا؟ اپنے لڑکے سے (جنکا نام عمر تھا) کہا اٹھو اور رسول اللہ ﷺ سے میرا نکاح کرو۔<sup>(۱)</sup>  
 سوال ۳۴ ہجری کی اخیر تاریخوں میں یہ تقریب انجام پائی حضرت ام سلمہؓ کو  
 ابو سلمہؓ کی موت سے جو شدید صدمہ ہوا تھا خداوند تعالیٰ نے اس کو بڑی مسرت سے  
 تبدیل کر دیا۔ سنن ابن ماجہ میں ہے:

فلما توفي ابو سلمة ذكرت الذي كان حدثني فقلت فلما اردت ان  
 اقول اللهم عضني خيرا منه قلت في نفسي اعاض خيرا من ابني سلمة  
 ؟ ثم قلتها فعاضني الله محمد ﷺ

”جب ابو سلمہؓ نے وفات پائی تو میں نے وہ حدیث یاد کی جس کو وہ مجھ سے زیادہ  
 میان کرتے تھے اور میں نے دعا شروع کی تو جب میں یہ کہنا چاہتی کہ خداوند! مجھے ابو سلمہؓ  
 سے بہتر جانشین دے تو دل کتا کہ ابو سلمہؓ سے بہتر کون مل سکتا ہے؟ لیکن میں نے دعا کو  
 پڑھنا شروع کیا تو ابو سلمہؓ کے جانشین آنحضرت ﷺ ہوئے۔

آنحضرت ﷺ نے ان کو دو چھیاں گھڑا اور چمڑے کا تکیہ جس میں خرے کی چھال  
 بھری تھی عنایت فرمایا یہی سامان لورلی بیوں کو بھی عطا ہوا تھا۔ (مسند ج ۶: ص ۲۹۵)  
 بہت حیا دار تھیں ابتداً جب آنحضرت ﷺ مکان پر تشریف لاتے تو حضرت  
 ام سلمہؓ فرط غیرت سے لڑکی (زینبؓ) کو گود میں بٹھا لیتیں آپ یہ دیکھ کر واپس جاتے  
 حضرت عمار بن یاسرؓ کو جو حضرت ام سلمہؓ کے رضاعی بھائی تھے معلوم ہوا تو بہت ناراض  
 ہوئے اور لڑکی کو چھین لے گئے۔ (ایضاً)

لیکن بعد میں یہ بات کم ہوتی گئی اور جس طرح دوسری بیویاں رہتی تھیں وہ بھی  
 رہنے لگیں نکاح سے قبل آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے ان کا ذکر کیا تو حضرت  
 عائشہؓ کو بڑا رشک ہوا۔ سنن سعد میں ان سے جو روایت منقول ہے اس میں یہ فقرہ بھی ہے۔

حزنت حزنا شديداً۔ (ایضاً ج ۴: ص ۲۴۱)

”یعنی مجھ کو سخت غم ہوا“

آنحضرت ﷺ کو ان سے بے حد محبت تھی یہی وجہ ہے کہ ایک موقع پر جب  
 تمام ازواج مطہراتؓ کو (سوائے حضرت عائشہؓ کے) حضور ﷺ کی خدمت میں کچھ عرض

کرنا تھا تو انہوں نے حضرت ام سلمہؓ کو ہی اپنا سفیر بنا کر حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ صحیح  
 بخاری میں ہے کہ ازواج مطہرات کے دو گروہ تھے۔ ایک میں حضرت عائشہؓ حضرت  
 حفصہؓ سودہؓ شامل تھیں دوسرے میں حضرت ام سلمہؓ اور باقی ازواج تھیں چونکہ آنحضرت  
 ﷺ حضرت عائشہؓ کو زیادہ محبوب رکھتے تھے اس لئے لوگ ان ہی کی باری میں ہدیے بھیجتے  
 تھے۔ حضرت ام سلمہؓ کی جماعت نے ان سے کہا۔ حضرت عائشہؓ کی طرح ہم بھی سب کی  
 بھلائی کے خواہاں ہیں اس بناء پر رسول اللہ ﷺ جس کے مکان میں بھی ہوں لوگوں کو ہدیہ  
 بھیجنا چاہیے۔ حضرت ام سلمہؓ نے آپ ﷺ سے یہ شکایت کی تو آپ ﷺ نے دو مرتبہ اعراض  
 فرمایا۔ تیسری مرتبہ کہا ”ام سلمہؓ! عائشہؓ کے معاملہ میں مجھے اذیت نہ پہنچاؤ“ کیونکہ ان  
 کے سوا تم میں کوئی بیوی ایسی نہیں ہے جس کے لحاف میں میرے پاس وحی آئی ہو۔<sup>(۱)</sup>  
 حضرت ام سلمہؓ نے کہا ”اتوب الى الله عز وجل من اذك يا رسول الله“ میں آپ  
 کے اذیت پہنچانے سے پناہ مانگتی ہوں۔

حضرت ام سلمہؓ کے گھر میں آنحضرت ﷺ شب باش ہوتے تو ان کا ہتھوٹا  
 (حضور ﷺ کی جانماز کے سامنے بٹھاتا تھا) آنحضرت ﷺ نماز پڑھا کرتے تھے (اور یہ  
 سامنے ہوتی تھیں)۔<sup>(۲)</sup>

آنحضرت ﷺ کے آرام کا بہت خیال رکھتی تھیں حضرت سفینہؓ جو  
 آنحضرت ﷺ کے مشہور غلام ہیں دراصل حضرت ام سلمہؓ کے غلام تھے ان کو آزاد کیا تو یہ  
 شرط کی کہ جب تک آنحضرت ﷺ زندہ رہیں تم پر ان کی خدمت لازمی ہوگی۔<sup>(۳)</sup>  
 عام حالات:

حضرت ام سلمہؓ کے مشہور واقعات زندگی یہ ہیں غزوہ خندق میں اگرچہ وہ شریک  
 نہ تھیں تاہم اس قدر قریب تھیں کہ آنحضرت ﷺ کی گفتگو اچھی طرح سنتی  
 تھیں فرماتی ہیں کہ مجھے وہ وقت خوب یاد ہے جب سینہ مبارک غبار سے اٹا ہوا تھا اور  
 آپ ﷺ لوگوں کو اینٹیں اٹھا اٹھا کر دیتے اور اشعار پڑھ رہے تھے کہ دفعۃً عمار بن یاسرؓ پر نظر  
 پڑی فرمایا ”(افسوس) ابن سمیہ! تجھ کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا“ (مسند ج ۲: ص ۲۸۹)  
 محاصرہ بنو قریظہ (۵ھ) میں یہود سے گفتگو کرنے کے لئے آنحضرت ﷺ



نے حضرت ابو لبابہؓ کو بھیجا تھا اثنائے مشورہ میں ابو لبابہؓ نے ہاتھ کے اشارہ سے بتلایا کہ تم لوگ قتل کئے جاؤ گے، لیکن بعد میں اس کو افشائے راز سمجھ کر اس قدر نادام ہوئے کہ مسجد کے ستون سے اپنے آپ کو باندھ لیا، چند دنوں تک یہی حالت رہی، پھر توبہ قبول ہوئی آنحضرت ﷺ حضرت ام سلمہؓ کے مکان میں تشریف فرما تھے کہ صبح کو مسکراتے ہوئے اٹھے تو بولیں ”خدا آپ کو ہمیشہ ہنسائے“ اس وقت ہنسنے کا کیا سبب ہے؟ فرمایا ”ابو لبابہؓ کی توبہ قبول ہو گئی“ عرض کی ”تو کیا میں ان کو یہ مژدہ سنا دوں“ فرمایا ”ہاں اگر چاہو“ حضرت ام سلمہؓ اپنے حجرہ کے دروازہ پر کھڑی ہوئیں اور پکار کر کہا ”ابو لبابہؓ! مبارک ہو، تمہاری توبہ قبول ہو گئی اس آواز کا کانوں میں پڑنا تھا کہ تمام مدینہ امنڈ آیا۔ (زر قانی ج ۲ ص ۵۳ و ابن سعد ج ۲ ص ۵۴) اسی سنہ میں آیت حجاب نازل ہوئی اس سے پیشتر ازواج مطہرات بعض دور کے اعزہ و اقارب کے سامنے آیا کرتی تھیں۔ اب خاص خاص اعزہ کے سوا سب سے پردہ کرنے کا حکم ہوا۔ حضرت ابن ام مکتوم قبیلہ قریش کے ایک معزز صحابی اور بارگاہ نبوی کے مؤذن تھے اور چونکہ نابینا تھے اس لئے ازواج مطہرات کے حجروں میں آیا کرتے تھے ایک دن آئے تو آنحضرت ﷺ نے ام سلمہؓ اور حضرت میمونہؓ سے فرمایا ان سے پردہ کرو بولیں ”وہ تو نابینا ہیں“ فرمایا ”تم تو نابینا نہیں ہو تم تو انہیں دیکھتی ہو“ (مسند ج ۶ ص ۲۹۶)

صلح حدیبیہ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھیں صلح کے بعد آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ لوگ حدیبیہ میں قربانی کریں لیکن لوگ اس قدر دل شکستہ تھے کہ ایک شخص بھی نہ اٹھا یہاں تک کہ جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے، تین دفعہ بار بار کہنے پر بھی ایک شخص آمادہ نہ ہوا (چونکہ معاہدہ کی تمام شرطیں بظاہر مسلمانوں کے سخت خلاف تھیں اس لئے تمام لوگ رنجیدہ اور غصہ سے بیتاب تھے) آنحضرت ﷺ گھر میں تشریف لے گئے اور حضرت ام سلمہؓ سے شکایت کی انہوں نے کہا ”آپ کسی سے کچھ نہ فرمائیں بلکہ باہر نکل کر خود قربانی کریں اور احرام اتارنے کے لئے بال مندو امیں“ آپ نے باہر آکر قربانی کی اور بال مندو ائے اب جب لوگوں کو یقین ہو گیا کہ اس فیصلہ میں تبدیلی نہیں ہو سکتی تو سب نے قربانیاں کیں اور احرام اتاراجوم کا یہ حال تھا کہ ایک دوسرے پر ٹوٹا پڑتا تھا اور عجلت اس قدر تھی کہ ہر شخص حجامت بنانے کی خدمت انجام دے رہا تھا۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۳۸۰) حضرت ام سلمہؓ کا یہ خیال علم النفس کے ایک بڑے مسئلہ کو حل کرتا ہے اور اس

سے معلوم ہوتا ہے کہ جمہور کی فطرت شناسی میں ان کو کس درجہ کمال حاصل تھا۔ امام الحرمین فرمایا کرتے تھے کہ صنف نازک کی پوری تاریخ اصالت رائے کی ایسی عظیم الشان مثال نہیں پیش کر سکتی۔ (زر قانی ج ۳ ص ۲۷۲)

غزوہ خیبر میں شریک تھیں، مرحب کے دانتوں پر جب تلوار پڑی تو کرکراہٹ کی آواز ان کے کانوں تک آئی تھی۔ (استیعاب ج ۲ ص ۸۰۳)

۹۔ ہجری میں ایلاء کا واقعہ پیش آیا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت حصہؓ کو تنبیہ کی تو حضرت ام سلمہؓ کے پاس بھی آئے، وہ ان کی عزیز ہوتی تھیں ان سے بھی گفتگو کی، حضرت ام سلمہؓ نے جواب دیا۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۳۰)

عجبالک یا ابن الخطاب دخلت فی کل شیء حتی تبغی

ان تدخل بین رسول اللہ ﷺ وازواجه .

”عمرؓ تم ہر معاملہ میں دخل دینے لگے یہاں تک کہ اب رسول اللہ ﷺ

اور ان کی ازواج کے معاملات میں بھی دخل دیتے ہو۔

چونکہ جواب نہایت خشک تھا اس لئے حضرت عمرؓ چپ ہو گئے اور اٹھ کر چلے آئے رات کو یہ خبر مشہور ہوئی کہ آنحضرت ﷺ نے ازواج کو طلاق دے دی صبح کو حضرت عمرؓ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے اور تمام واقعہ بیان کیا جب حضرت ام سلمہؓ کا قول نقل کیا تو آپ مسکرائے۔

حجۃ الوداع میں جو ۱۰۔ ہجری میں ہوا اگرچہ ام سلمہؓ علیل تھیں تاہم ساتھ آئیں بہان (غلام) لونٹ کی مہارت تھامے تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب غلام رکاتب کے پاس اس قدر مال موجود ہو کہ وہ اس کو ادا کر کے آزاد کر سکتا ہو تو اس سے پردہ ضروری ہو جاتا ہے۔ (مسند ج ۶ ص ۳۰۸، ۲۸۹)

طواف کے متعلق فرمایا کہ جب نماز فجر قائم ہو، تم لونٹ پر سوار ہو کر طواف کرنا، چنانچہ ام سلمہؓ نے ایسا ہی کیا۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۱۹، ۲۲۰)

۱۱۔ ہجری میں آنحضرت ﷺ علیل ہوئے، مرض نے طول کھینچا تو آنحضرت ﷺ حضرت عائشہؓ کے مکان میں منتقل ہو گئے حضرت ام سلمہؓ اکثر آپ کو دیکھنے کے لئے جلیا کرتی تھیں ایک دن طبعیت زیادہ علیل ہوئی تو ام سلمہؓ جچ اٹھیں۔ آنحضرت



ﷺ نے منع کیا کہ یہ مسلمانوں کا شیوہ نہیں۔ (۱) ایک دن مرض میں اشتداد ہوا تو ازواج نے دو پلائی چاہی چونکہ گوارانہ تھی آپ ﷺ نے انکار فرمایا لیکن جب غشی طاری ہو گئی تو ام سلمہؓ اور (اسماء بنت عیس) نے دو پلا دی (۲) بعض روایتوں میں ہے کہ ان دونوں نے اس کا مشورہ دیا تھا) اسی زمانہ میں اسی روز حضرت ام سلمہؓ اور ام حبیبہؓ نے جو حبشہ ہو آئی تھیں وہاں کے عیسائی معبدوں کا (جو غالباً رومن کیتھولک گرجوں کے ہوں گے) اور ان کے مجسموں اور تصویروں کا تذکرہ کیا آپ ﷺ نے فرمایا ان لوگوں میں جب کوئی نیک آدمی مرتا ہے تو اس کے مقبرہ کو عبادت گاہ بنالیتے ہیں اور اس کا بت بنا کر اس میں کھڑا کرتے ہیں قیامت کے روز خدائے عزوجل کی نگاہ میں یہ لوگ بدترین مخلوق ہوں گے۔ (۳)

وفات سے پہلے آنحضرت ﷺ نے حضرت فاطمہؓ سے کان میں باتیں کیں تھیں حضرت عائشہؓ اسی وقت بے تلبانہ پوچھنے لگیں لیکن حضرت ام سلمہؓ نے توقف کیا اور آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد پوچھا۔ (طبقات ج ۲ ق ۲ ص ۴۰)

۶۱ ہجری میں حضرت حسینؓ نے شہادت پائی۔ حضرت ام سلمہؓ نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت ﷺ تشریف لائے ہیں نہایت پریشان ہیں سرور ریش مبارک غبار آلود ہے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا حال ہے ارشاد ہوا 'حسینؓ کے قتل سے واپس آرہا ہوں' حضرت ام سلمہؓ بیدار ہوئیں تو آنکھوں سے آنسو جاری تھے (۴) اسی حالت میں زبان سے نکلا اہل عراق نے حسینؓ کو قتل کیا اللہ ان کو قتل کرے اور حسینؓ کو ذلیل کیا خدا ان لوگوں پر لعنت کرے۔ (مسند ج ۶ ص ۲۹۸)

۶۳ ہجری میں واقعہ حرہ کے بعد شامی لشکر مکہ آگیا جمال لکن زبیرؓ جا پناہ گزین تھے چونکہ آنحضرت ﷺ نے ایک حدیث میں ایسے لشکر کا تذکرہ فرمایا تھا بعض کو شبہ ہو اور حضرت ام سلمہؓ سے دریافت کیا بولیں آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ ایک شخص مکہ میں پناہ لے گا اس کے مقابلہ میں جو لشکر آئے گا بیلان میں وہیں دھنس جائے گا ام سلمہؓ نے پوچھا جو لوگ جبراً شریک کئے گئے ہوں گے وہ بھی؟ فرمایا ہاں لیکن قیامت کے دن اپنے نیوٹے مطابق انھیں گے (حضرت ابو جعفرؓ) فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ مدینہ کے میدان میں

(۱) طبقات ج ۲ ق ۲ ص ۱۳ (۲) صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۴۱ و طبقات ج ۲ ق ۲ ص ۳۲

(۳) صحیح بخاری و صحیح مسلم (۴) صحیح ترمذی ص ۲۲۴

پیش آئے گا۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۴۹۳، ۴۹۴)

وفات :

جس سال حرہ کا واقعہ ہوا (یعنی ۶۳ ہجری) اسی سال حضرت ام سلمہؓ نے انتقال فرمایا اس وقت ۸۴ برس کا سن تھا حضرت ابو ہریرہؓ نے نماز جنازہ پڑھی اور بقیع میں دفن کیا۔ (۱) اس زمانہ میں ولید بن عتبہ (ابو سفیان کا پوتا) مدینہ کا گورنر تھا چونکہ حضرت ام سلمہؓ نے وصیت کی تھی کہ وہ میرے جنازہ کی نماز نہ پڑھائے اس لئے وہ جنگل کی طرف نکل گیا اور اپنے بجائے حضرت ابو ہریرہؓ کو بھیج دیا۔ (طبری کبیر ج ۳ ص ۲۴۴۳)

اولاد :

حضرت ام سلمہؓ کے پہلے شوہر سے جو اولاد ہوئی اس کے نام یہ ہیں۔  
سلمہؓ حبشہ میں پیدا ہوئے آنحضرت ﷺ نے ان کا نکاح حضرت حمزہؓ کی لڑکی امامہ سے کیا تھا۔

عمرؓ آنحضرت ﷺ سے حضرت ام سلمہؓ کا نکاح ان ہی نے کیا تھا حضرت علیؓ کے زمانہ خلافت میں فارس اور عرین کے حاکم تھے۔

درہ ان کا ذکر صحیح بخاری میں آیا ہے حضرت ام حبیبہؓ نے کہ ازواج مطہرات میں داخل تھیں آنحضرت ﷺ سے کہا ہم نے سنا ہے کہ آپ درہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں؟ فرمایا یہ کیسے ہو سکتا ہے اگر میں نے اس کو پرورش نہ بھی کیا ہوتا تو بھی وہ میرے لئے کسی طرح حلال نہ تھی کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے۔ (۲)

زینبؓ پہلے برہ نام تھا لیکن آنحضرت ﷺ نے زینبؓ رکھا۔ (۳)

حلیہ :

اصلہ میں ہے :

كانت ام سلمة موصوفة بالجمال البارع

یعنی حضرت ام سلمہؓ نہایت حسین تھیں۔

لکن سعدؓ (۴) نے روایت کی ہے کہ جب حضرت عائشہؓ کو ان کے حسن کا حال

(۱) زرقانی ج ۳ ص ۲۷۶

(۲) صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۶۴ (۳) زرقانی ج ۳ ص ۲۷۲ (۴) ابن سعد ج ۸ ص ۶۶



معلوم ہوا تو سخت پریشان ہو گئیں، مگر یہ واقعہ کی روایت ہے جو چنداں قابل اعتبار نہیں۔  
حضرت ام سلمہؓ کے بال نہایت گھنے تھے۔ (مسند ج ۶ ص ۲۸۹)  
فضل و کمال:

علمی حیثیت سے اگرچہ تمام ازواج بلند رتبہ رکھتی تھیں، تاہم حضرت عائشہؓ اور  
حضرت ام سلمہؓ کا ان میں کوئی جواب نہ تھا چنانچہ محمود بن لبید کہتے ہیں۔ (۱)

كان ازواج النبي ﷺ يحفظن من حديث النبي ﷺ

كثيراً ولا مثلاً لعائشة و أم سلمة

”آنحضرت کی ازواج احادیث کا مخزن تھیں، تاہم عائشہؓ اور ام سلمہؓ کا ان  
میں کوئی حریف مقابل نہ تھا“

مروان بن حکم ان سے مسائل دریافت کرتا اور اعلانیہ کہتا تھا۔

كيف نسال احداً و فينا ازواج النبي ﷺ (۲)

”آنحضرت ﷺ کی ازواج کے ہوتے ہوئے ہم دوسروں سے کیوں پوچھیں“

حضرت ابو ہریرہؓ اور ابن عباسؓ سے دریائے علم ہونے کے باوجود ان کے  
دریائے فیض سے مستغنی تھے (۳) تاہم کرام کا ایک بڑا گروہ ان کے آستانہ فضل پر سربر تھا۔  
قرآن اچھا پڑھتیں اور آنحضرت ﷺ کے طرز پر پڑھ سکتی تھیں ایک مرتبہ کسی  
نے پوچھا آنحضرت ﷺ کیوں قرأت کرتے تھے؟ بولیں ایک ایک آیت الگ الگ  
کر کے پڑھتے تھے اس کے بعد خود پڑھ کر بتلایا۔ (۴)

حدیث میں حضرت عائشہؓ کے سوا ان کا کوئی حریف نہ تھا ان سے ۸۷ روایتیں  
مروی ہیں اس بناء پر وہ محدثین صحابہ کے تیسرے طبقہ میں شامل ہیں۔

حدیث سننے کا بڑا شوق تھا ایک دن بال گوند ہوا ہی تھیں کہ آنحضرت ﷺ خطبہ  
دینے کے لئے کھڑے ہوئے زبان مبارک سے ایسا الناس (اے لوگو!) کا لفظ نکلا تو فوراً  
بال باندھ کر اٹھ کھڑی ہوئیں اور کھڑے ہو کر پورا خطبہ سنا۔ (۵)  
مجتہد تھیں صاحب اصابہ نے ان کے تذکرہ میں لکھا ہے۔

صاحب العقل البالغ والرائی الصائب (اصابہ ج ۸ ص ۲۴)  
”یعنی وہ کامل العقل اور صائب الرائے تھیں“

علامہ ابن قیم نے لکھا ہے کہ ان کے فتاویٰ اگر جمع کئے جائیں تو ایک چھوٹا سا  
رسالہ تیار ہو سکتا ہے (۱) ان کے فتاویٰ کی ایک خاص خصوصیت یہ ہے کہ وہ عموماً متفق علیہ  
ہیں اور یہ ان کی دقیقہ رسی اور نکتہ سنجی کا ایک کرشمہ ہے۔  
ان کی نکتہ سنجی پر ذیل کے واقعات شاہد ہیں۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ عصر کے بعد دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے مروان نے  
پوچھا آپ یہ نماز کیوں پڑھتے ہیں؟ بولے آنحضرت ﷺ بھی پڑھتے تھے چونکہ انہوں  
نے یہ حدیث حضرت عائشہؓ کے سلسلہ سے سنی تھی مروان نے ان کے پاس تصدیق کے  
لئے آدمی بھیجا۔

انہوں نے کہا مجھ کو ام سلمہؓ سے یہ حدیث پہنچی ہے

حضرت ام سلمہؓ کے پاس آدمی گیا اور یہ قول نقل کیا بولیں۔

يغفر الله لعائشة لقد وضعت امری علی غیر موضعه (۲)

”یعنی خدا عائشہ کی مغفرت کرے انہوں نے بات نہیں سمجھی“

الم اخبرها ان رسول الله ﷺ قد نهى عنهما (۳)

”کیا میں نے ان سے یہ نہیں کہا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے ان کے پڑھنے کی  
ممانعت فرمائی ہے“

حضرت ابو ہریرہؓ کا خیال تھا کہ رمضان میں جنات کا غسل فوراً صبح اٹھ کر کرنا  
چاہیے ورنہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے ایک شخص نے جا کر حضرت ام سلمہؓ اور حضرت عائشہؓ سے  
پوچھا دونوں نے کہا کہ خود آنحضرت ﷺ جنات کی حالت میں صائم ہوتے تھے حضرت ابو  
ہریرہؓ نے سنا تو رنگ فق ہو گیا اس خیال سے رجوع کیا اور کہا کہ میں کیا کروں۔ فضل بن  
عباسؓ نے مجھ سے اسی طرح میان کیا تھا لیکن ظاہر ہے کہ حضرت ام سلمہؓ اور حضرت عائشہؓ  
کو زیادہ علم ہے، اس کے بعد حضرت ابو ہریرہؓ نے اپنا فتویٰ واپس لے لیا۔ (۵)

(۱) اعلام الموقعین ج ۱ ص ۱۳ (۲) مسند احمد ج ۶ ص ۲۹۹ یہ واقعہ صحیح بخاری میں بھی ہے ج ۲

ص ۲۳۹ (۳) مسند احمد ج ۶ ص ۳۰۳ (۴) ایضاً ج ۶ ص ۳۰۷ (۵) ایضاً ص ۳۰۶

(۱) طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۲۶ (۲) مسند ج ۶ ص ۳۱۷

(۳) ایضاً ص ۳۱۲ (۴) ایضاً ص ۳۰۰ (۵) ایضاً ص ۳۰۱



ایک مرتبہ چند صحابہؓ نے دریافت کیا کہ (آنحضرت ﷺ کی اندرونی زندگی) کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیے، فرمایا آپ ﷺ کا ظاہر و باطن یکساں تھا۔ آنحضرت ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ سے واقعہ بیان کیا، فرمایا تم نے بہت اچھا کیا۔ (ایضاً ص ۳۰۹)

حضرت ام سلمہؓ جواب صاف دیتی تھیں اور کوشش کرتی تھیں کہ سائل کو تشفی ہو جائے ایک دفعہ کسی شخص کو مسئلہ بتلایا وہ ان کے پاس سے اٹھ کر دوسری ازواج کے پاس گیا سب نے ایک ہی جواب دیا، واپس آکر حضرت ام سلمہؓ کو یہ خبر سنائی تو بولیں نعم واشفیک! ذرا ٹھہرو! میں تمہاری تشفی کرنا چاہتی ہوں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق حدیث سنی ہے۔ (ایضاً ص ۲۹۷)

حضرت ام سلمہؓ کو حدیث وفقہ کے علاوہ اسرار کا بھی علم تھا اور یہ وہ فن تھا جس کے حضرت حذیفہؓ عالم خصوصی تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ ان کے پاس آئے تو بولیں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ بعض صحابی ایسے ہیں جن کو نہ میں اپنے انتقال کے بعد دیکھوں گا اور نہ وہ مجھ کو دیکھیں گے، حضرت عبدالرحمنؓ گھبرا کر حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے اور ان سے یہ حدیث بیان کی حضرت عمرؓ حضرت ام سلمہؓ کے پاس تشریف لائے اور کہا:

”خدا کی قسم! سچ کہنا میں انہی میں ہوں؟“ حضرت ام سلمہؓ نے کہا نہیں، لیکن تمہارے علاوہ کسی کو مستثنیٰ نہیں کروں گی۔ (مسند احمد ص ۳۰۷ ج ۶)

حضرت ام سلمہؓ سے جن لوگوں نے علم حدیث حاصل کیا ان کی ایک بڑی جماعت ہے، ہم صرف چند ناموں پر اکتفا کرتے ہیں۔

عبدالرحمن بن ابی بکرؓ، اسامہ بن زیدؓ، ہند بنت الحارث الفراسیہؓ، صفیہ بنت شیبہؓ، عمرؓ، زینبؓ (ولاد حضرت ام سلمہؓ)، مصعب بن عبد اللہؓ (برادر زلواہ) نہمانؓ (غلام مکاتب) عبد اللہ بن رافعؓ، نافعؓ، شعبہؓ، پسر شعبہؓ، ابو بکرؓ، خیرہ والدہ حسنؓ، بصریؓ، سلیمان بن یسارؓ، ابو عثمان النہدیؓ، حمیدؓ، ابو سلمہؓ، سعیدؓ، بن مسیبؓ، ابو وائلؓ، صفیہ بنت محسنؓ، شعبیؓ، عبدالرحمن بن حارث بن ہشامؓ، عکرمہؓ، ابو بکر بن عبدالرحمنؓ، عثمان بن عبد اللہ بن مواہبؓ، عروہ بن زبیرؓ، کریبؓ، مولیٰ بن عباسؓ، قیسہ بن زویبؓ، نافع مولیٰ بن عمرؓ، یعلیٰ بن مملک رضی اللہ تعالیٰ عنہم

اخلاق و عادات:

حضرت ام سلمہؓ نہایت زاہدانہ زندگی بسر کرتی تھیں، ایک مرتبہ ایک ہار پہنا جس میں سونے کا کچھ حصہ شامل تھا آنحضرت ﷺ نے اعراض کیا تو اس کو توڑ ڈالا (۱) ہر مہینہ میں تین دن (دو شنبہ، جمعرات اور جمعہ) روزہ رکھتی تھیں۔ (۲) ثواب کی متلاشی رہتیں۔ ان کے پہلے شوہر کی ولاد ان کے ساتھ تھی اور وہ نہایت عمدگی سے ان کی پرورش کرتی تھیں اس بناء پر آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ مجھ کو اس کا ثواب بھی ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں! (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۹۸)

اچھے کاموں میں شریک ہوتی تھیں آیت تطہیر ان ہی کے گھر میں نازل ہوئی تھی، آنحضرت ﷺ نے حضرت فاطمہؓ اور حسینؓ کو بلا کر کمبل لوڑھلایا اور کہا خدایا! یہ میرے اہل بیت ہیں، ان سے نپاکی کو دور کر اور ان کو پاک کر، حضرت ام سلمہؓ نے یہ دعا سنی تو بولیں یا رسول اللہ! میں بھی ان کے ساتھ شریک ہوں، ارشاد ہوا تم اپنی جگہ پر ہو اور اچھی ہو۔ (صحیح ترمذی ص ۵۳۰)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی پابند تھیں نماز کے اوقات میں بعض امراء نے تغیر و تبدل کیا یعنی مستحب اوقات چھوڑ دیئے، تو حضرت ام سلمہؓ نے ان کو تنبیہ کی اور فرمایا کہ آنحضرت ﷺ ظہر جلد پڑھا کرتے تھے اور تم عصر جلد پڑھتے ہو۔ (۳)

ایک دن ان کے بچے نے دو رکعت نماز پڑھی، چونکہ سجدہ گاہ غبار آلود تھی وہ سجدہ کرتے وقت مٹی جھاڑتے تھے، حضرت ام سلمہؓ نے روکا کہ یہ فعل آنحضرت ﷺ کی روش کے خلاف ہے، آنحضرت ﷺ کے ایک غلام نے ایک دفعہ ایسا کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا قرب وجهک اللہ! یعنی تیرا چہرہ خدا کی راہ میں غبار آلود ہو۔ (۴)

فیاض تھیں اور دوسروں کو بھی فیاضی کی طرف مائل کرتی تھیں ایک دفعہ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے آکر کہا مال! میرے پاس اس قدر مال جمع ہو گیا ہے کہ اب بربادی کا خوف ہے فرمایا بیٹا اس کو خرچ کرو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ بہت سے صحابہؓ ایسے ہیں جو مجھ کو میری موت کے بعد پھر کبھی نہ دیکھیں گے۔ (۵)

(۱) ایضاً ج ۶ ص ۳۱۵، ۳۲۲ (۲) ایضاً ص ۲۸۹

(۳) ایضاً ج ۶ ص ۲۸۹ (۴) ایضاً ج ۲ ص ۳۰ (۵) ایضاً ص ۲۹۰



ایک مرتبہ چند فقراء جن میں عورتیں بھی تھیں ان کے گھر آئے اور نہایت الحاح سے سوال کیا ام الحسن بیٹھی تھیں انہوں نے ڈانٹا لیکن حضرت ام سلمہؓ نے کہا ہم کو اس کا حکم نہیں ہے اس کے بعد لونڈی سے کہا کہ ان کو کچھ دے کر رخصت کرو کچھ نہ ہو تو ایک ایک چھوہار ان کے ہاتھ پر رکھ دو۔ (استیعاب ج ۲ ص ۸۰۳)

آنحضرت ﷺ سے ان کو جو محبت تھی اس کا یہ اثر تھا کہ آپ کے موئے مبارک تبر کار کھ چھوڑے تھے جن کی وہ لوگوں کو زیارت کراتی تھیں (۱) آنحضرت ﷺ کو ان سے اس قدر محبت تھی کہ ایک مرتبہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اس کا کیا سبب ہے کہ ہمارا قرآن میں ذکر نہیں تو آپ منبر پر تشریف لے گئے اور یہ آیت پڑھی۔

ان المسلمین والمسلمات والمؤمنین والمؤمنات (۲)

مناقب:

ایک مرتبہ حضرت ام سلمہؓ کے پاس بیٹھی تھیں حضرت جبرائیلؑ آئے اور باتیں کرتے رہے ان کے جانے کے بعد آپ نے پوچھا ”ان کو جانتی ہو“ بولیں وجہ تھے لیکن جب آپ نے اس واقعہ کو لوگوں سے بیان کیا تو اس وقت معلوم ہوا کہ وہ جبرائیل تھے (غالباً یہ نزول حجاب سے قبل کا واقعہ ہے) (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۴۱ مطبوعہ مصر)

## (۷) حضرت زینب بنت جحش

نام و نسب:

زینب نام ام الحکم کنیت قبیلہ قریش کے خاندان اسد بن خزیمہ سے ہیں سلسلہ نسب یہ ہے: زینب بنت جحش بن رباب بن عمر بن صبرۃ بن مرہ بن کثیر بن غنم بن دودان بن سعد بن خزیمہ۔ والدہ کا نام امیمہ تھا۔ جو عبدالمطلب جد رسول اللہ ﷺ کی دختر تھیں اس بناء پر حضرت زینبؓ آنحضرت ﷺ کی حقیقی پھوپھی زاد بہن تھیں۔

اسلام:

نبوت کے ابتدائی دور میں اسلام لائیں۔ اسد الغابہ میں ہے۔ (۳)

(۱) مسند احمد ج ۲ ص ۲۹۶ (۲) ایضاً ص: ۱۰۱ (۳) اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۶۳

كانت قديمة الاسلام  
”قدیم اسلام تھیں“

نکاح:

آنحضرت ﷺ نے زید بن حارثہ کے ساتھ جو آپ کے آزاد کردہ غلام اور مقبضی تھے ان کا نکاح کر دیا اسلام نے دنیا میں مساوات کی جو تعلیم رائج کی ہے اور پست و بلند کو جس طرح ایک سطح پر لا کھڑا کر دیا ہے اگرچہ تاریخ میں اس کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں لیکن یہ واقعہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے ان سب پر فوقیت رکھتا ہے کیونکہ اسی سے عملی تعلیم کی بنیاد قائم ہوتی ہے قریش اور خصوصاً خاندان ہاشم کو تولیت کعبہ کی وجہ سے عرب میں جو درجہ حاصل تھا اس کے لحاظ سے شاہان یمن بھی ان کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتے تھے لیکن اسلام نے محض ”تقویٰ“ کو بزرگی کا معیار قرار دیا اور فخر و ادعاء کو جاہلیت کا شعار ٹھہرایا ہے اس بناء پر اگرچہ حضرت زیدؓ بظاہر غلام تھے تاہم چونکہ (وہ مسلمان اور مرد صالح تھے) اس لئے آنحضرت ﷺ کو ان کے ساتھ حضرت زینبؓ کا عقد کر دینے میں کوئی تکلف نہیں ہوا (تعلیم مساوات کے علاوہ اس نکاح کا ایک مقصد اور بھی تھا جو اسد الغابہ میں مذکور ہے اور وہ یہ ہے۔

تزوجها ليعلمها كتاب الله و سنة رسوله (ایضاً ج ۵ ص ۴۶۳)

”یعنی آنحضرت ﷺ نے ان کا نکاح زیدؓ سے اس لئے کیا تھا کہ ان کو قرآن و حدیث کی تعلیم دیں“

تقریباً ایک سال تک دونوں کا ساتھ رہا لیکن پھر تعلقات قائم نہ رہ سکے اور شکر رنجی بڑھتی گئی حضرت زیدؓ نے بارگاہ نبوت میں شکایت کی اور طلاق دے دینا چاہا۔ (صحیح ترمذی ص: ۵۳۱)

جاء زيد بن حارثة فقال يا رسول الله ان زينب اشتد علي لسانها وانا

اريد ان اطلقها (فتح الباری ج: ۸ ص: ۴۰۳ تفسیر سورہ احزاب)

زید آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ زینب مجھ سے زبان درازی کرتی ہیں اور میں ان کو طلاق دینا چاہتا ہوں۔

لیکن آنحضرت ﷺ بار بار ان کو سمجھاتے تھے کہ طلاق نہ دیں قرآن مجید میں ہے۔

وَإِذَا قَوْلُكَ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ



وَاتَّقِ اللَّهَ (احزاب ۵۰)

اور جب کہ تم اس شخص سے جس پر خدا نے اور تم نے احسان کیا تھا یہ کہتے تھے کہ اپنی بیوی کو نکاح میں لئے رہو اور خدا سے خوف کرو۔

لیکن یہ کسی طرح صحبت بر آء نہ ہو سکے۔ اور آخر حضرت زیدؓ نے ان کو طلاق دیدی حضرت زینبؓ آنحضرت ﷺ کی بہن تھیں اور آپ ہی کی تربیت سے پلی تھیں آپ کے فرمانے سے انہوں نے یہ رشتہ منظور کر لیا تھا جو ان کے نزدیک ان کے خلاف شان تھا) چونکہ زید غلام رہ چکے تھے اس لئے حضرت زینبؓ کو یہ نسبت گوارا نہ تھی (بہر حال وہ مطلقہ ہو گئیں تو آپ ﷺ نے ان کی دلجوئی کے لئے خود ان سے نکاح کر لینا چاہا، لیکن عرب میں اس وقت تک متبنی اصلی بیٹے کے برابر سمجھا جاتا تھا اس لئے عام لوگوں کے خیال سے آپ تامل فرماتے تھے لیکن چونکہ یہ محض جاہلیت کی رسم تھی اور اس کا مٹانا مقصود تھا اس لئے یہ آیت نازل ہوئی۔

وَتُخْفَىٰ فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ

(احزاب ۵۰)

”اور تم اپنے دل میں وہ بات چھپاتے ہو جس کو خدا ظاہر کر دینے والا ہے اور تم لوگوں سے ڈرتے ہو حالانکہ ڈرنا خدا سے چاہیے“

آنحضرت ﷺ نے حضرت زیدؓ سے فرمایا کہ تم زینبؓ کے پاس میرا پیغام لیکر جاؤ، زیدؓ ان کے گھر آئے تو وہ آٹا گوند ہننے میں مصروف تھیں چاہا کہ ان کی طرف دیکھیں لیکن پھر کچھ سوچ کر منہ پھیر لیا۔ اور کہا زینبؓ! رسول اللہ ﷺ کا پیغام لایا ہوں، جواب ملا ”میں بغیر استخارہ کئے کوئی رائے قائم نہیں کرتی“ یہ کہا اور مصلیٰ پر کھڑی ہو گئیں ادھر رسول اللہ ﷺ پر وحی آئی فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا اور نکاح ہو گیا آنحضرت ﷺ حضرت زینبؓ کے مکان پر تشریف لائے اور بلا استیذان اندر چلے گئے۔

دن چڑھے دعوت ولیمہ ہوئی جو اسلام کی سادگی کی اصلی تصویر تھی اس میں روٹی اور سالن کا انتظام تھا۔ انصار میں حضرت ام سلیمؓ نے جو آنحضرت ﷺ کی خالہ اور حضرت انسؓ کی والدہ تھیں، مالیدہ بھیجا تھا، غرض سب چیزیں جمع ہو گئیں تو آنحضرت ﷺ نے حضرت انسؓ کو لوگوں کے بلانے کے لئے بھیجا، ۳۰۰ آدمی شریک دعوت ہوئے کھانے کے

وقت آنحضرت ﷺ نے دس دس آدمیوں کی ٹولیاں کردی تھیں، باری باری آتے اور کھانا کھا کر واپس چلے جاتے۔ (فتح الباری ج ۸ ص ۴۰۳ تفسیر سورہ احزاب)

اسی دعوت میں آیت حجاب اتری جس کی وجہ یہ تھی کہ چند آدمی مدعو تھے کھا کر باتیں کرنے لگے اور اس قدر دیر لگائی کہ رسول اللہ ﷺ کو تکلیف ہوئی رسول اللہ ﷺ فرط مروت سے خاموش تھے بار بار اندر جاتے اور باہر آتے تھے اسی مکان میں حضرت زینبؓ بھی بیٹھی ہوئی تھیں اور ان کا منہ دیوار کی طرف تھا۔

آنحضرت ﷺ کی آمدورفت کو دیکھ کر بعضوں کو خیال ہوا اور اٹھ کر چلے گئے حضرت انسؓ نے آنحضرت ﷺ کی جو دوسری ازواج کے مکان میں تھے اطلاع دی آپ باہر تشریف لائے تو وحی کی زبان اس طرح گویا ہوئی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرِ نَظْرِينَ إِنَّهُ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مَسْتَانِسِينَ لِحَدِيثٍ . إِنَّ ذَلِكَ كَانَ يُؤْذَى النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ . (احزاب ۷۰)

”اے ایمان والو! نبی کے گھروں پر مت جایا کرو، مگر جس وقت تم کو کھانے کے لئے اجازت دی جائے ایسے طور پر کہ تم اس کی تیاری کے منتظر نہ رہو لیکن جب تم کو بلایا جائے تب جایا کرو، پھر جب کھانا کھا چکو تو اٹھ کر چلے جایا کرو اور باتوں میں جی لگا کر مت بیٹھے رہا کرو، اس بات سے نبی کو ناگواری پیدا ہوتی ہے سو وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ صاف بات کہنے سے لحاظ نہیں کرتا ہے اور جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر مانگو۔ آپ نے دروازہ پر پردہ لٹکا دیا اور لوگوں کو گھر کے اندر جانے کی ممانعت ہو گئی یہ واقعہ ذوالقعدہ ۵ھ ہجری کا ہے۔

حضرت زینبؓ کے نکاح کی چند خصوصیتیں ہیں جو کہیں اور نہیں پائی جاتیں ان کے نکاح سے جاہلیت کی ایک رسم کہ متبنی اصلی بیٹے کا حکم رکھتا ہے مٹ گئی، مساوات اسلامی کا وہ عظیم الشان منظر نظر آیا کہ آزاد و غلام کی تمیز اٹھ گئی پردہ کا حکم ہوا نکاح کے لئے وحی الہی آئی ولیمہ میں تکلف ہوا اسی بناء پر حضرت زینبؓ اور ازواج کے مقابلہ میں فخر کیا کرتی تھیں۔ (ترمذی ص ۵۳۱ اسد الغابہ ج ۵ ص ۶۶۴)



ازواج مطہرات میں جو بیویاں حضرت عائشہؓ کی ہمسری کا دعویٰ رکھتی تھیں ان میں حضرت زینبؓ خصوصیت کے ساتھ ممتاز تھیں خود حضرت عائشہؓ کہتی ہیں۔

ہی التي كانت تساميني منهم في المنزلة عند رسول الله ﷺ (۱)

”ازواج میں سے وہی رسول اللہ ﷺ کی نگاہ میں عزت و مرتبہ میں میرا مقابلہ کرتی تھیں“

آنحضرت ﷺ کو بھی ان کی خاطر داری منظور رہتی تھی یہی وجہ تھی کہ جب چند ازواج نے حضرت فاطمہؓ زہرا کو اپنا سفیر بنا کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بھیجا اور وہ ناکام واپس ہوئیں تو سب نے اس خدمت (سفارت) کے لئے حضرت زینبؓ کا انتخاب کیا کیونکہ وہ اس خدمت کے لئے زیادہ موزون تھیں۔ انہوں نے بڑی دلیری سے پیغام ادا کیا اور بڑے زور کے ساتھ یہ ثابت کرنا چاہا کہ حضرت عائشہؓ اس رتبہ کی مستحق نہیں ہیں، حضرت عائشہؓ چپ سن رہی تھیں اور رسول اللہ ﷺ کے چہرہ کی طرف دیکھتی جاتی تھیں حضرت زینبؓ جب تقریر کر چکیں تو مرضی پا کر کھڑی ہوئیں اور اس زور و شور کے ساتھ تقریر کی کہ حضرت زینبؓ لا جواب ہو کر رہ گئیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”کیوں نہ ہو! ابو بکرؓ کی بیٹی ہے“ (۲)

وفات:

آنحضرت ﷺ نے ازواج مطہرات سے فرمایا تھا۔

اسرعن لحاقابی اطولكن بدأ

”تم میں مجھ سے جلدی وہ ملے گا جس کا ہاتھ لمبا ہوگا“

یہ استعارۂ فیاضی کی طرف اشارہ تھا، لیکن ازواج مطہرات اس کو حقیقت سمجھیں، چنانچہ باہم اپنے ہاتھوں کو ناپا کرتی تھیں، حضرت زینبؓ اپنی فیاضی کی بناء پر اس پیش گوئی کا مصداق ثابت ہوئیں ازواج مطہرات میں سب سے پہلے انتقال کیا، کفن کا خود انتظام کر لیا تھا اور وصیت کی تھی کہ حضرت عمرؓ بھی کفن دیں تو ان میں سے ایک کو صدقہ کر دینا، چنانچہ یہ وصیت پوری کی گئی، حضرت عمرؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اس کے بعد ازواج مطہرات سے دریافت کیا کہ کون قبر میں داخل ہوگا؟ انہوں نے کہا کہ وہ شخص جو ان کے گھر میں داخل

ہوا کرتا تھا چنانچہ اسامہ بن زیدؓ، محمد بن عبد اللہ بن حسنؓ، عبد اللہ بن ابی احمدؓ بن حسنؓ نے ان کو قبر میں اتار اور بقیع میں سپرد خاک کیا۔ (۱)

حضرت زینبؓ نے ۲۰ ہجری میں انتقال کیا اور ۵۳ برس کی عمر پائی، واقعہ نے لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ سے جس وقت نکاح ہوا اس وقت ۳۵ سال کی تھی لیکن یہ عام روایت کے خلاف ہے عام روایت کے مطابق ان کا سن ۳۸ سال کا تھا۔

حضرت زینبؓ نے مال متروکہ میں صرف ایک مکان یادگار چھوڑا تھا جس کو ولید بن عبد الملک نے اپنے زمانہ حکومت میں پچاس ہزار درہم پر خرید کیا اور وہ مسجد نبوی ﷺ میں شامل کر دیا گیا۔ (طبری ص ۲۴۴۹ ج ۱۳) حلیہ:

حضرت زینبؓ کو تاہ قامت لیکن خوبصورت اور موزون اندام تھیں۔ (۲) فضل و کمال:

روایتیں کم کرتی تھیں، کتب حدیث میں ان سے صرف گیارہ روایتیں منقول ہیں، روایوں میں حضرت ام حبیبہؓ، زینبؓ بنت ابی سلمہؓ، محمد بن عبد اللہ بن حسنؓ (برادر زاوہ) کلثوم بنت طلحہؓ اور زکوة (غلام) داخل ہیں۔ رضی اللہ عنہم

اخلاق:

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں۔

كانت زينب صالحة صوامعة قوامعة (۳)

”یعنی حضرت زینبؓ نیک خور و زور نماز گزار تھیں“

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

لم ار امرأة قط خيرا في الدين من زينب واتقى الله واصدق حديثا و اوصل للرحم واعظم صدقة واشد ابتداء لنفسها في العمل الذي تصدق به و تقرب به الى الله ما عدا سورة من حدة كانت فيها تسرع منها الفينة (۴)

”یعنی میں نے کوئی عورت زینبؓ سے زیادہ دیندار، زیادہ پرہیزگار، زیادہ ہر است



گفتار زیادہ فیاض، مخیر اور خدا کی رضا جوئی میں زیادہ سرگرم نہیں دیکھی فقط مزاج میں ذرا تیزی تھی، جس پر ان کو بہت جلد ندامت بھی ہوتی تھی۔“

حضرت زینبؓ کا زہد و تورع میں یہ حال تھا کہ جب حضرت عائشہؓ پر اہتمام لگایا گیا اور اس اہتمام میں خود حضرت زینبؓ کی بہن حمہ شریک تھیں آنحضرت ﷺ نے ان سے حضرت عائشہؓ کی اخلاقی حالت دریافت کی تو انہوں نے صاف لفظوں میں کہہ دیا۔

ما علمت الا خیراً

”مجھ کو حضرت عائشہؓ کی بھلائی کے سوا کسی چیز کا علم نہیں“

حضرت عائشہؓ کو ان کے اس صدق و اقرار حق کا اعتراف کرنا پڑا۔

عبادت میں نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ مصروف رہتی تھیں ایک مرتبہ آپ مہاجرین پر کچھ مال تقسیم کر رہے تھے حضرت زینبؓ اس معاملہ میں کچھ بول اٹھیں حضرت عمرؓ نے ڈانٹا آپ نے فرمایا ان سے درگزر کرو یہ لولہ (۱) ہیں (یعنی خاشع و متضرع ہیں) نہایت قانع اور فیاض طبع تھیں خود اپنے دست و بازو سے معاش پیدا کرتی تھیں اور اس کو خدا کی راہ میں لٹا دیتی تھیں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب حضرت زینبؓ کا انتقال ہوا تو مدینہ کے فقراء اور مساکین میں سخت کھلبلی پیدا ہو گئی اور وہ گھبرا گئے (۲) ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے ان کا سالانہ نفقہ بھیجا انہوں نے اس پر ایک کپڑا ڈال دیا اور بزرہ بنت رافع کو حکم دیا کہ میرے خاندانی رشتہ داروں اور یتیموں کو تقسیم کر دو بزرہ نے کہا آخر ہمارا بھی کچھ حق ہے؟ انہوں نے کہا کپڑے کے نیچے جو کچھ ہے وہ تمہارا ہے دیکھا تو پچاسی درہم نکلے جب تمام مال تقسیم ہو چکا تو دعا کی کہ خدایا! اس سال کے بعد میں عمرؓ کے عطیہ سے فائدہ نہ اٹھاؤں گی اور دعا قبول ہوئی اور اسی سال انتقال ہو گیا۔ (۳)

## (۸) حضرت جویریہؓ

نام و نسب:

جویریہ نام قبیلہ خزاعہ کے خاندان مصطلق سے ہیں سلسلہ نسب یہ ہے: جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار بن حبیب بن عائد بن مالک بن جذیمہ (مصطلق) بن سعد بن عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن عمرو مزقیاء۔ حارث بن ابی ضرار حضرت جویریہؓ کے والد خاندان بنو مصطلق کے سردار تھے۔ (طبقات ج: ۲ ق: ۱ ص: ۴۵)

نکاح:

حضرت جویریہؓ کا پہلا نکاح اپنے ہی قبیلہ میں مسافع بن صفوان (ذی شفر) سے ہوا تھا۔ غزوہ مریسہ اور نکاح ثانی:

حضرت جویریہؓ کا باپ اور شوہر مسافع دونوں دشمن اسلام تھے چنانچہ حارث نے قریش کے اشارہ سے یا خود مدینہ پر حملہ کی تیاریاں شروع کی تھیں آنحضرت ﷺ کو خبر ملی تو مزید تحقیقات کے لئے بریدہ بن حبیب اسلمی کو روانہ کیا انہوں نے واپس آکر خبر کی تصدیق کی آپ نے صحابہ کو تیاری کا حکم دیا ۲ شعبان ۵ ہجری کو فوجیں مدینہ سے روانہ ہوئیں اور مریسہ میں جو مدینہ منورہ سے ۹ منزل ہے پہنچ کر قیام کیا لیکن حارث کو یہ خبریں پہلے پہنچ چکیں تھیں اس لئے اس کی جمعیت منتشر ہو گئی اور وہ خود بھی کسی طرف نکل گیا لیکن مریسہ میں جو لوگ آباد تھے انہوں نے صف آرائی کی اور دیر تک جم کر تیر برساتے رہے مسلمانوں نے دفعۃً ایک ساتھ حملہ کیا تو ان کے پاؤں اکھڑ گئے ۱۱ آدمی مارے گئے اور باقی گرفتار ہوئے جن کی تعداد تقریباً ۶ سو تھی غنیمت میں دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بھریاں ہاتھ آئیں۔

لڑائی میں جو لوگ گرفتار ہوئے ان میں حضرت جویریہؓ بھی تھیں ان اسحق کی روایت ہے جو بعض حدیث کی کتابوں میں بھی ہے کہ تمام اسیران جنگ لونڈی غلام بنا کر تقسیم کر دیئے گئے حضرت جویریہؓ ثلث بن قیس کے حصہ میں آئیں انہوں نے ثلث سے درخواست کی کہ ”مکاتبت کر لو“ یعنی مجھ سے کچھ روپیہ لے کر چھوڑ دو“ ثلث نے ۹ لوقیہ سونے

(۱) اصابہ ج ۸ ص ۹۳

(۲) اصابہ ص: ۱۱۳ ج: ۸ بحوالہ ابن سعد

(۳) ابن سعد ج ۸ ص ۷۸



پر منظور کیا حضرت جویریہؓ کے پاس روپیہ نہ تھا چاہا کہ لوگوں سے روپیہ مانگ کر یہ رقم ادا کریں، آنحضرت ﷺ کے پاس بھی آئیں، حضرت عائشہؓ بھی وہاں موجود تھیں۔

لن اخلق نے حضرت عائشہؓ کی زبانی روایت کی ہے جو یقیناً ان کی ذاتی رائے ہے کہ چونکہ جویریہؓ نہایت شیریں ادا تھیں، میں نے ان کو آنحضرت ﷺ کے پاس جاتے دیکھا تو سمجھا کہ آنحضرت ﷺ پر بھی ان کے حسن و جمال کا وہی اثر ہو گا جو مجھ پر ہوا، غرض وہ آنحضرت کے پاس گئیں آپ ﷺ نے فرمایا تم کو اس سے بہتر چیز کی خواہش نہیں؟ انہوں نے کہا وہ کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری طرف سے میں روپیہ ادا کر دیتا ہوں اور تم سے نکاح کر لیتا ہوں، حضرت جویریہؓ راضی ہو گئیں آپ نے تمنا وہ رقم ادا کر دی اور ان سے شادی کر لی۔

لیکن دوسری روایت میں اس سے زیادہ واضح بیان مذکور ہے۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت جویریہؓ کا باپ (حارث) رئیس عرب تھا حضرت جویریہؓ جب گرفتار ہوئیں تو حادث آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ ”میری بیٹی کثیر نہیں بن سکتی میری شان اس سے بالاتر ہے، میں اپنے قبیلے کا سردار اور رئیس عرب ہوں آپ اس کو آزاد کر دیں، آپ نے فرمایا کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ خود جویریہؓ کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے حادث نے جا کر جویریہؓ سے کہا کہ محمد ﷺ نے تیری مرضی پر رکھا ہے، دیکھنا مجھ کو روانہ کرنا انہوں نے کہا ”میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہنا پسند کرتی ہوں، چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ان سے شادی کر لی۔

لن سعد نے طبقات میں یہ روایت کی ہے کہ حضرت جویریہؓ کے والد نے ان کا زر فدیہ ادا کیا اور جب وہ آزاد ہو گئیں تو آنحضرت ﷺ نے ان سے نکاح کیا۔ (۱)

حضرت جویریہؓ سے جب آپ ﷺ نے نکاح کیا تو تمام اسیران جنگ جو اہل فوج کے حصہ میں آگئے تھے دفعۃً رہا کر دیئے گئے فوج نے کہا کہ جس خاندان میں رسول اللہ ﷺ نے شادی کر لی وہ غلام نہیں ہو سکتا۔ (۲)

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے کسی عورت کو جویریہؓ سے بڑھ کر اپنی قوم کے

حق میں مبارک نہیں دیکھا ان کے سبب سے ”مطلق کے سینکڑوں گھرانے آزاد کر دیئے گئے۔ (اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۲۰)

حضرت جویریہؓ کا نام بردہ تھا آنحضرت ﷺ نے بدل کر جویریہؓ رکھا کیونکہ اس میں بد فالی تھی۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۳۱)

وفات:

حضرت جویریہؓ نے ربیع الاول ۵۵ ہجری میں وفات پائی اس وقت ان کا سن ۶۵ برس تھا مروان نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

حلیہ:

حضرت جویریہؓ خوبصورت اور موزون اندام تھیں حضرت عائشہؓ کہتی ہیں۔ (۱)

كانت امرأة حلوة ملاحاة لا يراها احد الا اخذت بنفسه

فضل وکمال:

آنحضرت ﷺ سے چند حدیثیں روایت کیں ان سے حسب ذیل بزرگوں نے حدیث سنی ہے، لن عباس، جابر، لن عمر، عبید بن السباق، طفیل، ابو ایوب، مراغی، کلثوم، لن مطلق، عبید اللہ بن شداد بن الہاد کریم (رضی اللہ عنہم)

اخلاق:

حضرت جویریہؓ زاہدانہ زندگی بسر کرتی تھیں ایک دن صبح کو مسجد میں دعا کر رہی تھیں آنحضرت ﷺ گزرے اور دیکھتے ہوئے چلے گئے دوپہر کے قریب آئے تب بھی ان کو اسی حالت میں پایا۔ (ترمذی ص ۵۹۰)

جمعہ کے دن آنحضرت ﷺ ان کے گھر تشریف لائے تو روزہ سے تھیں حضرت جویریہؓ سے دریافت کیا کل روزہ سے تھیں؟ بولیں ”نہیں“ فرمایا ”تو کل رکھو گی؟“ جواب ملا ”نہیں“ اگر شاد ہوا ”تو پھر تم کو افطار کر لینا چاہیے“ (بخاری ج ۱ ص ۲۶۷)

(دوسری روایتوں میں ہے کہ حضور ﷺ ہر مہینہ میں تین دن روزے رکھتے تھے ان تین دنوں میں ایک دن جمعہ کا ضرور ہوتا تھا اس لئے تنہا جمعہ کے دن ایک روزہ رکھنے میں علماء کا اختلاف ہے ائمہ حنفیہ کے نزدیک جائز ہے امام مالکؒ سے بھی جواز کی روایت ہے بعض



شافعیہ نے اس سے روکا ہے تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو فتح الباری جلد ۴ ص ۲۰۴ امام ابو یوسف کے نزدیک احتیاط اس میں ہے کہ جمعہ کے روزہ کے ساتھ ایک روزہ اور ملا لیا جائے (بذل الجہود جلد ۳ ص ۱۶۹) یہ بحث صرف جمعہ کے دن روزہ رکھنے کے متعلق ہے اور دنوں سے اس کا تعلق نہیں ہے)

آنحضرت ﷺ کو ان سے محبت تھی اور ان کے گھر آتے جاتے تھے ایک مرتبہ آکر پوچھا کہ کچھ کھانے کو ہے؟ جواب ملا میری کنیز نے صدقہ کا گوشت دیا تھا وہی رکھا ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں فرمایا اسے اٹھا لاؤ کیونکہ صدقہ جس کو دیا گیا اس کو پہنچ چکا (۱)

### (۹) حضرت ام حبیبہؓ

نام و نسب:

رملہ نام، ام حبیبہ کنیت، سلسلہ نسب یہ ہے: رملہ بنت ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس والدہ کا نام صفیہ بنت ابوالعاص تھا جو حضرت عثمانؓ کی حقیقی چھوٹی بہن تھیں حضرت ام حبیبہؓ آنحضرت ﷺ کی بعثت سے ۷ سال پہلے پیدا ہوئیں۔ (۲)

نکاح:

عبید اللہ بن جحش سے کہ حرب بن امیہ کے حلیف تھے نکاح ہوا۔ (۳)

اسلام:

اور ان ہی کے ساتھ مسلمان ہوئیں اور حبش کو ہجرت کی حبش میں جا کر عبید اللہ نے عیسائی مذہب اختیار کیا ام حبیبہؓ سے بھی کہا لیکن وہ اسلام پر قائم رہیں اب وہ وقت آگیا کہ ان کو اسلام اور ہجرت کی فضیلت کے ساتھ ام المؤمنینؓ بننے کا شرف بھی حاصل ہو عبید اللہ نے عیسائی ہو کر بالکل آزانہ زندگی بسر کرنا شروع کی مے نوشی کی عادت ہو گئی آخر ان کا انتقال ہو گیا۔ (۴)

(۱) مسلم ج ۱ ص ۴۰۰ (۲) اصالبہ ج ۸ ص ۸۴

(۳) ایضاً (۴) زرقانی ج ۳ ص ۲۷۶ بحوالہ ابن سعد

### نکاح ثانی:

عدت کے دن ختم ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے عمرو بن امیہ حمیری کو نجاشی کی خدمت میں بغرض نکاح بھیجا جب وہ نجاشی کے پاس پہنچے تو اس نے ام حبیبہؓ کو اپنی لونڈی ابرہہ کے ذریعہ سے پیغام دیا کہ آنحضرت ﷺ نے مجھ کو تمہارے نکاح کے لئے لکھا ہے انہوں نے خالد بن سعید اموی کو وکیل مقرر کیا اور اس مژدہ کے صلہ میں ابرہہ کو چاندی کے دو کنگن اور انگوٹھیاں دیں جب شام ہوئی تو نجاشی نے جعفر بن ابی طالب اور وہاں کے مسلمانوں کو جمع کر کے خود نکاح پڑھایا اور آنحضرت ﷺ کی طرف سے چار سو دینار اور ادا کیا نکاح کے بعد حضرت ام حبیبہؓ جہاز میں بیٹھ کر روانہ ہوئیں اور مدینہ کی بندرگاہ پر اتریں آنحضرت اس وقت خیبر میں تشریف رکھتے تھے یہ ۷ ہجری یا ۶ ہجری کا واقعہ ہے۔ (۱) اس وقت حضرت ام حبیبہؓ کی عمر ۳۶ ۷۳ برس کی تھی۔

حضرت ام حبیبہؓ کے نکاح کے متعلق مختلف روایتیں ہیں ہم نے جو روایت لی ہے وہ مسند کی ہے اور مشہور روایتوں کے مطابق ہے البتہ مہر کی تعداد میں کچھ غلطی معلوم ہوتی ہے عام روایت یہ ہے اور مسند میں بھی ہے کہ ازواج مطہرات اور صاحب زادیوں کا مہر چار سو درہم تھا اس بناء پر چار سو دینار رلوی کا سو ہے اس موقع پر ہم کو صحیح مسلم کی ایک روایت کی تصدیق کرنا ہے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ لوگ ابو سفیان کو نظر اٹھا کے دیکھنا اور اس کے پاس بیٹھنا ناپسند کرتے تھے اس بناء پر انہوں نے آنحضرت ﷺ سے ۳ چیزوں کی درخواست کی جن میں ایک یہ بھی تھی کہ ام حبیبہؓ سے شادی کر لیجئے آنحضرت ﷺ نے ان کی درخواست منظور فرمائی (۲) اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو سفیان کے مسلمان ہونے کے وقت حضرت ام حبیبہؓ ازواج مطہرات میں داخل نہیں ہوئی تھیں لیکن یہ رلوی کا وہم ہے چنانچہ لن سعد، لن حزم، لن جوزی، لن اشیر، بہیقی اور عبد العظیم منذری نے اس کے خلاف روایتیں کی ہیں اور لن سعد کے سوا سب نے اس روایت کی تردید کی ہے۔

وقات:

حضرت ام حبیبہؓ نے اپنے بھائی امیر معاویہؓ کے زمانہ خلافت میں ۳۴ ہجری

(۱) مسند ج ۶ ص ۴۲۷ (و تاریخ طبری و افعات ۶ ہجری) (۲) مسلم ج ۲ ص ۳۶۱



میں انتقال کیا اور مدینہ میں دفن ہوئیں اس وقت ۷۳ برس کا سن تھا۔ قبر کے متعلق اس قدر معلوم ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علیؑ کے مکان میں تھی (حضرت علیؑ بن حسینؑ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ میں نے اپنے مکان کا ایک گوشہ گھدولیا تو ایک کتبہ برآمد ہوا کہ ”مرتبہ بنت صحر کی قبر ہے“ چنانچہ اس کو میں نے اسی جگہ رکھ دیا۔<sup>(۱)</sup>)

وفات کے قریب حضرت ام حبیبہؓ نے حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کو اپنے پاس بلایا اور کہا (کہ سو کنوں میں باہم جو کچھ ہوتا ہے وہ ہم لوگوں میں کبھی ہو جایا کرتا تھا) اس لئے مجھ کو معاف کر دو حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے معاف کر دیا اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی (تو یوں تم نے مجھ کو خوش کیا خدا تم کو خوش کرے۔<sup>(۲)</sup>)

ولاد :

پہلے شوہر سے دو لڑکے پیدا ہوئے عبد اللہ اور حبیبہؓ، حبیبہؓ نے نبوت کی آغوش میں تربیت پائی اور داؤد بن عروہ بن مسعود کو منسوب ہوئیں جو قبیلہ ثقیف کے رئیس اعظم تھے۔

حلیہ :

خوبصورت تھیں، صحیح مسلم میں خود ابو سفیان کی زبانی منقول ہے۔<sup>(۳)</sup>

عندی احسن العرب واجملہ ام حبیبہ

”میرے ہاں عرب کی حسین تر اور جمیل تر عورت موجود ہے“

فضل و کمال :

حضرت ام حبیبہؓ سے حدیث کی کتبوں میں (۶۵) روایتیں منقول ہیں رلو یوں کی تعداد بھی کم نہیں بعض کے نام یہ ہیں حبیبہؓ (دختر) معاویہؓ اور عتبہؓ پسران ابو سفیانؓ عبد اللہ بن عتبہؓ ابو سفیان بن سعید ثقفیؓ (خواہر زادہ) سالم بن سوار (مولیٰ) ابو الجراحؓ صفیہ بنت شیبہؓ زینب بنت ابو سلمہؓ عروہ بن زبیرؓ ابو صالح السمانؓ شریک بن حوشبؓ اخلاق :

حضرت ام حبیبہؓ کے جوش ایمان کا یہ منظر قابل دید ہے کہ فتح مکہ سے قبل جب

ان کے باپ (ابو سفیان) کفر کی حالت میں آنحضرت ﷺ کے پاس مدینہ آئے اور ان کے گھر گئے تو آنحضرت ﷺ کے چھوٹے پر بیٹھنا چاہتے تھے حضرت ام حبیبہؓ نے یہ دیکھ کر چھوٹا الٹ دیا ابو سفیان سخت برہم ہوئے کہ چھوٹا (اس قدر عزیز ہے! یوں لیں یہ آنحضرت ﷺ کا فرش ہے اور آپ مشرک ہیں اور اس بناء پر ناپاک ہیں! ابو سفیان نے کہا کہ تو میرے پیچھے بہت جھگڑ گئی) (اصابہ ج: ۸ ص ۸۵ بحوالہ ابن سعد)

حدیث پر بہت شدت سے عمل کرتی تھیں اور دوسروں کو بھی تاکید کرتی تھیں، ان کے بھانجے ابو سفیان بن سعید بن المغیرہ آئے اور انہوں نے ستو لیکر کلی کی تو یوں لیں تم کو وضو کرنا چاہیے، کیونکہ جس چیز کو آگ پکڑے اس کے استعمال سے وضو لازم آتا ہے۔<sup>(۱)</sup> یہ آنحضرت ﷺ کا حکم ہے۔

(یہ حکم منسوخ ہے، یعنی پہلے تھا، پھر حضور ﷺ نے اس کو باقی نہیں رکھا حضور ﷺ اور صحابہ کرام آگ پر پکی ہوئی چیزیں کھاتے تھے (اور اگر پہلے سے وضو ہوتا) تو دوبارہ وضو نہیں کرتے تھے بلکہ پہلے ہی وضو سے نماز پڑھ لیا کرتے تھے اسی قسم کی ایک حدیث حضرت فاطمہؓ کے حالات میں آئندہ ملے گی)

ابو سفیان کا انتقال ہوا تو خوشبو لگا کر رخساروں پر ملی اور کہا کہ آنحضرت ﷺ کا حکم ہے کہ کسی پر تین دن سے زیادہ غم نہ کیا جائے (البتہ شوہر کے لئے چار مہینہ دس دن سوگ کرنا چاہیے) (بخاری ج ۲ ص ۸۰۳)

آنحضرت ﷺ سے ایک مرتبہ سنا تھا کہ جو شخص بارہ رکعت روزانہ نفل پڑھے گا اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔ فرماتی ہیں فمما برحت اصلیہن بعد امیں ان کو ہمیشہ پڑھتی ہوں اس کا اثر یہ ہوا کہ ان کے شاگرد اور بھائی عتبہؓ اور عتبہؓ کے شاگرد عمرو بن لوئس اور عمر کے شاگرد نعمان بن سالم سب اپنے اپنے زمانے میں برابر یہ نمازیں پڑھتے تھے۔ (مسند ج ۶ ص ۳۲۷)

فطرۃ نیک مزاج تھیں، ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ سے کہا میری بہن سے آپ نکاح کر لیجئے ”فرمایا کیا یہ تمہیں پسند ہے؟“ یوں (ہاں میں ہی آپ کی تملیوی نہیں ہوں اس لئے میں یہ پسند کرتی ہوں کہ آپ کے نکاح کے سعادت میں میرے ساتھ

(۱) استیعاب ج ۲ ص ۷۵۰ (۲) اصابہ جلد ۸ ص ۸۵ بحوالہ ابن سعد (ابن سعد جز نسا ص ۷۱)

(۳) صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۶۱

(۱) مسند ج ۲ ص ۳۲۶



میری بہن بھی شریک ہو (۱)

## (۱۰) حضرت میمونہؓ

نام و نسب:

میمونہ نام قبیلہ قریش سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے: میمونہ بنت حارث بن حزن بن عیسٰ بن ہرم بن روبہ بن عبد اللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بحر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصیفہ بن قیس بن عیلان بن مضر والدہ قبیلہ حمیر سے تھیں ان کا نام و نسب حسب ذیل ہے:

ہند بنت عوف بن زہیر بن حارث بن جماطہ بن جرش۔

نکاح:

پہلے مسعود بن عمرو بن عمیر ثقفی سے نکاح ہوا (۲) لیکن کسی وجہ سے علیحدگی اختیار کرنی پڑی پھر ابو درہم بن عبد العزیٰ کے نکاح میں آئیں۔ ابو درہم نے مکہ ہجری میں وفات پائی تو اوگوں نے آنحضرت ﷺ سے انتساب کی کوشش کی۔

آنحضرت ﷺ ذوالقعدہ ۷ ہجری میں عمرہ کی نیت سے مکہ روانہ ہوئے اسی احرام کی حالت میں حضرت میمونہؓ سے نکاح ہوا (۳) حضرت عباسؓ نکاح کے متولی ہوئے تھے۔ (۴) آنحضرت ﷺ عمرہ سے فارغ ہو کر جب مدینہ واپس ہوئے تو سرف میں جو مدینہ کے راستے پر مکہ سے دس میل ہے (۵) قیام فرمایا، ابو رافع (آنحضرت ﷺ کے غلام) حضرت میمونہؓ کو لیکر سرف پہنچے اور یہیں رسم عروسی ادا ہوئی (۶) یہ آنحضرت ﷺ کا آخری نکاح تھا اور حضرت میمونہؓ سب سے آخری بیوی تھیں۔

وفات:

یہ عجیب اتفاق ہے کہ مقام سرف میں ان کا نکاح ہوا تھا اور سرف ہی میں انہوں نے انتقال بھی کیا (۸) حضرت لن عباسؓ نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور قبر میں اتارا صحاح میں ہے

(۱) بخاری ج ۲ ص ۷۶۴ (باب و امہاتکم النی ارضعنکم و یحرم من الرضاۃ ما یحرم من النسب)

(۲) زرقانی ص ۲۸۸ ج ۳ (۳) بخاری ص ۶۱۱ ج ۲ (۴) نسائی ص ۵۱۳ (۵) تہذیب ۴۵۳ ج

۱۲ (۶) ابن سعد ص ۸۹ ج ۲ ق ۱ (۷) ذیل المذیل طبری ج ۱۳ ص ۲۴۵ (۸) بخاری ج ۲ ص ۶۱۱ و مستدرک ج ۲ ص ۳۳۳۔

کہ جب ان کا جنازہ اٹھایا گیا تو حضرت لن عباسؓ نے کہا ”یہ رسول اللہ ﷺ کی بیوی ہیں“ جنازہ کو زیادہ حرکت نہ دو باوہ اہستہ لے چلو (۱) ”سال وفات کے متعلق اگرچہ مختلف ہے، لیکن صحیح یہ ہے کہ انہوں نے ۱۵ ہجری میں وفات پائی۔  
فصل و کمال:

حضرت میمونہؓ سے (۴۶) حدیثیں مروی ہیں جن میں سے بعض سے ان کی فقہ دانی کا پتہ چلتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت لن عباسؓ پر آگندہ ہوئے تو کہا بیٹا! اس کا کیا سبب ہے؟ جواب دیا ام عمار میری کنگھا کرتی تھیں اور (آج کل ان کے لیام کا زمانہ ہے) بولیں کیا خوب! آنحضرت ﷺ ہماری گود میں سر رکھ کر لیٹتے تھے اور قرآن پڑھتے تھے اور ہم اسی حالت میں ہوتے تھے اسی طرح ہم چٹائی اٹھا کر مسجد میں رکھ آتے تھے بیٹا! کہیں یہ ہاتھ میں بھی ہوتا ہے۔ (۲)

حضرت میمونہؓ سے جن بزرگوں نے روایت کی ہے ان کے نام یہ ہیں:

حضرت لن عباسؓ، عبد اللہ بن شداد بن الحداد، عبد الرحمن بن المسائب یزید بن اصم (یہ سب ان کے بھانجے تھے) عبید اللہ الخولانی (ربیب تھے) مذہبہ (کنیز تھیں) عطان یسار، سلیمان بن یسار (غلام تھے) ابراہیم بن عبد اللہ بن معبد بن عباس، کریب (لن عباس کے غلام) عبیدہ بن سباق، عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ غالیہ بنت سبیح۔

اخلاق:

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

انہا کانت اتقانا الله واوصلنا للرحم (اصابہ ج ۸ ص ۱۹۲ بحوالہ ابن سعد)

”میمونہ خدا سے بہت ڈرتی اور صلہ رحمی کرتی تھیں“

احکام نبوی ﷺ کی تعمیل ہر وقت پیش نظر رہتی تھی، ایک دفعہ ان کی کنیز بدیہ لن عباسؓ کے گھر گئی تو دیکھا کہ میاں بیوی کے پچھونے دور دور پچھے ہیں، خیال ہوا کہ شاید کچھ رنجش ہو گئی ہے، لیکن دریافت سے معلوم ہوا کہ لن عباسؓ (بیوی کے لیام کا زمانہ ہے) اپنا بستر ان سے الگ کر لیتے ہیں اگر حضرت میمونہؓ سے میان کیا تو بولیں ان سے جا کر کہو کہ رسول



اللہ ﷺ کے طریقے سے اس قدر کیوں اعراض ہے؟ آپ ﷺ ہم لوگوں کے ہتھوڑوں پر آرام فرماتے تھے۔ (مسند ج ۲ ص ۳۳۲)

ایک عورت ہمدان پڑی تو اس نے منت مانی کہ شفا ہونے پر بیت المقدس جا کر نماز پڑھے گی، خدا کی شان وہ اچھی ہو گئی اور سفر کی تیزیاں شروع کیں جب رخصت ہونے کے لئے حضرت میمونہؓ کے پاس آئی تو بولیں، تم یہیں رہو اور مسجد نبوی ﷺ میں نماز پڑھ لو کیونکہ یہاں نماز پڑھنے کا ثواب دوسری مسجدوں کے ثواب سے ہزار گنا زیادہ ہے۔ (ایضاً ص ۳۳۳)

حضرت میمونہؓ کو غلام آزاد کرنے کا بہت شوق تھا، ایک لونڈی کو آزاد کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ (اللہ تم کو اس کا اجر دے) (ایضاً ص ۳۳۲)

حضرت میمونہؓ کبھی کبھی قرض لیتی تھیں ایک بار زیادہ رقم قرض لے لی تو کسی نے کہا کہ آپ اس کو کس طرح ادا کریں گی؟ فرمایا ”آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص ادا کرنے کی نیت رکھتا ہے خدا خود اس کا قرض ادا کر دیتا ہے“ (ایضاً)

## (۱۱) حضرت صفیہؓ

نام و نسب:

اصلی نام زینبؓ تھا، لیکن چونکہ وہ جنگ خیبر میں خاص آنحضرت ﷺ کے حصہ میں آئی تھیں اور عرب میں غنیمت کے ایسے حصہ کو جو لامیلا شاہ کے لئے مخصوص ہوتا تھا، صفیہؓ کہتے تھے اس لئے وہ بھی صفیہؓ کے نام سے مشہور ہو گئیں یہ زرقانی کی روایت ہے۔

حضرت صفیہؓ کو ماں اور باپ دونوں کی طرف سے سیادت حاصل ہے باپ کا نام جی بن اخطب تھا جو قبیلہ بنو نضیر کا سردار تھا اور حضرت ہارون کی نسل میں شمار ہوتا تھا ماں جس کا نام ضرہؓ تھا، سوال رئیس قریظہ کی بیٹی تھی اور یہ دونوں خاندان (قریظہ اور نضیر) بنو اسرائیل کے ان تمام قبائل سے ممتاز سمجھے جاتے تھے جنہوں نے زمانہ دراز سے عرب کے شمالی حصوں میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

نکاح:

حضرت صفیہؓ کی شادی پہلے اسلام بن مشکم القرظی سے ہوئی تھی اسلام نے طلاق دی تو کنانہ بن ابی اٹھیق کے نکاح میں آئیں جو ابو رافع تاجر حجاز اور رئیس خیبر کا بھتیجا تھا

کنانہ جنگ خیبر میں مقتول ہوا، حضرت صفیہؓ کے بھائی اور باپ بھی کام آئے اور خود بھی گرفتار ہو گئے جب خیبر کے تمام قیدی جمع کئے گئے تو دحیہ کلبی نے آنحضرت ﷺ سے ایک لونڈی کی درخواست کی، آنحضرت ﷺ نے انتخاب کرنے کی اجازت دی انہوں نے حضرت صفیہؓ کو منتخب کیا لیکن ایک صحابی نے آپ کی خدمت میں آکر عرض کی کہ آپ نے رئیسہ بنو نضیر و قریظہ کو دحیہ کو دے دیا وہ تو صرف آپ کے لئے سزاوار ہے، مقصود یہ تھا کہ رئیسہ عرب کے ساتھ عام عورتوں کا سہارا نہ ہو مناسب نہیں، چنانچہ حضرت دحیہؓ کو آپ نے دوسری لونڈی عنایت فرمائی اور صفیہؓ کو آزاد کر کے نکاح کر لیا (۱)

خیبر سے رولہ ہوئے تو مقام صہبا میں رسم عروسی ادا کی (۲) اور جو کچھ سامان لوگوں کے پاس تھا اس کو جمع کر کے دعوت ولیمہ فرمائی وہاں سے رولہ ہوئے تو آپ نے ان کو خود اپنے لونٹ پر سوار کر لیا اور اپنی عبا سے ان پر پردہ کیا یہ گویا اس بات کا اعلان تھا کہ وہ ازواج مطہرات میں داخل ہو گئیں۔ (طبقات ج ۸ جزء نساء ص ۸۶)

عام حالات:

حضرت صفیہؓ کے مشہور واقعات میں حج کا سفر ہے، جو انہوں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ کیا تھا۔

حضرت عثمانؓ کے لیام محاصرہ میں جو ۳۵ ہجری میں ہوا تھا، حضرت صفیہؓ نے ان کی بھینٹ دے دی تھی، جب حضرت عثمانؓ پر ضروریات زندگی مسدود کر دی گئیں اور ان کے مکان پر پہرہ بٹھا دیا گیا تو وہ خود خنجر پر سوار ہو کر ان کے مکان کی طرف چلیں، غلام ساتھ تھا، اشتر کی نظر پڑی تو انہوں نے آکر خنجر کو مارنا شروع کیا، حضرت صفیہؓ نے کہا، مجھ کو ذلیل ہونے کی ضرورت نہیں، میں واپس جاتی ہوں، تم خنجر کو چھوڑ دو، گھر واپس آئیں تو حضرت حسنؓ کو اس خدمت پر مامور کیا اور وہ ان کے مکان سے حضرت عثمانؓ کے پاس کھانا اور پانی لے جاتے تھے۔ (اصابہ ج ۱ ص ۱۲۷ بحوالہ ابن سعد)

وفات:

حضرت صفیہؓ نے رمضان ۵۰ ہجری میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں اس وقت ان کی عمر ۶۰ سال کی تھی، ایک لاکھ ترکہ چھوڑا اور ایک ثلث کے لئے اپنے یہودی بھانجے کے لئے وصیت کر گئیں۔ (ذرقانی ج ۳ ص ۲۹۶)



حلیہ :

کو تاہ قامت اور حسین تھیں۔ (مسلم ج ۱ ص ۵۴۸)

فضل و کمال :

حضرت صفیہؓ سے چند حدیثیں مروی ہیں جن کو حضرت زین العابدینؓ اسحاق بن عبد اللہ بن حارثؓ، مسلم بن صفوانؓ، کنانہ اور یزید بن معتب وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ دیگر ازواج کی طرح حضرت صفیہؓ بھی اپنے زمانہ میں علم کا مرکز تھیں، چنانچہ حضرت صہیرہ بنت جیفرجؓ کے پاس مدینہ آئیں تو کوفہ کی بہت سی عورتیں مسائل دریافت کرنے کی غرض سے بیٹھی ہوئی تھیں صہیرہؓ کا بھی یہی مقصد تھا اس لئے انہوں نے کوفہ کی عورتوں سے سوال کئے ایک فتویٰ نبیذ کا تھا حضرت صفیہؓ نے سنا تو بولیں اہل عراق اس مسئلہ کو اکثر پوچھتے ہیں۔ (۱)

اخلاق :

حضرت صفیہؓ میں بہت سے محاسن اخلاق جمع تھے اسد الغابہ (۲) میں ہے :

كانت عاقلة من عقلاء النساء  
”وہ نہایت عاقلہ تھیں۔“

زر قانی میں ہے : (۳)

كانت صفية عاقلة حليلة فاضلة  
”یعنی صفیہ عاقل، فاضل اور حلیم تھیں“

حلم و تحمل ان کے باب فضائل کا نہایت جلی عنوان ہے، غزوہ خیبر میں جب وہ اپنی بہن کے ساتھ گرفتار ہو کر آ رہی تھیں تو ان کی بہن یہودیوں کی لاشوں کو دیکھ کر چیخ اٹھتی تھیں حضرت صفیہؓ اپنے محبوب شوہر کی لاش سے قریب ہو کر گزریں لیکن اب بھی اسی طرح پیکر متانت تھیں اور ان کی جبیں تحمل پر کسی قسم کی شکن نہیں آئی۔

ایک مرتبہ حضرت حصہؓ نے ان کو یہودیہ کہا ان کو معلوم ہوا تو رونے لگیں حضرت صفیہؓ کے پاس ایک کنیر تھی جو حضرت عمرؓ سے جا کر ان کی شکایات کیا کرتی تھی، چنانچہ ایک دن کہا کہ ان میں یہودیت کا اثر آج تک باقی ہے وہ یوم السبت کو اچھا سمجھتی ہیں اور یہودیوں کے ساتھ صلہ رحمی کرتی ہیں حضرت عمرؓ نے تصدیق کے لئے ایک شخص

کو بھیجا حضرت صفیہؓ نے جواب دیا کہ یوم السبت کو اچھا سمجھنے کی کوئی ضرورت نہیں اس کے بدلے خدا نے ہم کو جمعہ کا دن عنایت فرمایا ہے البتہ میں یہود کے ساتھ صلہ رحمی کرتی ہوں وہ میرے خویش واقارب ہیں اس کے بعد لونڈی کو بلا کر پوچھا کہ تو نے میری شکایت کی تھی؟ بولی ”ہاں مجھے شیطان نے بھکا دیا تھا“ حضرت صفیہؓ خاموش ہو گئیں اور اس لونڈی کو آزاد کر دیا۔ (۱)

حضرت صفیہؓ کو آنحضرت ﷺ سے نہایت محبت تھی، چنانچہ جب آپ علیل ہوئے تو نہایت حسرت سے بولیں ”کاش! آپ کی بیماری مجھ کو مل جاتی“ ازواج نے ان کی طرف دیکھنا شروع کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ سچ کہہ رہی ہیں (۲) (یعنی اس میں تصنع کا شائبہ نہیں ہے)

آنحضرت ﷺ کو بھی ان کے ساتھ نہایت محبت تھی اور ہر موقع پر ان کی دلجوئی فرماتے تھے ایک بار آپ سفر میں تھے ازواج مطہرات بھی ساتھ تھیں حضرت صفیہؓ کا لونٹ سوء اتفاق سے ہمارا ہو گیا حضرت زینبؓ کے پاس ضرورت سے زیادہ تھے آپ ﷺ نے ان سے کہا کہ ایک لونٹ صفیہؓ کو دے دو انہوں نے کہا کیا میں اس یہودیہ کو اپنا لونٹ دوں؟ اس پر آنحضرت ﷺ ان سے اس قدر ناراض ہوئے کہ دو مہینے تک ان کے پاس نہ گئے (۳) ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ نے ان کی قد و قامت کی نسبت چند جملے کہے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر سمندر میں چھوڑ دی جائے تو اس میں مل جائے (۴) یعنی سمندر کو بھی گدلا کر سکتی ہے)

ایک بار آپ ﷺ حضرت صفیہؓ کے پاس تشریف لے گئے دیکھا کہ رو رہی ہیں، آپ ﷺ نے رونے کی وجہ پوچھی انہوں نے کہا ”عائشہؓ اور حصہؓ کہتی ہیں کہ ہم تمام ازواج میں افضل ہیں ہم آپ ﷺ کی زوجہ ہونے کے ساتھ آپ کی چچا زاد بہن بھی ہیں“ آپ نے فرمایا کہ تم نے یہ کیوں نہ کہا کہ ”ہارونؓ میرے باپ، موسیٰؓ میرے چچا اور محمد ﷺ میرے شوہر ہیں اس لئے تم لوگ کیونکر مجھ سے افضل ہو سکتی ہو۔“ (۵)

سفر حج میں حضرت صفیہؓ کا لونٹ بیٹھ گیا تھا اور وہ سب سے پیچھے رہ گئی تھیں آنحضرت ﷺ ادھر سے گزرے تو دیکھا کہ زار و قطار رو رہی ہیں، آپ نے رداء اور



دست مبارک سے ان کے آنسو پوچھتے جاتے تھے اور وہ بے اختیار روتی جاتی تھیں۔ (۱)  
حضرت صفیہؓ سیر چشم اور فیاض واقع ہوئی تھیں، چنانچہ جب وہ ام المؤمنین بن کر مدینہ میں آئیں تو حضرت فاطمہؓ اور ازواج مطہرات کو اپنے سونے کی جلیاں تقسیم کیں۔ (۲)  
کھانا نہایت عمدہ پکاتی تھیں اور آنحضرت ﷺ کے پاس تھنہ بھیجا کرتی تھیں، حضرت عائشہؓ کے گھر میں آنحضرت ﷺ کے پاس انہوں نے پیالہ میں جو کھانا بھیجا تھا اس کا ذکر بخاری اور نسائی وغیرہ میں آیا ہے۔

### (۱۲) حضرت زینبؓ

نام و نسب :

آنحضرت ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں، بعثت سے دس برس پہلے جب آنحضرت ﷺ کی عمر ۳۰ سال کی تھی پیدا ہوئیں۔  
نکاح :

ابو العاص بن ربیع لقیط سے جو حضرت زینبؓ کے خالہ زاد بھائی تھے نکاح ہوا۔

عام حالات :

نبوت کے تیرہویں سال جب آنحضرت ﷺ نے مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائی تو اہل و عیال مکہ میں رہ گئے تھے حضرت زینبؓ بھی اپنی سسرال میں تھیں غزوہ بدر میں ابو العاص کفار کی طرف سے شریک ہوئے تھے عبداللہ بن جبیر انصاری نے ان کو گرفتار کیا لو اس شرط پر رہا کئے گئے کہ مکہ جاکر حضرت زینبؓ کو بھیج دیں گے۔ (طبقات ج ۸ ص ۲۰)  
ابو العاص نے مکہ جاکر حضرت زینبؓ کو اپنے چھوٹے بھائی کنانہ کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ کیا، چونکہ کفار کے تعرض کا خوف تھا کنانہ نے ہتھیار ساتھ لے لئے تھے مقام ذی طوی میں پہنچے تو قریش کے چند آدمیوں نے تعاقب کیا، ہمار بن اسود نے حضرت زینبؓ کو نیزہ سے زمین پر گرا دیا وہ حاملہ تھیں، حمل ساقط ہو گیا۔ کنانہ نے ترکش سے تیر نکالے اور کہا کہ ”اب اگر کوئی قریب آیا تو ان تیروں کا نشانہ ہوگا“ لوگ ہٹ گئے تو ابو سفیان سردار ان قریش کے ساتھ آیا اور کہا ”تیر روک لو ہم کو کچھ گفتگو کرنی ہے“ انہوں نے تیر

ترکش میں ڈال دیئے ابو سفیان نے کہا محمد ﷺ کے ہاتھ سے جو مصیبتیں پہنچی ہیں تم کو معلوم ہیں اب اگر تم اعلانیہ ان کی لڑکی کو ہمارے قبضہ سے نکال لے گئے تو لوگ کہیں گے کہ ہماری کمزوری ہے، ہم کو زینبؓ کے روکنے کی ضرورت نہیں جب شور و ہنگامہ کم ہو جائے اس وقت چھپے چوری لے جانا کنانہ نے یہ رائے تسلیم کی اور حضرت زینبؓ کو لے کر مکہ واپس آئے۔ چند روز کے بعد ان کو رات کے وقت لے کر روانہ ہوئے زید بن حارثہؓ کو آنحضرت ﷺ نے پہلے سے بھیج دیا تھا وہ بطن یا حج میں تھے کنانہ نے زینبؓ کو ان کے حوالہ کیا وہ ان کو لے کر روانہ ہو گئے۔ (۱)

حضرت زینبؓ مدینہ میں آئیں اور اپنے شوہر ابو العاص کو حالت شرک میں چھوڑا جمادی الاول ۶ ہجری میں ابو العاص قریش کے ایک قافلہ کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوئے آنحضرت ﷺ نے حضرت زید بن حارثہؓ کو ۷۰ اسواروں کے ساتھ بھیجا۔ مقام عیص میں قافلہ ملا۔ کچھ لوگ گرفتار کئے گئے اور مال و اسباب لوٹ میں آیا ان ہی میں ابو العاص بھی تھے ابو العاص آئے تو حضرت زینبؓ نے ان کو پناہ دی اور ان کی سفارش سے آنحضرت ﷺ نے ان کا مال بھی واپس کر دیا ابو العاص نے مکہ جاکر لوگوں کی لمانتیں حوالہ کیں اور اسلام لائے۔ اسلام لانے کے بعد ہجرت کر کے مدینہ میں آئے حضرت زینبؓ نے ان کو حالت شرک میں چھوڑا تھا اس لئے دونوں میں باہم تفریق ہو گئی تھی۔ وہ مدینہ آئے تو حضرت زینبؓ دوبارہ ان کے نکاح میں آئیں ترمذی وغیرہ میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ کوئی جدید نکاح نہیں ہوا، لیکن دوسری روایت میں تجدید نکاح کی تصریح ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت کو اگرچہ اسناد کے لحاظ سے دوسری روایت پر ترجیح ہے لیکن فقہاء نے دوسری صورت پر عمل کیا ہے اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت کی یہ تاویل کی ہے کہ نکاح جدید کے مہر اور شرائط وغیرہ میں کسی قسم کا تغیر نہ ہوا ہوگا، اسی لئے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اس کو نکاح اول سے تعبیر کیا اور نہ بعد تفریق نکاح ثانی ضروری ہے۔

ابو العاصؓ نے حضرت زینبؓ کے ساتھ نہایت شریفانہ برتاؤ کیا اور آنحضرت ﷺ نے ان کے شریفانہ تعلقات کی تعریف کی۔ (۲)



وفات:

نکاح جدید کے بعد حضرت زینبؓ بہت کم زندہ رہیں اور ۸ ہجری میں انہوں نے انتقال کیا حضرت ام ایمنؓ حضرت سودہؓ حضرت ام سلمہؓ اور ام عطیہؓ نے غسل دیا جس کا طریقہ خود آنحضرت ﷺ نے بتلادیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی، خود قبر میں اترے اور اپنے نور دیدہ کو خاک کے سپرد کیا اس وقت چہرہ مبارک پر حزن و ملال کے آثار نمایاں تھے۔ (۱)

ولاد:

حضرت زینبؓ نے دو اولاد چھوڑی، علیؓ اور امامہؓ، علیؓ کی نسبت ایک روایت ہے کہ بچپن میں وفات پائی لیکن عام روایت یہ ہے کہ سن رشد کو پہنچے، لیکن عساکر نے لکھا ہے کہ یرموک کے معرکہ میں شہادت پائی فتح مکہ میں یہی آنحضرت ﷺ کے روفیق تھے امامہ عرصہ تک زندہ رہیں اور ان کا حال آگے آئے گا۔ اخلاق و عادات:

آنحضرت ﷺ اور اپنے شوہر سے بہت محبت کرتی تھیں حضرت انسؓ نے ان کو ریشمی چادر لوڑھے دیکھا تھا جس پر زرد دھاریاں پڑی ہوئی تھیں۔ (۲)

### (۱۳) حضرت رقیہؓ

نام و نسب:

مشہور روایت کے مطابق یہ رسول اللہ ﷺ کی دوسری صاحبزادی ہیں جو قبل نبوت پیدا ہوئیں۔

نکاح:

پہلے ابو لہب کے بیٹے (عتبہ) سے شادی ہوئی یہ قبل نبوت کا واقعہ ہے آنحضرت ﷺ کی تیسری صاحبزادی ام کلثومؓ کی شادی ابو لہب کے دوسرے بیٹے عتبہ سے ہوئی تھی اسلام:

جب آنحضرت ﷺ کی بعثت ہوئی اور آپ نے دعوت اسلام کا اظہار فرمایا تو

(۱) طبقات ج ۸ ص ۲۴ بخاری ج ۱ ص ۱۶۷ و مسلم ج ۱ ص ۳۴۶ و اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۶۸ (۲) طبقات ج ۸ ص ۲۲

ابو لہب نے بیٹوں کو جمع کر کے کہا ”اگر تم محمد (ﷺ) کی بیٹیوں سے علیحدگی اختیار نہیں کرتے تو تمہارے ساتھ میرا اٹھنا بیٹھنا حرام ہے دونوں بیٹوں نے باپ کے حکم کی تعمیل کی آنحضرت ﷺ نے حضرت رقیہؓ کی شادی حضرت عثمانؓ سے کر دی۔ عام حالات:

نبوت کے پانچویں سال حضرت عثمانؓ نے حبش کی طرف ہجرت کی حضرت رقیہؓ بھی ساتھ گئیں، جب واپس آئیں تو مکہ کی سر زمین پہلے سے زیادہ خونخوار تھی چنانچہ دوبارہ ہجرت کی مدت تک آنحضرت ﷺ کو ان کا کچھ حال معلوم نہیں ہوا ایک عورت نے آکر خبر دی کہ ”میں نے ان دونوں کو دیکھا ہے“ آنحضرت ﷺ نے دعادی اور فرمایا کہ ہر اہم اور لوٹ کے بعد عثمانؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے نبیؐ کی کو لیکر ہجرت کی ہے۔ (۱)

اس مرتبہ حبش میں زیادہ عرصہ تک مقیم رہیں، جب یہ خبر پہنچی کہ آنحضرت ﷺ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے والے ہیں تو چند بزرگ جن میں حضرت عثمان بن عفانؓ اور حضرت رقیہؓ بھی تھیں مکہ آئے اور آنحضرت ﷺ کی اجازت سے مدینہ منورہ کو ہجرت کی جہاں انہوں نے حضرت حسانؓ کے بھائی لوس بن ثلثؓ کے گھر میں قیام کیا۔ وفات:

۲ ہجری میں جو غزوہ بدر کا سال تھا۔ حضرت رقیہؓ کے دانے نکلے اور نہایت سخت تکلیف ہوئی آنحضرت ﷺ اس زمانہ میں بدر کی تیاریاں کر رہے تھے۔ غزوہ کو روانہ ہوئے تو حضرت عثمانؓ کو تیمارداری کے لئے چھوڑ دیا (۲) عین اسی دن جس دن زید بن حارثہؓ نے مدینہ میں آکر فتح کا مژدہ سنایا حضرت رقیہؓ نے وفات پائی، آنحضرت ﷺ غزوہ کی وجہ سے ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو سکے، لیکن جب واپس آئے اور اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو نہایت رنجیدہ ہو کر قبر پر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا ”عثمانؓ! لیکن مظعون پہلے جا چکے اب تم بھی ان کے پاس چلی جاؤ“ اس فقرہ نے عورتوں میں کرام برپا کر دیا حضرت عمرؓ کو ڈالے کر مارنے کے لئے اٹھے آپ نے ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا ”روئے میں کچھ حرج نہیں لیکن نوحہ و بین شیطانی حرکت ہے اس سے قطعاً بچنا چاہیے“ سیدہ عالم حضرت فاطمہؓ زہراؓ بھی بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئیں وہ قبر کے پاس بیٹھ کر روتی جاتی تھیں اور آنحضرت ﷺ کپڑے سے ان کے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔

(۱) اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۵۷ (۲) بخاری ج ۱ ص ۴۴۲



اولاد :

جس کے زمانہ قیام میں ایک لڑکا پیدا ہوا تھا جس کا نام عبد اللہ تھا حضرت عثمانؓ کی کنیت ابو عبد اللہ اسی کے نام پر تھی چھ سال تک زندہ رہا ایک مرتبہ ایک مرغ نے اس کے چہرہ پر چونچ ماری اور جاں بحق تسلیم ہو گیا یہ جمادی الاول ۳ ہجری کا واقعہ ہے عبد اللہ کے بعد حضرت رقیہؓ کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

حلیہ :

حضرت رقیہؓ خوب رو اور موزون اندام تھیں۔ زر قانی میں ہے۔ (۱)

كانت بارعة الجمال  
”وہ نہایت جمیل تھیں“

### (۱۴) (۳) حضرت ام کلثومؓ

نام و نسب :

یہ تیسری صاحب زادی ہیں اور کنیت ہی کے ساتھ مشہور ہیں۔

نکاح :

۳ ہجری میں جب حضرت رقیہؓ کا انتقال ہوا تو ربیع الاول میں حضرت عثمانؓ نے حضرت ام کلثومؓ کے ساتھ نکاح کر لیا بخاری میں ہے کہ جب حضرت حصہ بیوہ ہوئیں تو حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ کے ساتھ نکاح کا پیغام دیا۔ حضرت عثمانؓ نے تامل کیا لیکن دوسری روایتوں میں ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے کہا ”میں تم کو عثمانؓ سے بہتر شخص کا پتہ دیتا ہوں اور عثمانؓ کے لئے تم سے بہتر شخص ڈھونڈتا ہوں تم اپنی لڑکی کی مجھ سے شادی کر دو اور میں اپنی لڑکی کی شادی عثمانؓ سے کر دیتا ہوں“ بہر حال نکاح ہوا اور نکاح کے بعد ام کلثومؓ ۶ برس تک حضرت عثمانؓ کے ساتھ رہیں۔

وفات :

شعبان ۹ ہجری میں وفات پائی آنحضرت ﷺ کو سخت صدمہ ہوا قبر پر بیٹھے تو آنکھوں سے آنسو جاری تھے آپ نے نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت ابو طلحہؓ، حضرت علیؓ، فضل

بن عباس اور اسامہ بن زید نے قبر میں اتار لیا۔ (۱) طبقات ج ۸ ص ۲۶ ۲۵ بخاری ج ۱ ص ۱۷۱

اولاد :

کوئی اولاد نہیں ہے۔

### (۱۵) (۴) حضرت فاطمہ زہراؓ

نام و نسب :

فاطمہؓ نام زہر القہر تھا۔ آنحضرت ﷺ کی صاحبزادیوں میں سب سے کم سن تھیں سن ولادت میں اختلاف ہے ایک روایت ہے کہ ۱ ہجرت میں پیدا ہوئیں۔ لیکن اسحق نے لکھا ہے کہ لبرائیم کے علاوہ آنحضرت ﷺ کی تمام اولاد قبل نبوت پیدا ہوئی۔ آپ ﷺ کی بعثت چالیس سال کی عمر میں ہوئی تھی اس بناء پر بعضوں نے دونوں روایتوں میں یہ تطبیق دی ہے کہ ۱ ہجرت کے آغاز میں حضرت فاطمہؓ پیدا ہوئی ہوں گی اور چونکہ دونوں کی مدت میں بہت کم فاصلہ ہے اس لئے یہ اختلاف روایت ہو گیا ہوگا۔ لیکن جوزی نے لکھا ہے کہ بعثت سے پانچ برس پہلے خانہ کعبہ کی تعمیر جب ہو رہی تھی پیدا ہوئیں بعض روایتوں میں ہے کہ نبوت سے تقریباً ایک سال پیشتر پیدا ہوئیں۔

نکاح :

حضرت فاطمہؓ جب مشہور روایت کے مطابق ۱۸ سال اور اگر ۱ ہجرت کو ان کا سال ولادت تسلیم کیا جائے تو پندرہ سال ساڑھے پانچ مہینے کی ہوئیں تو ذی الحج ۲ ہجری میں آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کے ساتھ ان کا نکاح کر دیا۔ لیکن سعد نے روایت کی ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے آنحضرت ﷺ سے درخواست کی آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو خدا کا حکم ہوگا پھر حضرت عمرؓ نے جرات کی۔ ان کو بھی آپ ﷺ نے کچھ جواب نہیں دیا بلکہ وہی الفاظ فرمائے لیکن بظاہر یہ روایت صحیح نہیں معلوم ہوتی حافظ ابن حجر نے اصحاب میں ابن سعد کی اکثر روایتیں حضرت فاطمہؓ کے حال میں روایت کی ہیں اس کو نظر انداز کر دیا ہے۔

بہر حال حضرت علیؓ نے جب درخواست کی تو آپ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کی مرضی دریافت کی وہ چپ رہیں یہ ایک طرح کا اظہار رضا تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ تمہارے پاس مردینے کے لئے کیا ہے؟ بولے کچھ نہیں آپ ﷺ نے فرمایا ”اور“



وہ حطمیہ زرہ کیا ہوئی؟“ (جنگ بدر میں ہاتھ آئی تھی) عرض کی وہ تو موجود ہے آپ ﷺ نے فرمایا بس وہ کافی ہے حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ اس کو ۸۰ درہم پر فروخت کیا اور قیمت لا کر آنحضرت ﷺ کے سامنے ڈال دی آنحضرت ﷺ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ بازار سے خوشبو لائیں۔

زرہ کے سوا اور جو کچھ حضرت علیؓ کا سرمایہ تھا وہ ایک بھیڑ کی کھال اور ایک بوسیدہ مینی چادر تھی حضرت علیؓ نے یہ سب سرمایہ حضرت فاطمہؓ زہرا کے نذر کیا حضرت علیؓ اب تک آنحضرت ﷺ کے پاس رہتے تھے شادی کے بعد ضرورت ہوئی کہ الگ گھر کر لیں حارثہ بن نعمان انصاریؓ کے متعدد مکانات تھے جن میں سے وہ کئی آنحضرت ﷺ کو نذر کر چکے تھے حضرت فاطمہؓ نے کہا کہ ان ہی سے کوئی مکان دلو اور بتجئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ کہاں تک اب ان سے کتنے شرم آتی ہے حارثہؓ نے سنا تو دوڑے آئے کہ حضور ﷺ میں اور میرے پاس جو کچھ ہے سب آپ کا ہے خدا کی قسم میرا جو مکان آپ لے لیتے ہیں مجھ کو اس سے زیادہ خوشی ہے کہ وہ میرے پاس رہ جائے غرض انہوں نے اپنا ایک مکان خالی کر دیا حضرت فاطمہؓ اس میں اٹھ گئیں شہنشاہ مدینہ (ﷺ) نے سیدہ عالم کو جو جینز دیا وہ بان کی چار پائی چڑے کا گدا جس کے اندر روئی کے بجائے کھجور کے پتے تھے ایک چھاگل دو مٹی کے گھڑے ایک مشک اور دو چچیاں اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ یہی دو چیزیں عمر بھر ان کی رفیق رہیں۔

حضرت فاطمہؓ جب نئے گھر میں جالیں تو آنحضرت ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے دروازے پر کھڑے ہو کر اذن مانگا پھر اندر آئے ایک برتن میں پانی منگو لیا دونوں ہاتھ اس میں ڈالے اور حضرت علیؓ کے سینہ اور بازوؤں پر پانی چھڑکا پھر حضرت فاطمہؓ کو بلایا وہ شرم سے لڑکھڑاتی آئیں۔ ان پر بھی پانی چھڑکا اور فرمایا کہ میں نے اپنے خاندان میں بہتر شخص سے تمہارا نکاح کیا ہے۔ (۱)

داغ بے پردی :

حضرت فاطمہؓ کی عمر مشہور روایت کے مطابق ۲۹ سال کی تھی جب رسالت مآب ﷺ نے رحلت فرمائی حضرت فاطمہؓ آنحضرت ﷺ کی محبوب ترین اولاد تھیں اور اب صرف وہی باقی رہ گئی تھیں اس لئے ان کو صدمہ بھی لوروں سے زیادہ ہوا وفات سے پہلے ایک دن آنحضرت ﷺ نے ان کو بلا بھیجا تشریف لائیں تو ان سے کچھ کان میں

(۱) یہ تمام تفصیل بخاری ج ۲ ص ۵۷۱ طبقات ابن سعد ج ۸ ذر قانی ج ۲ اور اسامہ ج ۸ سے ماخوذ ہے۔

باتیں کیں وہ رونے لگیں پھر بلا کر کچھ کان میں کہا تو ہنس پڑیں حضرت عائشہؓ نے دریافت کیا تو کہا ”پہلی دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اسی مرض میں انتقال کروں گا جب میں رونے لگی تو فرمایا کہ میرے خاندان میں سب سے پہلے تمہیں مجھ سے آکر ملو گی تو ہنسنے لگی۔“ (۱)

وفات سے پہلے جب بار بار آپ ﷺ پر غشی طاری ہوئی تو حضرت فاطمہؓ یہ دیکھ کر بولیں وا کرب اباء۔ ہائے میرے باپ کی بے چینی! آپ ﷺ نے فرمایا ”تمہارا باپ آج کے بعد بے چین نہ ہوگا“ (۲) آپ ﷺ کا انتقال ہوا تو حضرت فاطمہؓ پر ایک مصیبت ٹوٹ پڑی اسد الغلبہ میں لکھا ہے کہ جب تک زندہ رہیں کبھی تبسم نہیں فرمایا (۳) بخاری میں لکھا ہے کہ جب صحابہؓ نعش مبارک کو دفن کر کے واپس آئے تو حضرت فاطمہؓ نے حضرت انسؓ سے پوچھا: ”کیا تم کو رسول اللہ ﷺ پر خاک ڈالتے اچھا معلوم ہوا؟“ (۴)

آنحضرت ﷺ کے انتقال کے بعد میراث کا مسئلہ پیش ہوا۔ حضرت عباسؓ حضرت علیؓ ازواج مطہراتؓ۔ یہ تمام بزرگ میراث کے مدعی تھے حضرت فاطمہؓ کا بھی ایک قائم مقام موجود تھا چونکہ آنحضرت ﷺ کی جائیداد خالصہ جائیداد تھی۔ اور اس میں قانون وراثت جاری نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے اعزہ کو اپنے اعزہ سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں لیکن دقت یہ ہے کہ خود آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء جو متروک چھوڑتے ہیں وہ کل کا کل صدقہ ہوتا ہے اور اس میں وراثت جاری نہیں ہوتی اس بنا پر میں اس جائیداد کو کیوں کر تقسیم کر سکتا ہوں البتہ آنحضرت ﷺ کی زندگی میں اہل بیت جس حد تک اس سے فائدہ اٹھاتے تھے اب بھی اٹھا سکتے ہیں۔ صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ اس گفتگو کا حضرت فاطمہؓ کو سخت قلق ہوا اور وہ حضرت ابو بکر صدیقؓ سے اس قدر ناراض ہوئیں کہ آخر وقت تک ان سے گفتگو نہیں کی (۵) (طبقات ابن سعد میں ہے کہ حضرت فاطمہؓ بعد کو حضرت ابو بکر صدیقؓ سے راضی ہو گئیں تھیں)

وفات :

آنحضرت ﷺ کے انتقال کو ۶ ماہ گزرے تھے کہ رمضان ۱۱ء ہجری میں حضرت فاطمہؓ نے وفات پائی اور آنحضرت ﷺ کی یہ پیش گوئی کہ ”میرے خاندان میں سب سے پہلے تم ہی مجھ سے آکر ملو گی“ پوری ہوئی یہ منگل کا دن تھا اور رمضان کی تیسری تاریخ

(۱) بخاری ج ۲ ص ۶۳۸ (۲) بخاری ج ۲ ص ۶۴۱ (۳) اسد الغلبہ ج ۵ ص ۵۲۴

(۴) بخاری ج ۲ ص ۶۴۱ (۵) بخاری ج ۲ ص ۵۲۶ ج ۲ ص ۶۰۹



تھی اس وقت ان کا سن ۲۹ سال کا تھا لیکن اگر دوسری روایتوں کا لحاظ کیا جائے تو اس سے مختلف ثابت ہوگا چنانچہ ایک روایت میں ۲۴ سال، ایک میں ۲۵ سال اور ایک میں ۳۰ سال مذکور ہے۔ زرقانی نے لکھا ہے کہ پہلی روایت (۲۹ سال) زیادہ صحیح ہے اگر ۳۱ (محمدی) کو سال ولادت قرار دیا جائے تو اس وقت ان کا یہ سن نہیں ہو سکتا تھا البتہ اگر ۲۴ سال کی عمر تسلیم کی جائے تو اس سن کو سال ولادت قرار دیا جاسکتا ہے لیکن اگر یہ روایت صحیح مان لی جائے کہ پانچ برس قبل نبوت میں پیدا ہوئیں تو اس وقت ان کا سن ۲۹ سال کا ہو سکتا ہے۔

حضرت فاطمہؑ کی تجنیز و تنجیس میں خاص جدت کی گئی عورتوں کے جنازہ پر جو آج کل پردہ لگانے کا دستور ہے اس کی ابتداء ان ہی سے ہوئی۔ اس سے پیشتر عورت اور مرد سب کا جنازہ کھلا ہوا جاتا تھا۔ چونکہ حضرت فاطمہؑ کے مزاج میں انتہاء کی شرم و حیاء تھی اس لئے انہوں نے حضرت اسماءؓ بنت عیس سے کہا کہ کھلے جنازہ میں عورتوں کی بے پردگی ہوتی ہے جس کو میں ناپسند کرتی ہوں اسماءؓ نے کہا جگر گوشہ رسول ﷺ! میں نے حبش میں ایک طریقہ دیکھا ہے آپ کہیں تو اس کو پیش کروں یہ کہ خرے کی چند شاخیں منگوائیں اور ان پر کپڑا تانا جس سے پردہ کی صورت پیدا ہو گئی، حضرت فاطمہؑ بے حد مسرور ہوئیں کہ یہ بہترین طریقہ ہے، حضرت فاطمہؑ کے بعد حضرت زینبؑ کا جنازہ بھی اسی طریقہ سے اٹھایا گیا۔ (اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۲۴)

حضرت فاطمہؑ کی قبر کے متعلق بھی سخت اختلاف ہے بعضوں کا خیال ہے کہ وہ بقیع میں حضرت امام حسنؑ کے مزار کے پاس مدفون ہوئیں، لیکن زبالہ نے یہی لکھا ہے اور مؤرخ مسعودی نے بھی اسی قسم کی تصریح کی ہے مؤرخ موصوف نے ۳۳۲ ہجری میں بقیع کی ایک قبر پر ایک کتبہ دیکھا تھا جس میں لکھا تھا کہ ”یہ فاطمہ زہراؑ کی قبر ہے“ (۱) لیکن طبقات کی متعدد روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دار عقیل کے ایک گوشہ میں مدفون ہوئیں۔ (۲)

ایک روایت یہ ہے کہ وہ خاص اپنے مکان میں دفن کی گئیں اس پر لندن شیبہ نے یہ اعتراض کیا ہے کہ پھر پردہ دار جنازہ کی کیا ضرورت ہے لیکن طبقات کی ایک روایت سے اس کا یہ جواب دیا جاسکتا ہے کہ حضرت فاطمہؑ سلمیٰ کے گھر میں بیمار ہوئی تھیں وہیں انتقال کیا اور وہیں ان کو غسل دیا گیا پھر حضرت علیؑ جنازہ اٹھا کر باہر لائے اور دفن کیا۔ (۳) آج حضرت

فاطمہؑ کی قبر متفقہ طور پر دار عقیل ہی سمجھی جاتی ہے۔ چنانچہ محمد لیبب بک تبونی نے جو ۱۳۲ ہجری میں خدیو مصر کے سفر حجاز میں ہمرکاب تھے اپنے سفر نامہ میں اس کی تصریح کی ہے۔ (۱)

ولاد:

حضرت فاطمہؑ کے پانچ اولادیں ہوئیں حسنؑ، حسینؑ، محسنؑ، ام کلثومؑ، زینب (رضی اللہ عنہم) محسنؑ نے محسن ہی میں انتقال کیا حضرت زینبؑ، حضرت حسنؑ، حضرت حسینؑ اور ام کلثومؑ اہم واقعات کے لحاظ سے تاریخ میں مشہور ہیں۔ آنحضرت ﷺ کو ان سب سے نہایت محبت تھی اور حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ بھی ان کو بہت محبوب رکھتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کی صاحب زادیوں میں صرف حضرت فاطمہؑ کو یہ شرف حاصل ہے کہ ان سے آپ ﷺ کی نسل باقی رہی۔

حلیہ:

حضرت فاطمہؑ زہرا کا حلیہ مبارک جناب رسالت مآب ﷺ سے ملتا جلتا تھا حضرت عائشہؓ کا قول ہے کہ فاطمہؑ کی گفتگو لب و لہجہ اور نشست و برخاست کا طریقہ بالکل آنحضرت ﷺ کا طریقہ تھا (۲) اور رفتار بھی بالکل آنحضرت ﷺ کی رفتار تھی۔ (۳)

فضل و کمال:

حضرت فاطمہؑ سے کتب حدیث میں ۱۸ روایتیں منقول ہیں جن کو بڑے جلیل القدر صحابہؓ نے ان سے روایت کیا ہے حضرت علیؑ بن ابی طالب، حضرت حسنؑ، حضرت حسینؑ، حضرت عائشہؓ، حضرت ام کلثومؑ، حضرت سلمیٰؓ، ام رافعؓ اور حضرت انسؓ بن مالک ان سے احادیث روایت کرتے ہیں۔

تنہ پر واقعات ذیل شاہد ہیں:

حضرت علیؑ کسی سفر میں گئے تھے واپس آئے تو حضرت فاطمہؑ نے قربانی کا گوشت پیش کیا۔ انکو عذر ہوا، حضرت فاطمہؑ نے کہا اس کے کھانے میں کچھ حرج نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس کی اجازت دیدی ہے۔ (مسند ج ۶ ص ۲۸۲)

ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ ان کے ہاں گوشت تناول فرما رہے تھے کہ نماز کا



وقت آگیا آنحضرت ﷺ اسی طرح اٹھ کھڑے ہوئے، چونکہ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا تھا کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اس لئے حضرت فاطمہؓ نے دامن پکڑا کہ وضو کر لیجئے، ارشاد ہوا بیٹی! وضو کی ضرورت نہیں ہے، تمام اچھے کھانے آگ ہی پر تو پکتے ہیں۔ (۱)

فضل و کمال:

حضرت فاطمہؓ آنحضرت ﷺ کی محبوب ترین اولاد تھیں۔ (۲) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

فاطمۃ بضعة منی فمن اغضبها فقد اغضبنی (۳)

”فاطمہ میرے جسم کا ایک حصہ ہے جو اس کو ناراض کرے گا مجھ کو ناراض کرے گا“ ابو جہل کی لڑکی کو حضرت علیؓ نے نکاح کا پیغام بھیجا تھا بارگاہ نبوت ﷺ میں اطلاع ہوئی تو حضور اکرم ﷺ منبر پر چڑھے اور حسب ذیل خطبہ ارشاد فرمایا:

ان بنی هشام بن المغيرة استاذ نونی فی ان ینکحوا بنتهم علی بن ابی طالب فلا آذن ثم لا آذن الا ان یرید ابن ابی طالب ان یطلق ابنتی و ینکح بنتهم فانها هی بضعة منی یرینی مارابها ویوذینی ما اذاھا

”آل ہشام، علی بن ابی طالب سے اپنی بیٹی کا عقد کرنا چاہتی ہے اور مجھ سے اجازت مانگتی ہے لیکن میں اجازت نہیں دوں گا اور کبھی نہ دوں گا۔ البتہ لن ابی طالب میری بیٹی کو طلاق دیکر ان کی لڑکی سے نکاح کر سکتے ہیں، فاطمہ میرے جسم کا ایک حصہ ہے جس نے اس کو اذیت دی اس نے مجھ کو اذیت دی۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۸۷)

ان فاطمة منی و انا اتخوف ان تفتن فی دینھا ثم ذکر صہراما من بنی عبد شمس فائنی علیہ فی مصاہرتہ ایاہ قال حدثنی فصدقتی وعدنی فوفی لی وانی لست احرم جلالاً ولا احل حراماً ولكن واللہ الا تجتمع بنت رسول اللہ ﷺ و بنت عدو اللہ ابدأ (بخاری ج ۱ ص ۴۳۸)

(اس کے بعد ابو العاص بن ربیع کا جو آپ کے داماد تھے ذکر فرمایا کہ) اس نے مجھ سے جو بات کہی اس کو سچ کر کے دکھلادیا اور جو وعدہ کیا وفا کیا اور میں حلال کو حرام اور حرام کو

حلال کرنے نہیں کھڑا ہوا لیکن خدا کی قسم! ایک پیغمبر اور ایک دشمن خدا کی بیٹیاں ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتیں۔

اس کا اثر یہ ہوا کہ جناب سیدہ کی حیات تک حضرت علیؓ نے دوسری شادی نہیں کی۔ حضرت فاطمہؓ کا شمار آنحضرت ﷺ نے ان چند مقدس خواتین میں فرمایا ہے جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک برگزیدہ قرار پائی ہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

کفاک من نساء العالمین مریم بنت عمران و خدیجة بنت خویلد و فاطمة بنت محمد و آسیة امرأة فرعون (ترمذی کتاب المناقب)

”تمہاری تقلید کے لئے تمام دنیا کی عورتوں میں مریم، خدیجہ، فاطمہ اور آسیہ کافی ہیں“ (ترمذی کتاب المناقب)

زہد و ورع کی یہ کیفیت تھی کہ گودہ آنحضرت ﷺ کی محبوب ترین اولاد تھیں اور اسلام میں رہبانیت کا قلع قمع بھی کر دیا گیا تھا اور فتوحات کی کثرت مدینہ میں مال و زر کے خزانے لٹا رہی تھی۔ لیکن جانتے ہو کہ اس میں جگر گوشہ رسول ﷺ کا کتنا حصہ تھا؟ اس کا جواب سننے سے پہلے آنکھوں کو اشک بار ہو جانا چاہیے۔

سیدہ عالم کی خانگی زندگی یہ تھی کہ چکی پیتے پیتے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے تھے مشک میں پانی بھر بھر کر لانے سے سینے پر گھٹے پڑ گئے تھے گھر میں جھاڑو دیتے دیتے کپڑے چیکٹ ہو جاتے تھے۔ چولہے کے پاس بیٹھتے بیٹھتے کپڑے دھوئیں سے سیاہ ہو جاتے تھے لیکن بایں ہمہ جب انہوں نے آنحضرت ﷺ سے ایک بار گھر کے کاروبار کے لئے ایک لونڈی مانگی اور ہاتھ کے چھالے دکھائے تو ارشاد ہوا کہ جان پدر! بدر کے یتیم تم سے پہلے اس کے مستحق ہیں۔ (ابوداؤد)

ایک دفعہ آپ حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لائے دیکھا کہ انہوں نے ناداری سے اس قدر چھوٹا دوپٹہ لوڑھا ہے کہ سر ڈھانکتی ہیں تو پاؤں کھل جاتے ہیں اور پاؤں چھپاتی ہیں تو سر برہنہ رہ جاتا ہے۔ شعر

یوں کی ہے اہل بیت مطہر نے زندگی  
یہ ماجرائے دختر خیر الانام تھا  
(شبلی)



صرف یہی نہیں کہ آنحضرت ﷺ خود ان کو آرائش یا زیب و زینت کی کوئی چیز نہیں دیتے تھے بلکہ اس قسم کی جو چیزیں ان کو دوسرے ذرائع سے ملتی تھیں ان کو بھی ناپسند فرماتے تھے چنانچہ ایک دفعہ حضرت علیؓ نے ان کو سونے کا ہار دیا۔ آپ کو معلوم ہوا تو فرمایا ”کیوں فاطمہ! کیا لوگوں سے کھلوانا چاہتی ہو کہ رسول اللہ ﷺ کی لڑکی آگ کا ہار پہنتی ہے!“ حضرت فاطمہؓ نے اس کو فوراً پیچ کر اس کی قیمت سے ایک غلام خرید لیا۔

ایک دفعہ آپ کسی غزوہ سے تشریف لائے، حضرت فاطمہؓ نے بطور خیر مقدم کے گھر کے دروازے پر پردے لگائے اور حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو چاندی کے کنگن پہنائے آپ حسب معمول حضرت فاطمہؓ کے یہاں آئے تو اس و نیوی ساز و سامان کو دیکھ کر واپس گئے، حضرت فاطمہؓ کو آپ کی ناپسندیدگی کا حال معلوم ہوا تو پردہ چاک کر ڈالا اور بچوں کے ہاتھ سے کنگن نکال ڈالے، بچے آپ کی خدمت میں روتے ہوئے آئے آپ نے فرمایا ”یہ میرے اہل بیت ہیں میں نہیں چاہتا کہ وہ ان زخارف سے آلودہ ہوں“ اس کے بدلے فاطمہؓ کے لئے ایک عصب کا ہار اور ہاتھی دانت کے کنگن خرید لاؤ (۱) صدق و راستی میں بھی ان کا کوئی حریف نہ تھا حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ (۲)

ما رایت احدا کان اصدق بهجة من فاطمة الا ان يكون المذی ولدھا ﷺ  
”میں نے فاطمہؓ سے زیادہ کسی کو صاف گو نہیں دیکھا البتہ ان کے والد (ﷺ) اس سے مستثنیٰ ہیں“

حد درجہ حیا دار تھیں، ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے ان کو طلب فرمایا تو وہ شرم سے لڑکھڑاتی ہوئی آئیں اپنے جنازہ پر پردہ کرنے کی جو وصیت کی تھی وہ بھی اسی بناء پر تھی۔ آنحضرت ﷺ سے نہایت محبت کرتی تھیں، جب وہ خود رساں تھیں اور آپ مکہ معظمہ میں مقیم تھے تو عقبہ بن ابی معیط نے نماز پڑھنے کی حانت میں ایک مرتبہ آپ کی گردن پر لونٹ کی اوجھ لاکر ڈال دی۔ قریش مارے خوشی کے ایک دوسرے پر گرے پڑے تھے کسی نے جا کر حضرت فاطمہؓ کو خبر کی وہ اگرچہ اس وقت صرف ۵-۶ برس کی تھیں لیکن جوش محبت سے دوڑی ہوئی آئیں اور اوجھ ہٹا کر عقبہ کو برا بھلا کہا اور بد دعائیں دیں۔ (۳) آنحضرت ﷺ بھی ان سے نہایت محبت کرتے تھے، معمول تھا کہ جب کبھی

(۱) یہ تمام واقعات ابو داؤد اور نسائی میں مذکور ہیں (۲) استیعاب ج ۲ ص ۷۷۲ (۳) بخاری ج ۱ ص ۷۴۳۸

سفر فرماتے تو سب سے آخر میں حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لاتے تو جو شخص سب سے پہلے باریاب خدمت ہوتا وہ بھی حضرت فاطمہؓ ہی ہوتیں، حضرت فاطمہؓ جب آپ کی خدمت میں تشریف لاتیں تو آپ کھڑے ہو جاتے، ان کی پیشانی چومتے اور اپنی نشست سے ہٹ کر اپنی جگہ پر بٹھاتے۔

آپ ہمیشہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے تعلقات میں خوش گواری پیدا کرنے کی کوشش فرماتے تھے، چنانچہ جب حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ میں کبھی کبھی خانگی معاملات کے متعلق رنجش ہو جاتی تھی تو آنحضرت ﷺ دونوں میں صلح کر دیتے تھے ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا آپ گھر میں تشریف لے گئے اور صفائی کرادی، گھر سے مسرور نکلے، لوگوں نے پوچھا آپ گھر میں گئے تھے تو اور حالت تھی اب آپ اس قدر خوش کیوں ہیں؟ فرمایا میں نے ان دو شخصوں میں مصالحت کرادی ہے جو مجھ کو محبوب تر ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے ان پر کچھ سختی کی وہ آنحضرت ﷺ کے پاس شکایت لے کر چلیں پیچھے پیچھے حضرت علیؓ بھی آئے حضرت فاطمہؓ نے شکایت کی آپ ﷺ نے فرمایا ”بیٹی! تم کو خود سمجھنا چاہیے کہ کون شوہر اپنی بی بی کے پاس خاموش چلا آتا ہے حضرت علیؓ پر اس کا یہ اثر ہوا کہ انہوں نے حضرت فاطمہؓ سے کہا ”اب میں تمہارے خلاف مزاج کوئی بات نہ کروں گا“

## (۱۶) حضرت امامہؓ

نام و نسب:

ابو العاصؓ بن ربیع کی صاحب زادی ہیں، جو زینب بنت رسول اللہ ﷺ کے بطن سے پیدا ہوئیں آبائی شجرہ نسب یہ ہے، امامہ بنت ابو العاص بن ربیع بن عبد العزیٰ بن عبد شمس بن عبد مناف۔

عام حالات:

آنحضرت ﷺ کو امامہؓ سے نہایت محبت تھی، آپ ان کو اوقات نماز میں بھی جدا نہیں کرتے تھے صحیح بخاری میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ مسجد میں امامہؓ کو کندھے پر چڑھائے ہوئے تشریف لائے اور اسی حالت میں نماز پڑھائی جب رکوع میں جاتے تو ان کو اتار دیتے



پھر جب کھڑے ہوتے تو چڑھالیتے اسی طرح پوری نماز ادا فرمائی۔ (۱) اللہ اکبر۔

آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک مرتبہ کسی نے کچھ چیزیں ہدیے میں بھیجیں جن میں ایک زریں ہار بھی تھا امامہ ایک گوشہ میں کھیل رہی تھیں آپ نے فرمایا میں اپنے محبوب ترین اہل کودوں گا۔ ازواج نے سمجھا کہ یہ شرف حضرت عائشہ کو حاصل ہوگا لیکن آپ ﷺ نے امامہ کو بلا کر وہ ہار خود ان کے گلے میں ڈال دیا۔ بعض روایتوں میں ہار کے بجائے انگوٹھی کا ذکر ہے (۲) اور اس میں ہدیہ بھیجنے والے کا نام بھی آگیا ہے یعنی نجاشی۔ (۳)

نکاح:

آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت سن شعور کو پہنچ چکی تھیں اس لئے جب حضرت فاطمہؓ نے انتقال فرمایا تو حضرت علیؓ نے امامہؓ سے نکاح کر لیا ابو العاص نے حضرت زبیر بن عوامؓ کو جو عشرہ مبشرہ میں داخل اور آنحضرت ﷺ کے پھوپھیرے بھائی تھے امامہؓ کے نکاح کی وصیت کی تھی چنانچہ یہ تقریب ان ہی کی مرضی سے انجام پائی اور نکاح بھی خود ان ہی نے پڑھلایا یہ الہ ہجری کا واقعہ ہے۔

۴۰ ہجری میں جب حضرت علیؓ نے شہادت پائی تو مغیرہ بن نوفل (عبد المطلب کے پڑپوتے) کو وصیت کر گئے کہ امامہ سے نکاح کر لیں چنانچہ مغیرہ نے تعمیل کی اس کے قبل امیر معاویہؓ کا پیغام پہنچا تھا اور انہوں نے مروان کو لکھا تھا کہ ایک ہزار دینار (۵ ہزار روپے) اس تقریب میں خرچ کئے جائیں لیکن امامہؓ نے مغیرہ کو اطلاع دی تو انہوں نے فوراً حضرت حسنؓ کی اجازت سے نکاح پڑھالیا۔ (۴)

وفات:

حضرت امامہؓ نے مغیرہ کے ہاں وفات پائی۔ (۵)

اولاد:

مغیرہ سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام یحییٰ تھا لیکن بعض روایتوں میں ہے کہ امامہؓ کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

(۱) بخاری ج ۱ ص ۷۴ و زرقانی ج ۳ ص ۲۵۵ (۲) زرقانی ج ۳ ص ۲۲۵ بروایت مسند احمد بن حنبل (۳) طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۲۷ (۴) طبقات ج ۸ ص ۲۷ و اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۰۰ و استیعاب ج ۲ ص ۷۲۸ (۵) اصباہ ج ۸ ص ۱۴

## (۱۷) حضرت صفیہؓ

نام و نسب:

صفیہ نام، عبد المطلب، جد رسول اللہ ﷺ کی دختر تھیں ماں کا نام ہالہ بنت وہب تھا جو حضرت آمنہ (آنحضرت ﷺ کی والدہ ماجدہ) کی ہم شیر ہیں اس بناء پر حضرت صفیہؓ آنحضرت ﷺ کی پھوپھی بھی ہونے کے ساتھ آپ کی خالہ زلو بہن بھی تھیں حضرت حمزہؓ عم رسول اللہ ﷺ بھی ہالہ سے پیدا ہوئے تھے اس لئے وہ اور حضرت صفیہؓ حقیقی بھائی بہن تھے۔ نکاح:

ابو سفیان بن حرب کے بھائی حارث سے شادی ہوئی جس سے ایک لڑکا پیدا ہوا اس کے انتقال کے بعد حضرت خدیجہؓ کے بھائی عوام بن خویلد سے نکاح ہوا جس سے حضرت زبیرؓ پیدا ہوئے۔ اسلام:

۳۰ برس کی عمر ہوئی تو آنحضرت ﷺ مبعوث ہوئے آنحضرت ﷺ کی تمام پھوپھیوں میں یہ شرف صرف حضرت صفیہؓ کو حاصل ہے کہ انہوں نے اسلام قبول کیا۔ اسد الغابہ میں ہے والصحيح انه لم يسلم غيرها (۱) یعنی صحیح یہ ہے کہ ان کے سوا آنحضرت ﷺ کی کوئی پھوپھی ایمان نہیں لائیں۔ عام حالات:

حضرت زبیرؓ کے ساتھ ہجرت کی غزوہ احد میں جب مسلمانوں نے شکست کھائی تو وہ مدینہ سے نکلیں صحابہؓ سے عتاب آمیز لہجہ میں کہتی تھیں کہ ”رسول اللہ کو چھوڑ کر چل دیئے؟“ (۲) آنحضرت ﷺ نے ان کو آتے دیکھا تو حضرت زبیرؓ کو بلا کر ارشاد کیا کہ حمزہؓ کی لاش نہ دیکھنے پائیں۔ حضرت زبیرؓ نے آنحضرت ﷺ کا پیغام سنایا بولیں کہ میں اپنے بھائی کا ماجرا سن چکی ہوں لیکن خدا کی راہ میں یہ کوئی بڑی قربانی نہیں آنحضرت ﷺ نے اجازت دی لاش پر گئیں خون کا جوش تھا اور عزیز بھائی کے ٹکڑے بکھرے پڑے ہوئے تھے لیکن

(۱) اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۹۲ (۲) طبقات ج ۸ ص ۲۸



انا لله وانا اليه راجعون کہہ کر چپ ہو گئیں (۱) اور مغفرت کی دعا مانگی واقعہ چونکہ نہایت درد انگیز تھا اس لئے ایک مرثیہ کہا جس کے ایک شعر میں آنحضرت ﷺ کو اس طرح مخاطب (۲) کرتی ہیں۔

ان یوما اتی علیک لیوم کورت شمسہ وکان مضیاء  
(آج آپ پر وہ دن آیا ہے جس میں آفتاب سیاہ ہو گیا ہے حالانکہ پہلے وہ روشن تھا)

غزوہ احد کی طرح غزوہ خندق میں بھی انہوں نے نہایت ہمت اور استقلال کا ثبوت دیا انصار کے قلعوں میں فارغ سب سے مستحکم قلعہ تھا اور حضرت حسان کا تھا۔ یہ قلعہ یہودیوں کی آبادی سے متصل تھا مستورات اسی میں تھیں اور ان کی حفاظت کے لئے حضرت حسان (شاعر) متعین کر دیئے گئے تھے یہودیوں نے یہ دیکھ کر کہ تمام جمعیت آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہے۔ قلعہ پر حملہ کر دیا ایک یہودی قلعہ کے پھانگ تک پہنچ گیا اور قلعہ پر حملہ کرنے کا موقع ڈھونڈ رہا تھا حضرت صفیہؓ نے دیکھ لیا۔ حسان سے کہا کہ اتر کر قتل کر دو ورنہ یہ جا کر دشمنوں کو پتہ دے گا حضرت حسان کو ایک عارضہ ہو گیا تھا جس سے ان میں اس قدر جبن پیدا کر دیا تھا کہ وہ لڑائی کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھ سکتے تھے اس بناء پر اپنی معذوری ظاہر کی اور کہا کہ میں اس کام کا ہوتا تو یہاں کیوں ہوتا؟ حضرت صفیہؓ نے خیمہ کی ایک چوب اکھاڑ لی اور اتر کر یہودی کے سر پر اس زور سے ماری کہ سر پھٹ گیا حضرت صفیہؓ چلی آئیں اور حسان سے کہا کہ ہتھیار اور کپڑے چھین لاؤ۔ حسان نے کہا جانے دیجئے مجھ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں حضرت صفیہؓ نے کہا۔ اچھا جاؤ اس کا سر کاٹ کر قلعہ کے نیچے پھینک دو تاکہ یہودی مرعوب ہو جائیں لیکن یہ خدمت بھی حضرت صفیہؓ ہی کو انجام دینی پڑی یہودیوں کو یقین ہوا کہ قلعہ میں بھی کچھ فوج متعین ہے اس خیال سے پھر انہوں نے حملہ کی جرأت نہ کی۔ (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۲۸۲۷ و اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۹۳)

اللہ ہجری میں آنحضرت ﷺ نے انتقال فرمایا حضرت صفیہؓ کو جو صدمہ ہوا ہوگا ظاہر ہے نہایت درد مرثیہ لکھا جس کا مطلع یہ ہے۔

لفقد رسول اللہ اذہان یومہ فیا عین جوادی بالدموع السواجم  
(آنحضرت ﷺ کی وفات پر اے آنکھ خوب آنسو بہا)

یہ مرثیہ لکن اسحاق نے اپنی سیرت میں نقل کیا ہے۔ (۱)  
وفات:

حضرت صفیہؓ نے ۲۰ ہجری میں وفات پائی اور بقیع میں دفن ہوئیں اس وقت تہتر برس کا سن تھا۔  
فضل وکمال:

حضرت صفیہؓ نے بقول صاحب اصحاب کچھ حدیثیں بھی روایت کی ہیں لیکن ہماری نظر سے نہیں گزریں اور نہ مسند میں ان کی حدیثوں کا پتہ چلتا ہے۔ (۲)

## (۱۸) حضرت ام ایمنؓ

نام و نسب:

برکت نام ام ایمن کنیت ام الطباء عرف سلسلہ نسب یہ ہے برکت بنت ثعلبہ بن عمرو بن حصن بن مالک بن سلمہ بن عمرو بن نعمان۔ حبشہ کی رہنے والی تھیں اور حضرت عبداللہ (پدر آنحضرت ﷺ) کی کینر تھیں بچپن سے عبداللہ کے ساتھ رہیں اور جب انہوں نے انتقال کیا تو حضرت آمنہ کے پاس رہنے لگیں اس کے بعد خود سرور کائنات کے حلقہ غلامی میں داخل ہونے کا شرف حاصل کیا۔ آنحضرت ﷺ کی ان ہی نے پرورش اور پرواخت کی تھی۔ (۳)

نکاح:

حارث بن خزرج کے خاندان (۴) میں عبید بن زید ایک شخص تھے ام ایمنؓ کا ان ہی کے ساتھ عقد ہوا لیکن جب انہوں نے وفات پائی تو آنحضرت ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ سے کہ محبوب خاص تھے نکاح پڑھایا یہ بعثت کے بعد کا واقعہ ہے۔  
اسلام:

حضرت زید چونکہ مسلمان ہو چکے تھے ام ایمنؓ نے بھی اسلام قبول کیا۔



عام حالات :

جب مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو وہ بھی گئیں اور وہاں سے ہجرت کے بعد مدینہ واپس آئیں غزوہ احد میں شرکت کی اس موقع پر وہ لوگوں کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی تیمارداری کرتی تھیں غزوہ خیبر میں بھی شریک ہوئیں۔

۱۱۔ ہجری میں آنحضرت ﷺ نے انتقال فرمایا ام ایمنؓ سخت مغموم تھیں اور رو رہی تھیں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ نے سمجھایا کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے خدا کے پاس بہتر چیز موجود ہے جواب ملا ”یہ خوب معلوم ہے“ اور یہ رونے کا سبب بھی نہیں رونے کا اصلی سبب یہ ہے کہ اب وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ پر اس جواب کا اس قدر اثر ہوا کہ وہ بھی ان کے ساتھ مل کر زار و قطار رونے لگے (۱)۔

۲۳۔ ہجری میں حضرت عمرؓ نے شہادت پائی ام ایمنؓ کو معلوم ہوا تو بہت روئیں لوگوں نے کہا اب کیوں روتی ہو؟ بولیں ”اب اس کے لئے کہ اسلام کمزور پڑ گیا“ (۲)۔

وفات :

ام ایمنؓ نے حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں وفات پائی۔

ولاد :

دو ولادیں ہوئیں۔ ایکؓ اور اسامہؓ۔ ایک پہلے شوہر سے تھے صحابی ہیں۔ خیبر میں شہادت پائی اسامہؓ آنحضرت ﷺ کے محبوب خاص تھے اور ان کے والد کو بھی یہی درجہ حاصل تھا۔ نہایت جلیل القدر صحابی تھے آنحضرت ﷺ کو ان سے بے انتہا محبت تھی۔

فضل و کمال :

آنحضرت ﷺ سے چند حدیثیں روایت کی ہیں رلو یوں میں حضرت انسؓ بن مالکؓ، حش بن عبد اللہ صنعانیؓ اور ابو یزید مدنیؓ داخل ہیں۔

اخلاق :

آنحضرت ﷺ ان کی نہایت عزت کرتے اور فرماتے تھے ام ایمنؓ میری ماں ہیں اکثر ان کے مکان پر تشریف لے جاتے ایک مرتبہ تشریف لائے تو انہوں نے شربت پیش کیا آنحضرت ﷺ (کسی وجہ سے) متردد ہوئے اس پر ام ایمنؓ ناراض ہوئیں (۳)۔ (حضرت

ام ایمنؓ کو حضور ﷺ کی پرورش کرنے کی وجہ سے حضور ﷺ پر ایک قسم کا ناز تھا۔ یہ خفگی اسی محبت کی خفگی تھی۔ (نووی شرح مسلم)

انصار نے آنحضرت ﷺ کو بہت سے نخلستان دیئے تھے جب بنو قریظہ اور بنو نضیر پر فتح حاصل ہوئی تو آپ نے انصار کو ان کے نخلستان واپس کرنا شروع کئے حضرت انسؓ کے کچھ باغ بھی آنحضرت ﷺ کے پاس تھے اور آپ نے ام ایمنؓ کو عطا فرمائے تھے حضرت انسؓ آئے تو حضرت ام ایمنؓ نے ان کے واپس کرنے سے انکار کر دیا اس پر مصر رہیں آنحضرت نے یہ دیکھ کر ان کو باغ سے دس گناہ زیادہ عطا فرمایا۔ (بخاری و ذرقانی ج ۳ ص ۳۳۷)

## (۱۹) حضرت فاطمہ بنت اسد

نام و نسب :

فاطمہ نام اسد بن ہاشم کی بیٹی تھیں اور عبد المطلب جد رسول اللہ ﷺ کی بھتیجی

تھیں۔

نکاح :

ابوطالب بن عبد المطلب سے نکاح ہوا جن سے حضرت علیؓ پیدا ہوئے۔

اسلام :

آغاز اسلام میں خاندان ہاشم نے آنحضرت ﷺ کا سب سے زیادہ ساتھ دیا تھا اور ان میں اکثر مسلمان بھی ہو گئے تھے حضرت فاطمہؓ بھی ان ہی لوگوں میں تھیں اور گوان کے شوہر ایمان نہیں لائے تاہم وہ ان کی بعض اولاد مشرف باسلام ہوئی جب ابوطالب کا انتقال ہوا تو ان کے بجائے حضرت فاطمہؓ آنحضرت ﷺ کی دست و بازو رہیں۔

ہجرت اور عام حالات :

جب مسلمان ہو کر ہجرت کی اجازت ملی تو حضرت فاطمہؓ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی یہاں حضرت علیؓ کا حضرت فاطمہؓ زہراؓ سے عقد ہوا تو حضرت علیؓ نے اپنی والدہ (حضرت فاطمہؓ بنت اسد) سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی صاحب زادی آتی ہیں میں پانی بھروں گا اور باہر کا کام کروں گا اور وہ چکی پیسنے اور آٹا گوندھنے میں آپ کی مدد کریں گی۔ (۱)



## وفات :

آنحضرت ﷺ کی زندگی میں وفات پائی۔ بعض کا خیال ہے کہ ہجرت سے قبل فوت ہوئیں لیکن یہ صحیح نہیں آنحضرت ﷺ نے اپنی قمیص اتار کر کفن دیا اور قبر میں اتار کر لیٹ گئے لوگوں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ ابو طالب کے بعد ان سے زیادہ میرے ساتھ کسی نے سلوک نہیں کیا تھا اس بناء پر میں نے ان کو قمیص پہنایا کہ جنت میں ان کو حلہ ملے اور قبر میں لیٹ گیا کہ شہداء قبر میں کمی واقع ہو۔ (اسند الغابہ ج ۵ ص ۵۱۷)

## اولاد :

حسب ذیل اولاد چھوڑی حضرت علیؓ حضرت جعفر طیارؓ طالبؓ عقیلؓ اخلاق :

اصابہ میں ہے۔

كانت امرأة صالحة وكان النبي ﷺ يزورها ويقبل في بيتها  
”وہ نہایت صالح بی بی تھیں آنحضرت ﷺ ان کی زیارت کو تشریف لاتے اور ان کے گھر میں آرام کرتے تھے۔“ (اصابہ ج ۸ ص ۱۶۰)

## (۲۰) حضرت ام الفضلؓ

نام و نسب :

لبابہ نام ام الفضل کنیت کبریٰ لقب سلسلہ نسب یہ ہے : لبابہ الکبریٰ بنت الحارث بن حزن بن جبیر بن الہرام بن رویہ بن عبد اللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ والدہ کا نام ہند بنت عوف تھا اور قبیلہ کنانہ سے تھیں لبابہ کی حقیقی اور اخیانی کئی بہنیں تھیں جو خاندان ہاشم اور قریش کے دوسرے معزز گھرانوں میں منسوب تھیں۔ چنانچہ حضرت میمونہؓ آنحضرت ﷺ کو لبابہ حضرت عباسؓ (عم رسول اللہ ﷺ) کو سلمیٰ حضرت حمزہؓ (عم رسول اللہ ﷺ) کو اور اسماء حضرت جعفر طیارؓ (برادر حضرت علیؓ) کو منسوب تھیں اسی بناء پر ان کی والدہ (ہند بنت عوف) کی نسبت مشہور ہے کہ سرالی قرابت میں ان کا کوئی نظیر نہیں۔

نکاح :

حضرت عباسؓ سے جو آنحضرت ﷺ کے عم محترم تھے نکاح ہوا۔

## اسلام :

ہجرت سے قبل مسلمان ہوئیں لیکن سعد کا خیال ہے کہ انہوں نے حضرت خدیجہؓ کے بعد اسلام قبول کیا تھا باقی اور عورتیں ان کے بعد ایمان لائیں اس لحاظ سے ان کے ایمان لانے کا زمانہ بہت قدیم ہو جاتا ہے۔

## حالات :

ام الفضلؓ نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ حج بھی کیا ہے چنانچہ حجۃ الوداع میں جب لوگوں کو عرفہ کے دن آنحضرت ﷺ کے صائم ہونے کی نسبت شبہ ہوا اور انکے پاس آکر ذکر کیا تو انہوں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک پیالہ دودھ بھیجا آپ ﷺ چونکہ روزہ سے نہ تھے دودھ پی لیا اور لوگوں کو تشفی ہو گئی۔ (۱)

## وفات :

ام الفضلؓ نے حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں وفات پائی اس وقت حضرت عباسؓ زندہ تھے حضرت عثمانؓ نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔

## اولاد :

حضرت عباسؓ کی اکثر اولاد ان ہی کے بطن سے پیدا ہوئی اور چونکہ سب بیٹے نہایت قبل تھے اس لئے بڑی خوش قسمت سمجھی جاتی تھیں فضلؓ عبد اللہؓ معبدؓ عبید اللہؓ قثمؓ عبد الرحمنؓ اور ام حبیبہؓ ان ہی کی یادگار ہیں ان میں حضرت عبد اللہؓ اور عبید اللہؓ آسمان علم کے مہر و ماہ تھے۔

## فضل و کمال :

آنحضرت ﷺ سے ۳۰ حدیثیں روایت کی ہیں راوی حسب ذیل اصحاب ہیں۔  
عبد اللہؓ تمام (پسران عباسؓ) انس بن مالکؓ عبد اللہ بن حارث بن نوفلؓ عمیرؓ کریبؓ قابوسؓ اخلاق :

عابدہ اور زاہدہ تھیں۔ ہر دو شنبہ اور پانچ شنبہ کو روزہ رکھتی تھیں (۲) آنحضرت ﷺ سے محبت کرتی تھیں آپ اکثر ان کے ہاں جاتے اور دوپہر کے وقت آرام فرماتے تھے۔



## (۲۱) حضرت ام رومانؓ

نام و نسب :

نام معلوم نہیں۔ ام رومان کنیت ہے، قبیلہ کنانہ کے خاندان فراس (۱) سے تھیں۔ سلسلہ نسب یہ ہے۔ ام رومان بنت عامر بن عویمر بن عبد شمس بن عتاب بن اذینہ بن سبیح بن وہبان بن حارث بن غنم بن مالک بن کنانہ۔

نکاح :

عبداللہ بن سجرہ سے نکاح ہوا اور ان ہی کے ہمراہ مکہ آکر اقامت کی عبداللہ حضرت ابوبکرؓ کے حلیف بن گئے تھے اس بناء پر جب انہوں نے انتقال کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے خود نکاح کر لیا۔

اسلام :

کچھ زمانے کے بعد مکہ سے اسلام کی صدا بلند ہوئی تو حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ انہوں نے بھی اس صدا کو لبیک کہا۔ ہجرت :

ہجرت کے وقت حضرت ابوبکرؓ تنہا آنحضرت ﷺ کی معیت میں مدینہ کو روانہ ہو گئے تھے لیکن ان کا خاندان مکہ میں مقیم تھا، مدینہ پہنچے تو وہاں سے زید بن حارثہ اور ابو رافعؓ مستورات کو لانے کے لئے بھیجے گئے ام رومان بھی ان ہی کے ہمراہ مدینہ میں آئیں۔

عام حالات :

شعبان ۶ ہجری میں افک کا واقعہ پیش آیا ام رومان کے لئے یہ نہایت مصیبت کا وقت تھا حضرت عائشہؓ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آنحضرت ﷺ سے اجازت لیکر میکہ آئیں حضرت ابوبکرؓ بالا خانہ پر تھے اور ام رومانؓ نیچے بیٹھی تھیں، پوچھا کیسے آئیں؟ حضرت عائشہؓ نے سارے واقعہ بیان کیا بولیں ”بیٹی اس میں گھبرانے کی کوئی بات نہیں، جو عورت اپنے خاوند کو زیادہ محبوب ہوتی ہے اس کی سوتیلی حسد کی وجہ سے ایسا کرتی ہیں“ لیکن حضرت عائشہؓ کو اس سے کچھ تسکین نہ ہوئی اور چیخ مار کر روئیں حضرت ابوبکرؓ نے آواز سنی تو بالا خانہ سے اتر آئے

اور خود بھی رونے لگے پھر ان سے کہا کہ تم اپنے گھر واپس جاؤ اس کے ساتھ ہی ام رومان کو لیکر خود بھی روانہ ہوئے حضرت عائشہؓ کو چونکہ اس صدمہ سے بخار آ گیا تھا دونوں نے ان کو گود میں لٹایا، عصر پڑھ کر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا ”عائشہ! اگر واقعی تم سے ایسی غلطی ہوئی تو خدا سے توبہ کرو“ حضرت عائشہؓ نے والدین سے کہا کہ آپ لوگ جواب دیں، لیکن جواب ملا کہ ہم کیا کہہ سکتے ہیں غرض حضرت عائشہؓ نے خود جواب دیا جب آنحضرت ﷺ پر وحی نازل ہوئی جس میں ان کی صاف طور پر برأت کی گئی تھی تو حضرت ام رومان بولیں کہ ”تم اٹھ کر حضرت ﷺ کے پاس جاؤ“ حضرت عائشہؓ نے کہا ”میں نہ ان کی مشکور ہوں اور نہ آپ کی میں صرف اپنے خدا کا شکر یہ ادا کرتی ہوں“ (بخاری ج ۲ ص ۵۹۵، ۵۹۶، ۶۹۹، ۷۰۰)

اسی سن کے اخیر میں مہمانوں کا واقعہ پیش آیا حضرت ابوبکرؓ اصحاب صفہ میں سے ۳ صاحبوں کو اپنے گھر لائے تھے آنحضرت ﷺ کے پاس گئے تو واپسی میں دیر ہو گئی گھر آئے تو ام رومان نے کہا مہمانوں کو چھوڑ کر کہاں بیٹھ رہے؟ بولے تم نے کھانا نہیں کھلایا؟ جواب ملا کھانا بھیجا تھا لیکن ان لوگوں نے انکار کر دیا غرض کھانا کھلایا گیا اور اس قدر برکت ہوئی کہ نہایت افراط کے ساتھ بچ گیا تھا حضرت ابوبکرؓ نے حضرت ام رومانؓ سے پوچھا اب کتنا ہے؟ بولیں ۳ گنے سے زیادہ چنانچہ سب اٹھوا کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بھیج دیا گیا۔ (۱)

وفات :

حضرت ام رومانؓ نے ۹ ہجری یا اس کے بعد انتقال کیا آنحضرت ﷺ خود قبر میں اترے اور ان کے لئے مغفرت کی دعا کی بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ۶ ہجری میں وفات پائی تھی لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ واقعات سے اس کی تردید ہوتی ہے۔

اولاد :

لو پر گزر چکا ہے کہ حضرت ام رومانؓ نے دو نکاح کئے تھے، پہلے شوہر سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام طفیل تھا حضرت ابوبکرؓ سے دو اولادیں ہوئیں حضرت عبدالرحمنؓ اور حضرت عائشہؓ



خطاب کی بیٹی اور حضرت عمار بن یاسرؓ کی والدہ ہیں ابو حذیفہ بن مغیرہ مخزومی کی کنیز تھیں۔

نکاح:

یاسر عیسیٰ سے کہ ابو حذیفہ کے حلیف تھے نکاح ہوا حضرت عمارؓ پیدا ہوئے تو ابو حذیفہ نے ان کو آزاد کر دیا۔ (اصابہ ج ۸ ص ۱۱۴ و استیعاب ج ۲ ص ۷۵۹) اسلام:

ایام پیری میں مکہ سے اسلام کی صدا بلند ہوئی تو حضرت سمیہؓ اور عمارؓ تینوں نے اس دعوت کو لبیک کہا تاریخ میں ہے کہ حضرت سمیہؓ کا اسلام قبول کرنے والوں میں ساتواں نمبر تھا کچھ دن اطمینان سے گزرے تھے کہ قریش کا ظلم و ستم شروع ہو گیا اور بتدریج بڑھتا گیا چنانچہ جو شخص جس مسلمان پر قابو پاتا طرح طرح کی دردناک تکلیفیں دیتا تھا۔ حضرت سمیہؓ کو بھی خاندان مغیرہ نے شرک پر مجبور کر دیا لیکن وہ اپنے عقیدہ پر نہایت شدت سے قائم رہیں جس کا صلہ یہ ملا کہ مشرکین ان کو مکہ کی جلتی تپتی ریت پر لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں کھڑا کرتے تھے لیکن ان کے عزم و استقلال کے چھینٹوں کے سامنے یہ آتش کدہ سرد پڑ جاتا تھا آنحضرت ﷺ ادھر سے گزرے تو یہ حالت دیکھ کر فرماتے آل یاسر! صبر کرو۔ اس کے عوض تمہارے لئے جنت ہے۔

شہادت:

دن بھر اس مصیبت میں رہ کر شام کو نجات ملتی تھی ایک مرتبہ شب کو گھر آئیں تو ابو جہل نے ان کو گالیاں دینی شروع کیں اور پھر اس کا غصہ اس قدر تیز ہوا کہ اٹھ کر ایسی ہر چھی ماری کہ حضرت سمیہؓ جاں بحق تسلیم ہو گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بنا کر دند خوش رسے بخون و خاک غلطیدن

خدا رحمت کندا یں عاشقان پاک طینت را

حضرت عمارؓ کو اپنی والدہ کی اس بے کسی پر سخت افسوس تھا آنحضرت ﷺ سے

آ کر کہا کہ اب حد ہو گئی آنحضرت ﷺ نے صبر کی تاکید فرمائی اور کہا ”خداوند! ال یاسرؓ کو جہنم

سے بچا“ یہ واقعہ ہجرت نبوی سے قبل کا ہے اس بناء پر حضرت سمیہؓ اسلام میں سب سے پہلے شہید ہوئیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (استیعاب ج ۲ ص ۷۶۰)

غزوہ بدر میں جب ابو جہل مارا گیا تو آنحضرت ﷺ نے حضرت عمارؓ سے فرمایا ”دیکھو تمہاری ماں کے قاتل کا خدا نے فیصلہ کر دیا“ (اصابہ ج ۸ ص ۱۱۴ بحوالہ ابن سعد)

## (۲۳) حضرت ام سلیمؓ

نام و نسب:

سہلہ یار ملہ نام ام سلیم کنیت غمیضاء اور رمیضاء لقب۔ سلسلہ نسب یہ ہے۔ ام سلیم بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار مال کا نام ملیحہ بنت مالک (۱) عدی بن زید مناة تھا آبائی سلسلہ سے حضرت ام سلیمؓ سلمیٰ بنت زید کی پوتی تھیں سلمیٰ عبدالمطلب جد رسول اللہ ﷺ کی والدہ تھیں۔ اسی بناء پر ام سلیمؓ آنحضرت ﷺ کی خالہ مشہور ہیں۔

نکاح:

مالک بن اضر سے نکاح ہوا۔

اسلام:

مدینہ میں لوائل اسلام میں مسلمان ہوئیں۔ مالک چونکہ اپنے آبائی مذہب پر قائم رہنا چاہتے تھے اور ام سلیمؓ تبدیل مذہب پر اصرار کرتی تھیں اس لئے دونوں میں کشیدگی پیدا ہوئی اور مالک ناراض ہو کر شام چلے گئے اور وہیں انتقال کیا۔ ابو طلحہ نے جو اسی قبیلہ سے تھے نکاح کا پیغام دیا لیکن ام سلیمؓ کو اب بھی وہی عذر تھا یعنی ابو طلحہ مشرک تھے اس لئے وہ ان سے نکاح نہیں کر سکتی تھیں۔

غرض ابو طلحہؓ نے کچھ دن غور کر کے اسلام کا اعلان کیا اور ام سلیمؓ کے سامنے آ کر کلمہ پڑھا حضرت ام سلیمؓ نے حضرت انسؓ سے کہا کہ اب تم ان کے ساتھ میرا نکاح کر دو (۱) ساتھ ہی مہر معاف کر دیا اور کہا ”میرا مہر اسلام ہے“ حضرت انسؓ کہا کرتے تھے کہ یہ نہایت عجیب و غریب مہر تھا۔



## عام حالات :

نکاح کے بعد حضرت ابو طلحہؓ نے بیعت عقبہ میں شرکت کی چند ماہ کے بعد جناب رسالت مآب ﷺ مدینہ میں تشریف لائے حضرت ام سلیمؓ اپنے صاحبزادے (حضرت انسؓ) کو لیکر حضور ﷺ کی خدمت میں آئیں اور کہا "انہیں کو آپ کی خدمت کے لئے پیش کرتی ہوں یہ میرا بیٹا ہے آپ اس کے لئے دعا فرمائیں" آنحضرت نے دعا فرمائی۔ (۱)

اسی زمانہ میں آپ نے مہاجرین و انصار میں مواخاۃ کی اور یہ مجمع ان ہی کے مکان میں ہوا۔ (۲)

غزوات میں حضرت ام سلیمؓ نے نہایت جوش سے حصہ لیا۔ صحیح مسلم میں ہے۔ (۳)  
 کان رسول اللہ ﷺ یغزو بام سلیم و نسوة من الانصار معه اذا غزی  
 فیسقین الماء ویداوین الجرحی (صحیح مسلم)  
 "آنحضرت ﷺ حضرت ام سلیمؓ اور انصار کی چند عورتوں کو غزوات میں ساتھ رکھتے تھے جو لوگوں کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کو مرہم پٹی کرتی تھیں۔"

غزوہ احد میں جب مسلمانوں کے جے ہوئے قدم اکھڑ گئے تھے وہ نہایت مستعدی سے کام کر رہی تھیں صحیح بخاری میں حضرت انسؓ سے منقول ہے کہ "میں نے حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلیمؓ کو دیکھا کہ مشک بھر کر لاتی تھیں اور زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں مشک خالی ہو جاتی تھی تو پھر جا کر بھر لاتی تھیں۔ (۴)

۵۔ ہجری میں آنحضرت ﷺ نے حضرت زینب سے نکاح کیا۔ اس موقع پر حضرت ام سلیمؓ نے ایک لگن میں مالیدہ بنا کر حضرت انسؓ کے ہاتھ بھیجا اور کہا کہ آنحضرت ﷺ سے کہنا کہ اس حقیر ہدیہ کو قبول فرمائیں۔ (۵)

۶۔ ہجری میں خیبر کا واقعہ ہوا۔ حضرت ام سلیمؓ اس میں شریک تھیں آنحضرت ﷺ نے حضرت صفیہؓ سے نکاح کیا تو حضرت ام سلیمؓ (ہی نے حضرت صفیہؓ کو آنحضرت ﷺ کے لئے سنوارا تھا)۔ (۶)

غزوہ حنین میں وہ ایک خنجر ہاتھ میں لئے تھیں۔ ابو طلحہؓ نے دیکھا تو آنحضرت ﷺ

(۱) مسلم ج ۲ ص ۳۵۲ و بخاری ج ۲ ص ۹۴۴ (۲) بخاری (۳) مسلم ج ۲ ص ۱۰۳ (۴) بخاری کتاب المغازی ج ۲ ص ۵۸۱ (۵) مسلم ج ۱ ص ۵۵۵ (۶) مسلم ج ۱ ص ۵۴۶

سے کہا کہ ام سلیمؓ خنجر لئے ہیں آپ ﷺ نے پوچھا کیا کرو گی؟ بولیں "اگر کوئی مشرک قریب آئے گا تو اس سے اس کا پیٹ چاک کر دوں گی۔ آنحضرت ﷺ یہ سن کر مسکرائے "حضرت ام سلیمؓ نے کہا یا رسول اللہ! مکہ کے جو لوگ فرار ہو گئے ہیں ان کے قتل کا حکم دیجئے "ارشاد ہوا "خدا نے خود ان کا انتظام کر دیا ہے۔ (مسلم ج ۲ ص ۱۰۳)

## وفات :

حضرت ام سلیمؓ کی وفات کا سال اور مہینہ معلوم نہیں، لیکن قرینہ یہ ہے کہ انہوں نے خلافت راشدہ کے ابتدائی زمانہ میں وفات پائی ہے۔

## اولاد :

جیسا کہ اوپر معلوم ہوا حضرت ام سلیمؓ نے دو نکاح کئے تھے پہلے شوہر سے حضرت انسؓ پیدا ہوئے حضرت ابو طلحہؓ سے دو لڑکے پیدا ہوئے ابو عمیر اور عبد اللہ ابو عمیر صفر سنی میں فوت ہو گئے اور عبد اللہ سے نسل چلی۔  
 فضل و کمال :

حضرت ام سلیمؓ سے چند حدیثیں مروی ہیں جن کو حضرت انسؓ "لکن عباس" زید بن ثابتؓ ابو سلمہ اور عمرو بن عاصمؓ نے ان سے روایت کیا ہے لوگ ان سے مسائل دریافت کرتے تھے حضرت عبد اللہ بن عباس اور زید بن ثابتؓ میں ایک مسئلہ میں اختلاف ہوا تو ان بزرگوں نے ان ہی کو حکم مانا۔ (مسند ج ۶ ص ۴۳۰، ۴۳۱)

ان کو مسائل کے پوچھنے میں کچھ عار نہ تھا ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئیں اور کہا یا رسول اللہ ﷺ اخذ احتیبات سے نہیں شرماتا کیا عورت پر خواب میں غسل واجب ہے؟ ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ یہ سوال سن رہی تھیں بیساختہ ہنس پڑیں کہ تم نے عورتوں کی بڑی فضیلت کی؟ بھلا کہیں عورتوں کو بھی ایسا ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں؟ ورنہ بچے ماں کے ہم شکل کیوں ہوتے ہیں۔ (ایضاً ص ۳۷۶، ۳۰۶، ۶۹۲ ج ۶)

## اخلاق :

حضرت ام سلیمؓ میں بڑے بڑے فضائل اخلاق جمع تھے جوش ایمان کا یہ عالم تھا کہ اپنے پہلے شوہر سے صرف اس بناء پر علیحدگی اختیار کی کہ وہ اسلام قبول کرنے پر رضامند نہ تھے حضرت ابو طلحہؓ نے نکاح کا پیغام دیا تو محض اس وجہ سے رد کر دیا کہ وہ مشرک ہیں اس موقع پر



انہوں نے ابو طلحہؓ کو جس خوبی سے اسلام کی دعوت دی وہ سننے کے قابل ہے مسند احمد میں ہے۔

قالت يا ابا طلحة! الست تعلم ان الهك الذي تعبد نبت من الارض قال بلى

‘قالت افلا تستحي تعبد شجرة (اصابه ج ۸ ص ۲۴۳ بحوالہ مسند)

”ام سلیمؓ نے کہا ابو طلحہؓ! تم جانتے ہو کہ تمہارا معبود زمین سے اگا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں! حضرت ام سلیمؓ بولیں تو پھر تم کو درخت کی پوجا کرتے شرم نہیں آتی؟“

حضرت ابو طلحہؓ پر اس تقریر کا اتنا اثر ہوا کہ فوراً مسلمان ہو گئے۔

آنحضرت ﷺ سے حد درجہ محبت کرتی تھیں آپ اکثر ان کے مکان پر تشریف لے جاتے اور دوپہر کو آرام فرماتے تھے جب بستر سے اٹھتے تو وہ آپ کے پسینے اور ٹوٹے ہوئے بالوں کو ایک شیشی میں جمع کرتی تھیں۔<sup>(۱)</sup>

ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے ان کی مشک سے منہ لگا کر پانی پیا تو وہ انھیں اور مشک کا منہ کاٹ کر اپنے پاس رکھ لیا کہ اس سے رسول اللہ ﷺ کا بدن مبارک مس ہوا ہے۔<sup>(۲)</sup> آنحضرت ﷺ کو بھی ان سے خاص محبت تھی۔ صحیح مسلم میں ہے۔

كان النبي ﷺ لا يدخل على احد من النساء الا على اذواجه الا ام سليم فانه يدخل عليها فليل له في ذلك فقال اني ارحمها قتل اخوها معي (صحیح مسلم)  
”آنحضرت ﷺ ازواج مطہرات کے علاوہ اور کسی عورت کے یہاں نہیں جاتے تھے لیکن ام سلیمؓ مستثنیٰ تھیں لوگوں نے دریافت کیا تو فرمایا مجھے ان پر رحم آتا ہے ان کے بھائی (حرامؓ) نے میرے ساتھ رہ کر شہادت پائی ہے“ (مسلم ج ۲: ص ۳۴۱)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ اکثر اوقات حضرت ام سلیمؓ کے مکان پر تشریف لے جاتے تھے۔

حضرت ام سلیمؓ نہایت صابر اور مستقل مزاج تھیں ابو عمیر ان کا بہت پیار اور لاڈلا بیٹا تھا لیکن جب اس نے انتقال کیا تو نہایت صبر سے کام لیا اور گھر والوں کو منع کیا کہ ابو طلحہؓ کو اس واقعہ کی خبر نہ دیں رات کو ابو طلحہؓ آئے تو ان کو کھانا کھلایا اور نہایت اطمینان سے بستر پر لیٹے کچھ رات گزرنے پر ام سلیمؓ نے اس واقعہ کا تذکرہ کیا لیکن عجیب انداز سے کیا بولیں اگر تم کو کوئی شخص عاریۃً ایک چیز دے اور پھر اس کو واپس لینا چاہے تو کیا تم اس کے دینے سے انکار کرو

گے؟ ابو طلحہؓ نے کہا۔ کبھی نہیں۔ کہا تو اب تم کو اپنے بیٹے کی طرف سے صبر کرنا چاہیے ابو طلحہؓ یہ سن کر غصہ ہوئے کہ پہلے سے کیوں نہ بتلایا صبح اٹھ کر آنحضرت ﷺ کے پاس گئے اور سارا واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا خدا نے اس رات تم دونوں کو بڑی برکت دی۔<sup>(۱)</sup>

اسی طرح ایک مرتبہ ابو طلحہؓ آئے اور کہا کہ یا رسول اللہؐ بھوکے ہیں کچھ بھیج دو۔ حضرت ام سلیمؓ نے چند روٹیاں ایک کپڑے میں لپیٹ کر حضرت انسؓ کو دیں کہ

آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیں آپ مسجد میں تھے اور صحابہؓ بھی بیٹھے ہوئے تھے حضرت انسؓ کو دیکھ کر فرمایا ابو طلحہؓ نے تم کو بھیجا ہے؟ بولے جی ہاں! فرمایا کھانے کے لئے؟ کہا ہاں آپ ﷺ تمام صحابہ کو لیکر ابو طلحہ کے مکان پر تشریف لائے ابو طلحہؓ گھبرا گئے اور حضرت ام سلیمؓ سے کہا اب کیا کیا جائے؟ کھانا نہایت قلیل ہے اور آنحضرت ﷺ ایک مجمع کے ساتھ تشریف لائے ہیں حضرت ام سلیمؓ نے نہایت استقلال سے جواب دیا کہ ان باتوں کو خدا اور رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں آنحضرت ﷺ اندر آئے تو حضرت ام سلیمؓ نے وہی روٹیاں اور سالن سامنے رکھ دیا خدا کی شان اس میں بڑی برکت ہوئی اور سب لوگ کھا کر سیر ہو گئے۔<sup>(۲)</sup>

حضرت ام سلیمؓ کے مناقب و فضائل بہت ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں جنت میں گیا تو مجھ کو آہٹ معلوم ہوئی میں نے کہا کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ انسؓ کی والدہ غمیصاء بنت سلخان ہیں۔<sup>(۳)</sup>

## حضرت ام عمارہؓ (۲۴)

نام و نسب:

نسب نامہ: ام عمارہ کنیت قبیلہ خزرج کے خاندان نجار سے ہیں نسب نامہ یہ ہے ام

عمارہ بنت کعب بن عمرو بن عوف بن منذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار۔

نکاح:

پہلا نکاح زید بن عاصم سے ہوا۔ پھر عربہ بن عمرو کے عقد نکاح میں آئیں۔

اسلام:

اور ان ہی کے ساتھ بیعت عقبہ میں شرکت کی سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے کہ



بیعت عقبہ میں ۷۳ مرد اور دو عورتیں شامل تھیں حضرت ام عمارہؓ کا بھی ان ہی میں شمار ہوتا ہے۔

غزوات:

غزوہ احد میں شریک ہوئیں اور نہایت پامردی سے لڑیں جب تک مسلمان فتحیاب تھے وہ مشک میں پانی بھر کر لوگوں کو پلا رہی تھیں لیکن جب شکست ہوئی تو آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچیں اور سینہ سپر ہو گئیں کفار جب آپ پر بڑھتے تھے تو تیر اور تلوار سے روکتی تھیں آنحضرت ﷺ کا خود میان ہے کہ میں احد میں ان کو اپنے داہنے اور بائیں برابر لڑتے ہوئے دیکھتا تھا۔ ام قثمہ جب دراتا ہوا آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچ گیا تو حضرت ام عمارہؓ نے بڑھ کر روکا چنانچہ کندھے پر زخم آیا اور غار پڑ گیا انہوں نے بھی تلوار ماری لیکن وہ دوہری زرہ پہنے ہوئے تھا اس لئے کارگر نہ ہوئی (۱) بعض روایتوں میں ہے کہ انہوں نے ایک کافر کو قتل کیا تھا احد کے بعد بیت الرضوان، خیبر اور فتح مکہ میں بھی شرکت کی۔

حضرت ابو بکرؓ کے عہد میں یمامہ کی جنگ پیش آئی مسلمان کذاب سے جو مدعی نبوت تھا مقابلہ تھا حضرت ام عمارہؓ اپنے ایک لڑکے (حبیب) کو لیکر حضرت خالدؓ کے ساتھ روانہ ہوئیں اور جب مسلمان نے ان کے لڑکے کو قتل کر دیا تو انہوں نے منت مانی کہ ”یا مسلمان قتل ہو گا یا وہ خود جان دے دیں گی“ یہ کہہ کر تلوار کھینچ لی اور میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئیں اور اس پامردی سے مقابلہ کیا کہ ۱۲ زخم کھائے اور ایک ہاتھ کٹ گیا اس جنگ میں مسلمان بھی مارا گیا۔

وفات:

اس کے بعد معلوم نہیں کب تک زندہ رہیں۔

اولاد:

انتقال کے وقت چار اولادیں یاد گار چھوڑیں، حبیب، عبداللہ (پہلے شوہر سے) تمیم، خولہ (دوسرے شوہر سے) فضل و کمال:

چند حدیثیں روایت کی ہیں جو عباد بن تمیم (پوتے) لیلہ (کنیز) عکرمہ، حارث ابن

کعب اور ام سعد بنت سعد بن ربیع سے مروی ہیں۔  
اخلاق:

آنحضرت ﷺ سے ان کو جو محبت تھی اس کا اصلی منظر تو غزوہ احد میں نظر آتا ہے لیکن اور بھی چھوٹے چھوٹے واقعات ہیں ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ ان کے مکان میں تشریف لائے تو انہوں نے کھانا پیش کیا ارشاد ہوا تم بھی کھاؤ۔ بولیں میں روزہ سے ہوں آنحضرت ﷺ نے کھانا نوش فرمایا اور فرمایا کہ روزہ دار کے پاس اگر کچھ کھایا جائے تو اس پر فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ (۱)

جوش اسلام کا نظارہ بھی لو پر کے واقعات سے ہو سکتا ہے۔

## (۲۵) حضرت ام عطیہؓ

نام و نسب:

نسبہ بنت حارث نام انصار کے قبیلہ ابی مالک بن النجار سے تھیں۔ (۲)

اسلام:

ہجرت سے قبل مسلمان ہوئیں۔ آنحضرت ﷺ مدینہ تشریف لائے تو انصار کی عورتوں کو ایک مکان میں بیعت کے لئے جمع کیا اور حضرت عمرؓ کو دروازہ پر بھیجا کہ ان شرائط پر بیعت لیں کہ شرک نہ کریں گی، چوری اور زنا سے بچیں گی، اولاد کو قتل نہ کریں گی کسی پر بہتان نہ باندھیں گی، اچھی باتوں سے انکار نہ کریں گی، عورتوں نے یہ سب تسلیم کیا تو حضرت عمرؓ نے اندر کی طرف ہاتھ بڑھایا اور عورتوں نے اپنے ہاتھ باہر نکالے جو بیعت کی علامت تھی اس کے بعد حضرت ام عطیہؓ نے پوچھا کہ اچھی باتوں سے انکار کرنے کے کیا معنی ہیں؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا نوحہ اور تین نہ کرنا۔ (۳)

غزوات اور عام حالات:

حضرت ام عطیہؓ عہد رسالت کے سات معرکوں میں شریک ہوئیں جن میں وہ مردوں کے لئے کھانا پکاتی انکے سامان کی حفاظت کرتی۔ مریضوں کی تیمارداری اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ (مسلم ج ۲ ص ۱۰۵)



۸۔ ہجری میں آنحضرت ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب کا انتقال ہوا تو حضرت ام عطیہؓ اور چند عورتوں نے ان کو غسل دیا آنحضرت ﷺ نے ان کو نہلانے کی ترکیب بتلائی۔ (۱)

خلافت راشدہ کے زمانہ میں ان کا ایک لڑکا کسی غزوہ میں شریک تھا ہمار ہو کر بصرہ آیا حضرت ام عطیہؓ مدینہ میں تھیں خبر ملی تو نہایت عجلت سے بصرہ روانہ ہوئیں لیکن پہنچنے کے ایک دو دن قبل وہ وفات پا چکا تھا۔ یہاں آ کر انہوں نے بنو خلف کے قصر میں قیام کیا تیسرے روز انہوں نے خوشبو منگا کر ملی اور کہا کہ شوہر کے علاوہ اور کسی کے لئے ۳ دن سے زیادہ سوگ نہیں کرنا چاہیے۔ (۲)

اس کے بعد بصرہ میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ (۳)

وفات:

وفات کی تاریخ اور سنہ معلوم نہیں اور نہ اولاد کی تفصیل کا علم ہے۔

فضل و کمال:

چند حدیثیں روایت کی ہیں راویوں میں حسب ذیل اصحاب ہیں:

حضرت انسؓ، ابن سیرینؓ، حصہ بنت سیرینؓ، اسمعیل بن عبد الرحمن بن عطیہؓ، عبد الملک بن عمیرؓ، علی بن الاقرامؓ، شراحیلؓ

صحابہ اور تابعین ان سے میت کے نہلانے کا طریقہ سیکھتے تھے۔ (۴)

اخلاق:

آنحضرت ﷺ سے بہت محبت لرتی تھیں اور آپ ﷺ بھی ان سے محبت کرتے تھے ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے ان کے پاس صدقہ کی ایک بکری بھیجی تو انہوں نے اس کا گوشت حضرت عائشہؓ کے پاس روانہ کیا آپ گھر میں تشریف لائے تو کھانے کے لئے مانگا بولیں اور تو کچھ نہیں ہے البتہ جو بکری آپ نے لسیہ کے پاس بھیجی تھی اس کا گوشت رکھا ہے آپ نے فرمایا لاؤ کیونکہ وہ مستحق کے پاس پہنچ چکی۔ (۵)

(۱) بخاری جلد ۱ ص ۱۶۸ و مسلم ج ۱ ص ۳۴۷، ۳۴۶

(۲) بخاری ج ۱ ص ۱۷۰ یاب اجداد المرأة علی غیر زوجہا (۳) اسد الغابہ ج ۵ ص ۶۰۳

(۴) تہذیب جلد ۱۲ ص ۴۵۵ اصباح ج ۸ ص ۲۵۹ (۵) مسلم ج ۱ ص ۴۰۱

آنحضرت ﷺ کے ساتھ آپ کے اعزہ و اقارب سے بھی خاص تعلقات تھے چنانچہ ابن سعد نے لکھا ہے کہ حضرت علیؓ حضرت عطیہؓ کے مکان میں قیلولہ فرماتے تھے۔ (۱)

احکام نبوی ﷺ کی پوری پابندی کرتی تھیں، آنحضرت ﷺ نے بیعت میں نوحہ کی ممانعت کی تھی اس پر انہوں نے ہمیشہ عمل کیا چنانچہ بیعت ہی کے وقت آنحضرت ﷺ سے عرض کی کہ فلاں خاندان کے لوگ میرے ہاں رہ چکے ہیں، اس لئے مجھ کو بھی انکے ہاں جا کر رونا ضروری ہے، آپ ﷺ اس خاندان کو مستثنیٰ کر دیجئے چنانچہ آپ نے مستثنیٰ کر دیا۔ (۲)

بعض روایات میں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ام عطیہؓ کو کوئی جواب نہیں دیا اور جن روایات سے یہ ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے ان کو مستثنیٰ کر دیا ان کا مطلب یہ ہے کہ یہ استثناء حضرت ام عطیہؓ کے لئے خاص تھا ورنہ اصلی مسئلہ کہ نوحہ جائز نہیں ہے اپنی جگہ پر ثابت ہے لڑکے کی وفات اور اس پر سوگ کرنے کا حال ابھی گزر چکا ہے۔ (۳)

## (۲۶) حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء

نام و نسب:

ربیع نام قبیلہ خزرج کے خاندان نجار سے ہیں سلسلہ نسب یہ ہے ربیع بنت معوذ بن حارث بن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار والدہ کا نام ام تزید تھا جو قیس بن زعور کی بیٹی تھیں حضرت ربیع اور ان کے تمام بھائی عفراء کی اولاد مشہور ہیں عفراء ان لوگوں کی دلدی تھیں۔ (۴)

اسلام:

ہجرت سے قبل مسلمان ہوئیں۔

نکاح:

ایاس بن بکر لیثی سے شادی ہوئی صبح کو آنحضرت ﷺ ان کے گھر تشریف لائے اور بستر پر بیٹھ گئے لڑکیاں دف بجا بجا کر شہدائے بدر کے مناقب میں اشعار پڑھ رہی تھیں اس ضمن میں آنحضرت ﷺ کی شان میں بھی کچھ اشعار پڑھے جن میں ایک مصرع یہ تھا۔

(۱) اصباح ج ۸ ص ۲۵۹ (۲) مسند ج ۶ ص ۴۰۷

(۳) مجمع بحار الانوار ج ۲ ص ۱۱۴ (۴) تہذیب التہذیب ج ۱۲ ص ۴۱۸



و فیما نبی یعلم ما فی غد

اور ہم میں وہ نبی ہے جو کل کی بات جانتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ نہ کہو (اور اس کے سوا جو کہتی تھیں وہ کہو) (۱)

عام حالات :

غزوات میں شرکت کرتی تھیں، زخمیوں کا علاج کرتیں، لوگوں کو پانی پلاتیں اور مقتولوں کو مدینہ پہنچاتی اور فوج کی خدمت کرتی تھیں۔ (۲)

غزوہ حدیبیہ میں بھی موجود تھیں۔ جب بیعت رضوان کا واقعہ آیا تو انہوں نے بھی آکر بیعت کی۔

۳۵ ہجری میں اپنے شوہر سے علیحدہ ہوئیں شرط یہ تھی کہ جو کچھ میرے پاس ہے اس کو لے کر مجھ سے دست بردار ہو جاؤ چنانچہ اپنا تمام سامان ان کو دے دیا صرف ایک کرتی رہنے دی لیکن شوہر کو یہ بھی گوارا نہ ہوا، جا کر حضرت عثمان کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا چونکہ ربیع نے کل چیزوں کی شرط کی تھی حضرت عثمان نے فرمایا کہ تمہیں اپنا وعدہ پورا کرنا چاہیے اور شوہر سے فرمایا کہ تم ان کے جوڑا باندھنے کی دھجی تک لے سکتے ہو۔ (۳)

وفات :

حضرت ربیع کی وفات کا سال نامعلوم ہے۔

ولاد :

ولاد میں محمد مشہور ہیں

فضل و کمال :

حضرت ربیع سے ۲۱ حدیثیں مروی ہیں علمی حیثیت سے ان کا یہ پایہ تھا کہ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت زین العابدینؓ ان سے مسائل دریافت کرتے تھے (لوگوں میں بہت سے بزرگ ہیں مثلاً عائشہ بنت انس بن مالک، سلیمان بن یسار، ابو سلمہ بن عبدالرحمن، نافع، عبادہ بن الولید، خالد بن ذکوان، عبداللہ بن محمد بن عقیل، ابو عبیدہ بن محمد) حضرت عمارؓ ابن یاسر کے پوتے) محمد بن عبدالرحمن بن ثوبان۔

(۱) بخاری ج ۲ ص ۵۷۰

(۲) مسند ج ۶ ص ۳۵۸ (۳) اصباہ ج ۸ ص ۸۰ بحوالہ ابن سعد (۴) مسند ج ۶ ص ۳۵۸

اخلاق :

جوش ایمان اس سے ظاہر ہے کہ ایک مرتبہ اسماء بنت مخربہ جو ابو ربیعہ مخزومی کی بیوی تھی اور عطر بیچتی تھی چند عورتوں کے ساتھ ربیع کے گھر آئی اور ان کا نام و نسب دریافت کیا چونکہ ربیع کے بھائی نے ابو جہل کو بدر میں قتل کیا تھا اور اسماء قریش کے قبیلے سے تھی نبویؐ ”تو تم ہمارے سردار کے قاتل کی بیٹی ہو؟“ حضرت ربیع کو ابو جہل کی نسبت سردار کا لفظ نہایت ناگوار ہوا، بولیں ”سردار کی نہیں بلکہ غلام کے قاتل کی بیٹی ہوں؟“ اسماء کو ابو جہل کی شان میں یہ گستاخی پسند نہ آئی جھنجھلا کر کہا کہ مجھ کو تمہارے ہاتھ سود لپچنا حرام ہے حضرت ربیع نے بر جتہ کہا مجھ کو تم سے کچھ خریدنا حرام ہے، کیونکہ تمہارا عطر، عطر نہیں بلکہ گندگی ہے۔ (۱)

آنحضرت ﷺ سے بے انتہا محبت تھی، آپ ان کے گھر اکثر تشریف لے جاتے تھے (۲) ایک مرتبہ آپ تشریف لائے اور ان سے وضو کے لئے پانی مانگا (۳) ایک مرتبہ دو طباقوں میں چھوہارے اور انگور لے کر گئیں تو آپ نے زیور یا سونا مرحمت فرمایا۔ (۴) آنحضرت ﷺ کا ایک مرتبہ کسی نے حلیہ پوچھا تو بولیں ”بس یہ سمجھ لو کہ آفتاب طلوع ہو رہا ہے۔ (۵)

(۲۷) حضرت ام ہانیؓ

نام و نسب :

فاختہ نام، ام ہانی کنیت، ابو طالب عم رسول اللہ ﷺ کی دختر تھیں، ماں کا نام فاطمہ بنت اسد تھا اس بناء پر حضرت علیؓ حضرت جعفر طیارؓ اور ام ہانیؓ حقیقی بھائی بہن ہیں۔ نکاح :

ہمیر بن عمرو (بن عائد) مخزومی سے نکاح ہوا۔

اسلام :

۸ ہجری میں جب مکہ فتح ہوا، مسلمان ہوئیں آپ ﷺ نے اس روز ان کے مکان

(۱) اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۵۲ (۲) مسند ج ۶ ص ۳۵۸ (۳) ابوداؤد ج ۱ ص ۱۳ (۴) مسند ج ۶ ص ۳۵۹ (۵) اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۵۲



سکون آپ نے ایک وظیفہ بتلایا فرمایا کہ سبحان اللہ ایک سو مرتبہ الحمد للہ ایک سو مرتبہ اللہ اکبر ایک سو مرتبہ اور لا الہ الا اللہ ایک سو مرتبہ کہہ لیا کرو۔ (ایضاً ص ۳۴۴)

## (۲۸) حضرت فاطمہ بنت خطاب

نام و نسب :

فاطمہ نام ام جمیل کنیت، حضرت عمرؓ کی ہم شیر ہیں۔

نکاح :

حضرت سعید بن زیدؓ سے نکاح ہوا۔

اسلام :

لورا نہی کے ساتھ مسلمان ہوئیں یہ لوائل اسلام کا واقعہ ہے ان کے کچھ دنوں کے بعد ان کے بھائی، یعنی حضرت عمرؓ مسلمان ہوئے اور انہی کے سبب سے ہوئے اس کا قصہ جیسا کہ حضرت عمرؓ نے خود بیان کیا ہے یہ ہے کہ حضرت عمرؓ حضرت حمزہؓ کے مسلمان ہونے کے بعد آنحضرت ﷺ کے پاس جا رہے تھے راستہ میں ایک مخزومی صحابیؓ سے ملاقات ہوئی، پوچھا کہ تم نے اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر محمدؐ کا مذہب اختیار کیا ہے؟ بولے ہاں، لیکن پہلے اپنے گھر کی خبر لو، تمہارے بہن اور بھائی نے بھی محمدؐ (ﷺ) کا مذہب قبول کر لیا ہے حضرت عمرؓ سیدھے بہن کے گھر پہنچے دروازہ بند تھا اور وہ قرآن پڑھ رہی تھی، ان کی آہٹ پا کر چپ ہو گئیں اور قرآن کے اجزاء چھپا دیئے، لیکن آواز ان کے کان میں پڑ چکی تھی، پوچھا کہ یہ کیا آواز تھی؟ انہوں نے کہا کچھ نہیں بولے میں سن چکا ہوں کہ تم دونوں مرتد ہو گئے ہو یہ کہہ کر بھائی سے دست و گریبان ہو گئے حضرت فاطمہؓ بچانے کے لئے آئیں تو ان کی بھی خبر لی، بال پکڑ کر گھسیٹے اور اس قدر مارا کہ ان کا بدن لہو لہان ہو گیا اسی حالت میں ان کی زبان سے نکلا عمرؓ! جو ہو سکے کرو، لیکن اب اسلام دل سے نہیں نکل سکتا ان الفاظ نے حضرت عمرؓ کے دل پر ایک خاص اثر کیا، بہن کی طرف محبت کی نگاہ سے دیکھا ان کے بدن سے خون جاری تھا یہ دیکھ کر لور بھی رقت ہوئی فرمایا کہ تم لوگ جو پڑھ رہے تھے مجھ کو بھی سنو فاطمہؓ نے قرآن کے اجزاء لا کر سامنے رکھ دیئے حضرت عمرؓ ان کو پڑھتے جاتے تھے اور ان پر رعب چھاتا جاتا تھا یہاں تک کہ ایک آیت پر پہنچ کر

میں غسل کیا تھا اور چاشت کی نماز پڑھی انہوں نے اپنے دو عزیزوں کو جو مشرک تھے پناہ دے دی تھی آنحضرت ﷺ نے بھی ان کو پناہ دی (۱) ان کا شوہر ہمیرہ فتح مکہ میں نجران بھاگ گیا تھا۔ وفات :

ترمذی کی روایت ہے کہ حضرت علیؓ کی وفات کے بعد مدت تک زندہ رہیں تہذیب میں ہے امیر معاویہؓ کے زمانہ خلافت میں انتقال کیا۔

ولاد :

حسب ذیل ولاد چھوڑی : عمرو، ہانی، یوسف، جعدہ

فضل و کمال :

حضرت ام ہانیؓ سے ۴۶ حدیثیں مروی ہیں جن کے راوی حسب ذیل حضرات ہیں۔ جعدہ، یحییٰ، ہارون، ابو مرہ، ابو صالح، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ، عبد اللہ بن حارث بن نوفل، لن ابی لیلیٰ، مجاہد، عروہ، عبد اللہ بن عیاش، شعبی، عطاء، کریب، محمد بن عقبہ (رضی اللہ عنہم) آنحضرت ﷺ سے کبھی کبھی مسائل دریافت کرتی تھیں جس سے ان کی فقہ دانی کا پتہ چلتا ہے ایک مرتبہ اس آیت کی تفسیر پوچھی تھی وتاتون فی نادیکم المنکر (۲) اخلاق :

آنحضرت ﷺ سے ان کو جو عقیدت تھی وہ اس سے ظاہر ہے کہ آپ فتح مکہ کے زمانہ میں ان کے مکان پر تشریف لائے اور شربت نوش فرمایا۔ اس کے بعد ان کو دیا انہوں نے کہا میں روزہ سے ہوں لیکن آپ کا جھوٹا واپس نہیں کرنا چاہتی ہوں۔ بعض روایتوں میں ہے کہ انہوں نے پی لیا اور پھر خود ہی عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں روزہ سے ہوں، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر روزہ رمضان کی قضا کا ہے تو کسی دوسرے دن یہ روزہ رکھ لینا اور اگر محض نفل ہے تو اس کی قضا کرنے یا نہ کرنے کا تم کو اختیار ہے۔ (۳)

آنحضرت ﷺ کو بھی ان سے بہت محبت تھی ایک مرتبہ فرمایا ام ہانی! بھری لے لو یہ بڑی خیر و برکت کی چیز ہے۔ (۴)

ایک مرتبہ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ اب میں بوڑھی ہو گئی اور چلنے پھرنے میں ضعف معلوم ہوتا ہے اس لئے ایسا عمل بتلایا جائے جس کو بیٹھے بیٹھے انجام دے



پکارا تھے اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ (۱)  
ہجرت:

اپنے شوہر کے ساتھ ہجرت کی۔

وفات:

وفات کاسنہ اور مہینہ معلوم نہیں۔

ولاد:

ایک لڑکا چھوڑا عبدالرحمن نام تھا۔

## (۲۹) حضرت اسماء بنت عیس

نام و نسب:

اسماء نام قبیلہ خثعم سے تھیں، سلسلہ نسب یہ ہے اسماء بنت عیس بن معد بن حارث بن تیم بن کعب بن مالک بن قحافہ بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن معاویہ بن زید بن مالک بن بشر بن وہب اللہ بن شہرون بن عفر بن خلف بن اقبل (خثعم) ماں کا نام ہند (خولہ) بنت عوف تھا اور قبیلہ کنانہ سے تھیں اس بناء پر حضرت میمونہ (ام المؤمنین) اور اسماء اخیانی بہنیں تھیں۔

نکاح:

حضرت جعفرؓ سے کہ حضرت علیؓ کے بھائی تھے (اور دس برس بڑے تھے) نکاح ہوا۔

اسلام:

آنحضرت ﷺ کے خانہ ارقم میں مقیم ہونے سے قبل مسلمان ہوئیں۔ حضرت جعفرؓ نے بھی اسی زمانہ میں اسلام قبول کیا تھا۔ (۲)

عام حالات:

جشہ کی ہجرت کی اور کئی سال تک مقیم رہیں۔ ہجری میں جب خیبر فتح ہوا تو مدینہ آئیں حضرت حصہؓ کے گھر گئیں تو حضرت عمرؓ بھی آگئے، پوچھا یہ کون ہیں، جواب ملا

(۱) اصابہ ج ۸ ص ۱۶۱ واسد الغابہ ج ۴ ص ۵۴

(۲) سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۱۳۶، اصابہ ج ۸ ص ۹ بحوالہ ابن سعد

اسماءؓ بولے ہاں وہ جشہ والی وہ سمندر والی، حضرت اسماءؓ نے کہا ”ہاں وہی“ حضرت عمرؓ نے کہا ہم کو تم پر فضیلت ہے، اس لئے کہ ہم مہاجر ہیں، حضرت اسماءؓ کو یہ فقرہ سن کر غصہ آیا، یوں لیں ”کبھی نہیں! تم آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھے آپ ﷺ بھوکوں کو کھلاتے اور جاہلوں کو پڑھاتے تھے، لیکن ہماری حالت بالکل جداگانہ تھی، ہم نہایت دور دراز مقام میں صرف خدا اور رسول ﷺ کی خوشنودی کے لئے پڑے رہے اور بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں“ آنحضرت ﷺ مکان پر تشریف لائے تو انہوں نے سارا قصہ بیان کیا۔ ارشاد ہوا ”انہوں نے ایک ہجرت کی اور تم نے دو ہجرتیں کیں اس لئے تم کو زیادہ فضیلت ہے“ حضرت اسماءؓ اور دوسرے مہاجرین کو اس سے اس درجہ مسرت ہوئی کہ دنیا کی تمام فضیلتیں بیچ معلوم ہوتی تھیں مہاجرین جشہ جوق در جوق حضرت اسماءؓ کے پاس آتے اور یہ واقعہ دریافت کرتے تھے۔ (۱)

۸۔ ہجری غزوہ موتہ میں حضرت جعفرؓ نے شہادت پائی۔ آنحضرت ﷺ کو خبر ہوئی (حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی دیکھا کہ حضور ﷺ آبدیدہ تھے۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ غمگین کیوں ہیں یا جعفرؓ کے متعلق کوئی اطلاع آئی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں وہ لوگ شہید ہو گئے ہیں، بچوں کو نسلادھلا کر ہمراہ لے گئی تھی، حضور ﷺ نے بچوں کو اپنے پاس بلایا اور میں چیخ اٹھی) آنحضرت ﷺ اپنے (اللہ بیت کے پاس تشریف لے گئے) اور فرمایا جعفرؓ کے بچوں کے لئے کھانا پکاؤ کیونکہ وہ رنج و غم میں مصروف ہیں۔ (۲)

اس کے بعد مسجد میں جا کر غزوہ بیٹھے اور اس خبر کا اعلان کیا اسی حالت میں ایک شخص نے آکر کہا کہ جعفرؓ کی مستورات ماتم کر رہی ہیں اور رو رہی ہیں، آپ نے ان کو منع کرا بھیجا وہ گئے اور واپس آکر کہا کہ میں نے منع کیا لیکن وہ باز نہیں آتیں آپ نے دوبارہ بھیجا وہ پھر گئے اور واپس آکر عرض کی کہ ہم لوگوں کی نہیں چلتی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”تو ان کے منہ میں خاک بھر دو“ یہ واقعہ حضرت عائشہؓ سے صحیح بخاری میں منقول ہے صحیح بخاری میں یہ بھی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے اس شخص سے کہا کہ ”خدا کی قسم! تم یہ نہ کرو گے (منہ میں خاک ڈالنا) تو آنحضرت ﷺ کو تکلیف سے نجات نہ ملے گی“ (۳)

(۱) بخاری ج ۲ ص ۶۰۷، ۶۰۸ (۲) مسند ج ۶ ص ۳۷۰ (۳) بخاری ج ۲ ص ۶۱۱



تیسرے دن (۱) آنحضرت ﷺ حضرت اسماءؓ کے گھر تشریف لائے اور سوگ کی ممانعت کی (۲) تقریباً ۶ مہینے کے بعد شوال ۸ ہجری میں جو غزوہ حنین کا زمانہ تھا آنحضرت ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ سے ان کا نکاح پڑھادیا (۳) جس کے دور میں بعد ذوقعدہ ۱۰ میں محمد بن ابو بکرؓ پیدا ہوئے اس وقت حضرت اسماءؓ حج کی غرض سے مکہ آئی تھیں چونکہ محمد ذوالحلیفہ میں پیدا ہوئے تھے اسماءؓ نے دریافت کیا کہ میں کیا کروں؟ ارشاد ہوا نما کر احرام باندھیں۔ (۴)

آنحضرت ﷺ کے مرض الموت میں حضرت ام سلمہؓ اور اسماءؓ نے ذات الحبب تشخیص کر کے دوا پلانا چاہی چونکہ گوارا نہ تھی۔ آپ نے انکار فرمادیا۔ اسی ممانعت میں غشی طاری ہو گئی انہوں نے منہ کھول کر پلاوی افاقہ کے بعد آپ کو احساس ہوا تو فرمایا ”یہ مشورہ اسماءؓ نے دیا ہوگا وہ حبشہ سے اپنے ساتھ یہی حکمت لائی ہیں“ عباسؓ کے علاوہ سب کو دوا پلائی جائے چنانچہ تمام ازواج مطہرات کو دوا پلائی گئی۔ (۵)

۳۱ ہجری میں حضرت ابو بکرؓ نے وفات پائی تو وصیت فرمائی کہ اسماءؓ غسل دیں۔ (۶) حضرت ابو بکرؓ کے بعد اسماءؓ حضرت علیؓ کے عقد میں آئیں محمد بن ابو بکرؓ بھی ساتھ آئے اور حضرت علیؓ کے آغوش تربیت میں پرورش پائی۔ ایک دن عجیب لطیفہ ہوا محمد بن جعفر اور محمد بن ابو بکرؓ نے باہم فخر کیا کہ ہم تم سے بہتر ہیں اس لئے کہ ہمارے باپ تمہارے باپ سے بہتر تھے۔ حضرت علیؓ نے حضرت اسماءؓ سے کہا کہ اس جھگڑے کا فیصلہ کرو یوں کہ تمام نوجوانوں پر جعفرؓ کو اور تمام بوڑھوں پر ابو بکرؓ کو فضیلت حاصل ہے حضرت علیؓ بولے ”پھر ہمارے لئے کیا رہا؟“ (۷)

۳۸ ہجری میں محمد بن ابو بکرؓ مصر میں قتل ہوئے اور گدھے کی کھال میں ان کی لاش جلائی گئی حضرت اسماءؓ کے لئے اس سے زیادہ تکلیف دہ واقعہ کیا ہو سکتا تھا؟ ان کو سخت غصہ

(۱) مسند ج ۶ ص ۳۶۹ (۲) جس عورت کے شوہر کا انتقال ہو جائے اس کو ۴ ماہ دس دن سوگ کرنا چاہیے مسئلہ یہی ہے حضرت اسماءؓ کی اس روایت سے شبہ میں نہ پڑنا چاہیے اس لئے کہ یہ روایت تمام صحیح احادیث کے خلاف ہے اور شاذ ہے اور اجماع اس کے خلاف ہے کلام طحاوی کے نزدیک یہ روایت منسوخ ہے اور لام بہی کے نزدیک منقطع ہے۔ ملاحظہ ہو فتح الباری ج ۹ ص ۴۲۹ ان کے سوال اور بہت سے جوابات ہیں جن کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں ہے۔  
(۳) اصابہ ج ۸ ص ۹ (۴) مسلم ج ۱ ص ۳۸۵ (۵) بخاری ج ۲ و طبقات ج ۲ ق ۲ ص ۳۲۳۱ و مسند ج ۲ ص ۴۳۸ (۶) اصابہ ج ۸ ص ۹ بحوالہ ابن سعد (۷) اصابہ ج ۸ ص ۹

آیا، لیکن نہایت صبر سے کام لیا اور مصلے پر کھڑی ہو گئیں۔ (۱) وفات:

۳۰ ہجری میں حضرت علیؓ نے شہادت پائی اور ان کے بعد حضرت اسماءؓ کا بھی انتقال ہو گیا۔ (۲) اولاد:

جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے کہ حضرت اسماءؓ نے تین نکاح کئے چنانچہ حضرت جعفرؓ سے محمد، عبداللہ، عون، حضرت ابو بکرؓ سے محمد اور حضرت علیؓ سے یحییٰ پیدا ہوئے۔ (۳) ریاض النضرہ میں لکھا ہے کہ حضرت علیؓ کے دو لڑکے ہوئے تھے، یحییٰ اور عون، (۴) لیکن علامہ ابن اثیر نے اس کو غلط کہا ہے اور لکھا ہے کہ یہ ابن کلبی کا خیال ہے جو مشہور دروغ گو تھا۔ فضل و کمال:

حضرت اسماءؓ سے ۶۰ حدیثیں مروی ہیں، جن کے راویوں کے نام یہ ہیں، حضرت عمرؓ، ابو موسیٰ اشعریؓ، عبداللہ بن جعفرؓ، ابن عباسؓ، قاسم بن محمدؓ، عبداللہ بن شداد بن الہاد، عروہ ابن مسیب، ام عون بنت محمد بن جعفرؓ، فاطمہ بنت علیؓ، ابویزید مدنی۔ آنحضرت ﷺ سے براہ راست تعلیم حاصل کرتی تھیں، آنحضرت ﷺ نے مصیبت اور تکلیف میں پڑھنے کے لئے انکو ایک دعا بتائی تھی۔ (۵) ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے حضرت جعفرؓ کے بچوں کو دیکھا تو پوچھا کہ یہ اس قدر دے کیوں ہیں اسماءؓ نے کہا ان کو نظر بہت لگتی ہے، فرمایا تو تم جھاڑ پھونک کرو، حضرت اسماءؓ کو ایک منتر یاد تھا، آنحضرت ﷺ کو سنایا، فرمایا ”ہاں یہی سہی“ (۶) حضرت اسماءؓ کو خواب کی تعبیر میں بھی دخل تھا چنانچہ حضرت عمرؓ اکثر ان سے خوابوں کی تعبیر پوچھتے تھے۔ (۷)

(۱) ایضاً (۲) خلاصہ تہذیب ص ۴۸۸ (۳) استیعاب ج ۲ ص ۷۲۵ (۴) ریاض النضرہ ج ۲ ص ۶۴۹ (۵) مسند ج ۶ ص ۳۶۹ (۶) مسلم ج ۲ ص ۲۲۳ (۷) اصابہ ج ۸ ص ۹



## (۳۰) حضرت اسماءؓ (بنت ابی بکرؓ)

نام و نسب:

اسماء نام ذات النطاقین لقب حضرت ابو بکرؓ کی صاحب زادی ہیں۔

ماں کا نام قتلہ بنت عبد العزیٰ تھا ہجرت سے ۲۷ سال قبل مکہ میں پیدا ہوئیں۔

نکاح:

حضرت زبیرؓ بن عوام سے نکاح ہوا۔

اسلام:

اپنے شوہر کی طرح انہوں نے بھی قبول اسلام میں سبقت کی لیکن اسحق کے قول کے مطابق ان کا ایمان لانے والوں میں اٹھارہواں نمبر تھا۔

عام حالات:

جب آنحضرت ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو حضرت ابو بکرؓ رفیق صحبت تھے آپ ﷺ دوپہر کو ان کے گھر تشریف لائے اور ہجرت کا خیال ظاہر فرمایا حضرت اسماءؓ نے سفر کا سامان کیا دو تین دن کا کھانا ناشتہ دان میں رکھا نطاق جس کو عورتیں کمر میں لپیٹتی ہیں پھاڑ کر اس سے ناشتہ دان کا منہ باندھا یہ وہ شرف تھا جس کی بناء پر آج تک انکو ذات النطاقین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ (۱)

حضرت ابو بکر صدیقؓ ہجرت کے وقت کل روپیہ ساتھ لے گئے تھے ابو قحافہ کہ ان کے والد تھے معلوم ہوا ابو لے انہوں نے جانی اور مالی دونوں قسم کی تکلیف دی حضرت اسماءؓ نے کماوہ کثیر دولت چھوڑ گئے ہیں یہ کہہ کر انھیں لور جس جگہ حضرت ابو بکرؓ کا مال رہتا تھا بہت سے پتھر رکھ دیئے اور ان پر کپڑا ڈال دیا پھر ابو قحافہ کو لے گئیں لور کماٹول لیجئے دیکھئے یہ رکھا ہے ابو قحافہ نابینا ہو گئے تھے اس لئے مان گئے لور کما کھانے کے لئے بہت ہے حضرت اسماءؓ کامیان ہے کہ میں نے صرف ابو قحافہ کی تسکین کے لئے ایسا کیا تھا ورنہ وہاں ایک حبہ بھی نہ تھا۔ (۲)

آنحضرت ﷺ نے مدینہ پہنچ کر مستورات کو بلوایا تو حضرت اسماءؓ بھی آئیں (۳) قبا

(۱) بخاری ج ۱ ص ۵۵۳، ۵۵۵ (۲) مسند احمد بن حنبل ج ۲ ص ۳۵۰

(۳) اصابہ ج ۴ ص ۲۲۹ طبقات ج ۱ ص ۱۶۱ و تہذیب ج ۵ ص ۲۱۴

میں قیام کیا یہاں عبد اللہ بن زبیرؓ پیدا ہوئے ان کو لیکر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں آپ نے عبد اللہ کو گود میں لیا گھٹی دی اور ان کے لئے دعا فرمائی (۱) عبد اللہ بن زبیرؓ جب جوان ہوئے تو حضرت اسماءؓ ان کے پاس رہنے لگیں کیونکہ حضرت زبیرؓ نے ان کو طلاق دیدی تھی۔ (۲)

حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے گھٹی میں آنحضرت ﷺ کا لعاب مبارک پیا تھا اس بناء پر جب سن شعور کو پہنچے تو فضائل اخلاق کے پیکر مجسم تھے اوہر سلطنت بنو امیہ کا فرماں روا (یزید) سر تپا فسق و فجور تھا حضرت عبد اللہؓ نے اس کی بیعت سے انکار کر دیا مکہ میں پناہ گزیں ہوئے لور وہیں سے اپنی خلافت کی صدامت کی چونکہ حضرت عبد اللہؓ کی عظمت و جلالت کا ہر شخص معترف تھا اس لئے تمام دنیا اسلام نے اس صدارت بلیک کئی لور ملک کا بڑا حصہ ان کے علم کے نیچے آ گیا لیکن جب عبد الملک بن مروان تخت نشین ہوا تو اس نے اپنی حکمت عملی سے بعض صوبوں پر قبضہ کر لیا لور حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کے مقابلہ کی تیاریاں کیں شامی لشکر نے خانہ کعبہ کا محاصرہ کیا تو لکن زبیرؓ حضرت اسماءؓ کے پاس آئے وہ ہمدرد تھیں پوچھا کیا حال ہے؟ بولیں بیمار ہوں کہا آدمی کو موت کے بعد آرام ملتا ہے حضرت اسماءؓ نے کہا شاید تم کو میرے مرنے کی تمنا ہے لیکن میں بھی مرنا پسند نہیں کرتی میری آرزو یہ ہے کہ تم لڑکر قتل ہو لور میں صبر کروں یا تم کامیاب ہو لور میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں لکن زبیرؓ ہنس کر چلے گئے شہادت کا وقت آیا تو دوبارہ ماں کی خدمت میں آئے وہ مسجد میں بیٹھی تھیں صلح کے متعلق مشورہ کیا بولیں بیٹا! قتل کے خوف سے ذلت آمیز صلح بہتر نہیں کیونکہ عزت کے ساتھ تلوار مارنا ذلت کے ساتھ کوڑا مارنے سے بہتر ہے حضرت لکن زبیرؓ نے اس پر عمل کیا لور لڑکر مردانہ وار شہادت حاصل کی حجاج نے ان کی لاش کو سولی پر لٹکا دیا تین دن گزرنے پر حضرت اسماءؓ کنیز کو ساتھ لیکر اپنے بیٹے کی لاش پر آئیں۔ لاش الٹی لٹکی تھی دل تھام کر اس منظر کو دیکھا لور نہایت استقلال سے کہا کیا اس سوار کے گھوڑے سے اترنے کا ابھی وقت نہیں آیا (۲) حجاج کو چھیڑ منظور تھی آدمی بھیجا کہ جا کر لائے حضرت اسماءؓ نے انکار کیا اس نے پھر آدمی بھیجا کہ ابھی خیریت ہے ورنہ آئندہ جو شخص بھیجا جائے گا وہ بال پکڑ کر گھسیٹ لائے گا حضرت اسماءؓ صرف خدا کی شان جباری کی معترف تھیں جواب دیا میں نہیں جاسکتی حجاج نے مجبوراً خود

(۱) بخاری ج ۱ ص ۵۵۵ (۲) فتح الباری ج ۶ ص ۱۶۳ و اسد الغابہ ج ۵ ص ۳۹۲

(۳) اسد الغابہ ج ۳ ص ۱۶۳ و استیعاب ج ۱ ص ۳۶۶



جو تاپنا اور حضرت اسماءؓ کی خدمت میں آیا اور حسب ذیل گفتگو ہوئی، حجاج نے کہا ”کہنے میں نے دشمن خدا (لن زبیرؓ) کے ساتھ کیا سلوک کیا“ حضرت اسماءؓ بولیں۔ ”تو نے ان کی دنیا بگاڑی اور انہوں نے تیری عاقبت خراب کی! میں نے سنا ہے کہ تو ان کو طہر اذات النفاقین کا بیٹا کہتا ہے، خدا کی قسم ذات النفاقین میں ہوں! میں نے نفاق سے آنحضرت ﷺ اور ابو بکرؓ کا کھانا باندھا تھا اور دوسرے کو کمر میں لپیٹتی تھی، لیکن یہ یاد رہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے کہ ثقیف میں ایک کذاب اور ظالم پیدا ہوگا، چنانچہ کذاب کو دیکھ چکی ہوں اور ظالم تو ہے“ حجاج نے یہ حدیث سنی تو چپکاٹھ کھڑا ہوا۔ (۱)

چند دنوں کے بعد عبدالملک کا حکم پہنچا تو حجاج نے لاش اتروا کر یسود کے قبرستان میں پھینکوا دی حضرت اسماءؓ نے لاش اٹھوا کر گھر منگولیا اور غسل دلو کر جنازہ کی نماز پڑھی حضرت لن زبیرؓ کا جوڑا لگ تھا، نہلانے کے لئے کوئی عضو اٹھلایا جاتا تو ہاتھ کے ساتھ چلا آتا تھا، لیکن حضرت اسماءؓ نے یہ کیفیت دیکھ کر صبر کیا کہ خدا کی رحمت ان ہی پارہ پارہ ٹکڑوں پر نازل ہوتی ہے۔

وفات:

حضرت اسماءؓ دعا کرتی تھیں کہ جب تک میں عبداللہ کی لاش نہ دیکھ لوں مجھے موت نہ آئے (۲) چنانچہ ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ حضرت اسماءؓ نے داعی اجل کو لبیک کہا یہ جمادی الاولیٰ ۳۷ ہجری کا واقعہ ہے اس وقت ان کی عمر سو سال کی تھی۔

اولاد:

حسب ذیل اولاد ہوئی، عبداللہ، منذر، عروہ، مہاجر، خدیجۃ الکبریٰ، ام الحسن، عائشہ (۳) حلیہ:

حضرت اسماءؓ بائیں ہمہ کہ سو برس کی تھیں لیکن ایک دانت بھی نہیں گرا تھا اور ہوش و حواس بالکل درست تھے (۴) از قد اور کیم شمیم تھیں اخیر عمر میں بینائی جاتی رہی تھی (۵) فضل و کمال:

آنحضرت ﷺ سے حضرت اسماءؓ نے (۵۶) حدیثیں روایت کی ہیں جو صحیحین اور

(۱) مسلم ج ۲ ص ۳۷۵ (۲) استیعاب ج ۱ ص ۳۶۶ (۳) طبری ج ۳ ص ۲۴۶۱ اور الریاض النضرۃ ص ۲۷۹، ۲۸۰ (۴) اصباحہ ج ۸ ص ۸ (۵) مسند ج ۶ ص ۳۴۸ و اسد الغابہ ج ۵ ص ۳۹۳

سنن میں موجود ہیں رلو یوں میں حسب ذیل اصحاب ہیں۔

عبداللہ، عروہ (پسران) عباد بن عبداللہ، عبداللہ بن عروہ (نبیرگان) فاطمہ بنت المنذر لن زبیرؓ، عبادہ بن حمزہ بن عبداللہ بن زبیرؓ، عبداللہ بن کیسان (غلام) لن عباس، صفیہ بنت شیبہ، لن ابی ملیحہ، وہب بن کیسان، ابو بکر و عامر (پسران) لن زبیرؓ، مطلب بن حطب، محمد بن منکدر، مسلم معری، ابو نوفل لن ابو عقرہ اخلاق:

حضرت اسماءؓ بالطبع نیکی کی طرف مائل تھیں ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کسوف کی نماز پڑھا رہے تھے نماز کو بہت طول دیا تو حضرت اسماءؓ نے ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا، ان کے پاس دو عورتیں کھڑی تھیں جن میں ایک فربہ اور دوسری لاغر تھی یہ دیکھ کر انہوں نے اپنے دل کو تسلی دی کہ مجھے ان سے زیادہ دیر تک کھڑا رہنا چاہیے (۱) لیکن چونکہ نماز کئی گھنٹے تک ہوئی تھی حضرت اسماءؓ کو غش آگیا اور سر پر پانی چھڑکنے کی نوبت آئی۔ (۲) لن ابی ملیحہ کا بیان ہے کہ ان کے سر میں درد ہوتا تو سر پکڑ کر کہتیں یہ میرا گناہ ہے (اور جو گناہ خدا معاف کرتا رہتا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہیں)

حق گوئی ان کا خاص شعار تھا اس کی متعدد مثالیں اوپر گزر چکی ہیں۔ حجاج بن یوسف جیسے ظالم اور جبار کے سامنے وہ جس صاف گوئی سے کام لیتی تھیں وہ بجائے خود اپنی آپ ہی نظیر ہے، ایک دن وہ منبر پر بیٹھا ہوا تھا، حضرت اسماءؓ اپنی کینر کے ساتھ آئیں اور دریافت کیا کہ ”امیر کہاں ہے؟“ معلوم ہوا تو حجاج کے قریب گئیں اس نے دیکھتے ہی کہا ”تمہارے بیٹے نے خدا کے گھر میں الحاد پھیلایا تھا“ اس لئے خدا نے اس کو بڑا دردناک عذاب دیا“ حضرت اسماءؓ نے بر جتہ جواب دیا تو جھوٹا ہے وہ ملحد نہ تھا بلکہ صائم، پارسا اور شب بیدار تھا۔ (۳)

نہایت صابر تھیں، حضرت لن زبیرؓ کی شہادت ایک قیامت تھی، جو ان کے لئے قیامت کبریٰ بن گئی، لیکن اس میں انہوں نے جس عزم، جس استقلال، جس صبر اور جس تحمل سے کام لیا اس کی تاریخ میں بہت کم نظیریں مل سکتی ہیں۔

حد درجہ خوددار تھیں، حجاج بن یوسف جیسے امیر کی نخوت بھی ان کی خودداری کی چٹان سے ٹکرا کر چور چور ہو جاتی تھی۔

بائیں ہمہ نہایت متواضع اور خاکسار تھیں، محنت مشقت میں ان کو بالکل عار نہ تھا،

(۱) مسند ج ۶ ص ۳۴۹ (۲) بخاری ج ۱ ص ۱۴۴ (۳) مسند ج ۶ ص ۳۵۱



چنانچہ جب ان کا نکاح ہوا تو حضرت زبیرؓ کے پاس کچھ نہ تھا صرف ایک اونٹ اور ایک گھوڑا تھا وہ گھوڑے کو دل نہ دیتی پانی بھرتی اور ڈول سیتی تھیں روٹی پکانی نہیں آتی تھی اس لئے آنا گوندھ کر رکھتی اور انصار کی بعض عورتیں پکادیتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیرؓ کو جو زمین عنایت فرمائی تھی وہاں جا کر وہ چھوہاروں کی گٹھالیاں چنتی اور تین فرلانگ سے سر پر لاد کر لاتی تھیں ایک دن اسی حالت میں آرہی تھیں کہ آنحضرت ﷺ سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے اپنے اونٹ کو بٹھایا کہ سوار ہو جائیں، لیکن ان کو شرم معلوم ہوئی اور اونٹ پر نہ بیٹھیں، گھر آ کر حضرت زبیرؓ سے سارا قصہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا سبحان اللہ! سر پر بوجھ لادنے سے شرم نہیں آئی؟ کچھ زمانہ کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے ان کو ایک غلام دیا جو گھوڑے کی تربیت اور پرداخت کرتا تھا اس وقت حضرت اسماءؓ کی مصیبت کم ہوئی کہتی تھیں فکانما اعقنی یعنی گویا ابو بکرؓ نے مجھ کو آزاد کر دیا۔ (۱)

غربت کی وجہ سے جو کچھ خرچ کرتیں ناپ تول کر خرچ کرتی تھیں، آنحضرت ﷺ نے منع کیا کہ پھر خدا بھی ناپ کر دے گا اس وقت سے یہ عادت چھوڑ دی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آمدنی وافر ہو گئی اور پھر کبھی تنگدست نہیں ہوئیں۔ (۲)

حد درجہ فیاض تھیں، عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے بڑھ کر کسی کو فیاض نہیں دیکھا، حضرت عائشہؓ نے اپنی وفات کے وقت ترکہ میں ایک جنگل چھوڑا تھا جو ان کے حصہ میں آیا تھا، لیکن انہوں نے اس کو لاکھ درہم پر فروخت کر کے کل رقم عزیزوں پر تقسیم کر دی (۳) ہمار پڑتیں تو اپنے تمام غلام آزاد کر دیتی تھیں (۴) حضرت زبیرؓ کا مزاج تیز تھا اس لئے انہوں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ میں بلا اجازت ان کے مال سے فقراء کو خیرات دے سکتی ہوں؟ آنحضرت ﷺ نے اجازت دی۔ (۵)

ایک مرتبہ ان کی ماں مدینہ میں آئیں اور ان سے روپیہ مانگا، حضرت اسماءؓ نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ وہ مشرک ہیں کیا ایسی حالت میں ان کی مدد کر سکتی ہوں؟ ارشاد ہوا ”ہاں (اپنی ماں کے ساتھ صلح رحمی کرو)“ (۶)

حضرت اسماءؓ نے کئی حج کئے۔ پہلا حج آنحضرت ﷺ کے ساتھ کیا تھا (۷) اس میں

جو کچھ دیکھا تھا (۱) ان کو بالکل یاد نہ تھا، چنانچہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کے بعد جب حج کے لئے آئیں اور مزدلفہ میں ٹھہریں تورات کو نماز پڑھی پھر اپنے غلام سے پوچھا ”چاند چھپ گیا“ اس نے کہا نہیں، جب چاند ڈوب گیا، بولیں کہ اب رمی کے لئے چلو، رمی کے بعد پھر واپس آئیں اور صبح کی نماز پڑھی اس نے کہا آپ نے بڑی عجلت کی فرمایا آنحضرت ﷺ نے پردہ نشینوں کو اس کی اجازت دی ہے (۲) جب کبھی جوں سے گزرتیں کہتیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں یہاں ٹھہرے تھے، اس وقت ہمارے پاس بہت کم سامان تھا ہم نے اور عائشہؓ اور زبیرؓ نے عمرہ کیا تھا اور طواف کر کے حلال ہوئے تھے۔ (۳)

نہایت بہادر تھیں، اخلاقی جرأت کے چند واقعات اوپر تحریر ہو چکے ہیں سعید بن عاص کے زمانہ حکومت میں جب اسلام میں فتنہ پیدا ہوا اور بد امنی شروع ہو گئی تو انہوں نے ایک خنجر رکھا تھا لوگوں نے پوچھا اس کا کیا فائدہ ہے؟ بولیں اگر کوئی چور آئے گا تو اس سے اس کا پیٹ چاک کروں گی؟ (۴)

حضرت اسماءؓ کے تقدس کا عام چرچا تھا لوگ ان سے دعا کراتے تھے جب کوئی عورت بخار میں مبتلا ہوتی اور دعا کے لئے آتی تو اس کے سینہ پر پانی چھڑکتیں اور کہتیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو (۵) حضرت لن عمرؓ اور حضرت عائشہؓ نے حضور ﷺ سے روایت کیا ہے کہ بخار آتش جہنم کی گرمی سے ہے اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو (۶) گھر کا کوئی آدمی بیمار ہوتا تھا تو آنحضرت ﷺ کا جبہ (جس کو حضرت عائشہؓ نے وفات کے وقت ان کے سپرد کیا تھا) دھوتی اور اس کا پانی پلاتی تھیں اس سے بیمار کو شفا ہو جاتی تھی۔ (۷)

### (۳۱) حضرت فاطمہ بنت قیسؓ

نام و نسب:

فاطمہ نام، سلسلہ نسب یہ ہے: فاطمہ بنت قیس بن خالد اکبر بن وہب ثعلبہ بن وائلہ بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فرہ والدہ کا نام امیمہ بنت ربیعہ تھا اور بنی کنانہ سے تھیں۔

(۱) بخاری ج ۱ ص ۲۳۷ (۲) ایضاً (۳) ایضاً (۴) ذیل طبری ج ۱۳ ص ۲۴۶۱

(۵) بخاری ج ۲ ص ۸۵۲ (۶) ایضاً باب الحمی میں فیح جہنم (۷) مسند ج ۶ ص ۳۴۸

(۱) بخاری ج ۲ ص ۷۵۶ (۲) مسند ج ۶ ص ۳۵۲ (۳) بخاری باب ہبة الواحد للجفاعة

(۴) خلاصہ تہذیب ص ۴۸۸ (۵) مسند ج ۶ ص ۳۵۳ (۶) بخاری ج ۲ ص ۸۸۴ (۷) مسلم ج ۱ ص ۴۷۹



نکاح:

ابو عمرو بن حفص بن مغیرہ سے نکاح ہوا۔

اسلام:

اسلام کے ابتدائی دور میں ایمان لائیں۔

ہجرت:

اور ہجرت کی۔

عام حالات:

۵۴ ہجری میں حضرت علیؑ ایک لشکر لے کر یمن گئے تھے، ابو عمرو بھی ان کے ساتھ تھے، چلتے وقت عیاش بن ابی ربیعہ کی معرفت اپنی بیوی کو آخری طلاق (دو طلاق پہلے دے چکے تھے) اور ۵۵ صاع جو اور خرے بچھے حضرت فاطمہؑ نے کھانے اور مکان کا مطالبہ کیا تو عیاش نے کہا کہ جو کچھ دیا گیا محض احسان ہے ورنہ ہمارے ذمہ یہ بھی ضروری نہیں، اس جواب پر فاطمہ کو غصہ آیا اور اپنے کپڑے لیکر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں گئیں خالد بن ولیدؓ وغیرہ بھی پہنچے، آپ نے دریافت کیا کہ انہوں نے تم کو کتنے مرتبہ طلاق دی بولیں ۳ مرتبہ فرمایا۔ اب تم کو نفقہ نہیں مل سکتا۔ (۱) تم ام شریک کے ہاں عدت کے دن پورے کرو لیکن چونکہ ام شریک کے اعزہ و اقارب ان کے مکان میں آتے جاتے ہیں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”لن مکتوم نہینا اور تمہارے لن عم ہیں اس لئے بہتر ہے کہ تم ان کے ہاں رہو“ عدت کا زمانہ پورا ہوا تو ہر طرف سے پیغام آئے امیر معاویہؓ، ابو جہم اور اسامہ بن زیدؓ نے بھی پیغام دیا لیکن آنحضرت ﷺ نے پہلے دو شخصوں کا پیغام اس لئے مسترد کر دیا کہ اول الذکر مفلس اور دوسرے تند مزاج تھے پھر فاطمہؑ سے فرمایا کہ تم اسامہؓ سے نکاح کر لو چونکہ فاطمہؑ کو خیال تھا کہ خود آنحضرت ﷺ ان کو اپنی زوجیت کا شرف عطا فرمائیں گے اس لئے انکار کیا ارشاد ہوا ”خدا اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو“ اس میں تمہارے لئے بھلائی ہے“ یہ سن کر فاطمہ مجبور ہوئیں اور حضرت اسامہؓ سے نکاح کر لیا، کہتی ہیں کہ پھر میں قابل رشک بن گئی۔ (۲)

۲۳ ہجری میں جب حضرت عمرؓ نے انتقال کیا تو مجلس شوریٰ کا اجلاس فاطمہ ہی کے مکان میں ہوتا تھا۔ (۳)

(۱) عدت کے اندر عورت کا کھانا کپڑا اسی مرد کے ذمہ ہے جس نے طلاق دی ہے حضرت فاطمہؑ بنت قیس کی اس روایت کے متعلق بڑی بحث ہے جس کے ذکر کا یہاں موقع نہیں ہے۔ (۲) مسلم ج ۱ ص ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵ مسند ج ۶ ص ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴ (۳) اسد الغابہ ج ۸ ص ۸۲۶

۵۴ ہجری میں حضرت اسامہؓ نے انتقال فرمایا فاطمہؑ کو سخت صدمہ ہوا دوسری شادی نہیں کی اور اپنے بھائی ضحاکؓ کے ساتھ رہیں جب یزید نے اپنے عہد حکومت میں ان کو عراق کا گورنر مقرر کیا تو فاطمہؑ بھی ان کے ساتھ کوفہ چلی آئیں اور یہیں سکونت اختیار کی۔ وفات:

وفات کا سال معلوم نہیں، حضرت ابن زبیرؓ کے زمانہ خلافت تک زندہ تھیں۔ (۱)

حلیہ:

خوبصورت تھیں۔ (۲)

فضل و کمال:

اسد الغابہ میں ہے:

لها عقل و کمال (ص ۵۲۶ ج ۵)

”یعنی وہ عنایت عقیل اور صاحب کمال تھیں۔“

حضرت سعید بن زید کی صاحبزادی، عبداللہ بن عمرو (بن عثمان) کو منسوب تھیں، انہوں نے ان کو تین طلاقیں دیں، فاطمہؑ ان کی خالہ ہوتی تھیں کہلا بھیجا کہ میرے گھر چلی آؤ مروان نے قیصہ کو بھیجا کہ فاطمہؑ سے سبب دریافت کرو، قیصہ نے آکر کہا کہ آپ ایک عورت کو ایام عدت گزرنے سے قبل کیوں گھر سے نکالتی ہیں، بولیں اس لئے کہ آنحضرت ﷺ نے مجھ کو یہی حکم دیا تھا اس کے بعد اپنا واقعہ بیان کیا اور اس کی قرآن مجید سے تائید کی، قرآن مجید میں ہے:

إِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلَّقُوهُنَّ لِعَدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ مُبَيَّنَةٍ (طلاق ۱)

”جب تم عورتوں کو طلاق دو تو ان کو عدت کے وقت تک طلاق دو اور عدت کو شمار کرو اور خدا سے ڈرو اور ان کو ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ نکلیں مگر یہ کہ کھلی ہوئی بے حیائی کی مرتکب ہوں“

یہ مراجعہ کی صورت تھی اس کے بعد ہے۔

فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ (طلاق ۲)

”پس جب میعاد کو پہنچ جائیں تو ان کو اچھی طرح روکے رکھو یا اچھی طرح جدا کر دو“

(۱) مسلم ج ۱ ص ۵۸۶ (۲) اصباہ ج ۸ ص ۱۶۴



## عام حالات:

آنحضرت ﷺ سے ان کو بہت محبت تھی آپ ﷺ کبھی ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے انہوں نے آپ کے لئے علیحدہ بچھونا اور ایک تھمر رکھ چھوڑی تھی چونکہ ان میں آنحضرت ﷺ کا پسینہ جذب ہوتا تھا یہ بڑی متبرک چیزیں تھیں حضرت شفاءؓ کے بعد ان کی اولاد نے ان تبرکات کو نہایت احتیاط سے محفوظ رکھا لیکن مروان نے ان سے یہ سب چیزیں لے لیں۔ (۱)

آنحضرت ﷺ نے ان کو ایک مکان بھی عنایت فرمایا تھا اور وہ اپنے بیٹے کے ساتھ انہی میں سکونت پذیر تھیں۔ (۲)

حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں ان کے ساتھ خاص رعایتیں کیں۔ چنانچہ لکن سعد میں ہے:-

كان عمر يقدر مهافي الرأى ويرعاها ويفضلها وربما ولاها شيئا من امر السوق (۳)  
”حضرت عمرؓ ان کو رائے میں مقدم رکھتے ان کی فضیلت کی رعایت کرتے اور ان کو بازار کا اہتمام سپرد کرتے تھے۔“

## وفات:

وفات کا سنہ معلوم نہیں۔

## اولاد:

اولاد میں دو کا پتہ چلتا ہے، سنیماں اور ایک لڑکی جو شرجیل بن حسنہ کو منسوب تھی۔

## فضل و کمال:

جاہلیت میں دو چیزوں میں مشہور تھیں، جھاڑ پھونک اور لکھنا، جھاڑ پھونک کے متعلق آنحضرت ﷺ سے انہوں نے استفسار کیا تھا، آنحضرت ﷺ نے اجازت دی تھی اور فرمایا تھا کہ حصہ کو بھی سکھا دو، لکھنے کے متعلق بھی یہی ارشاد ہوا تھا (۴) چونی کے کالے میں یہ منتر پڑھتی تھیں۔ بسم الله صلب جبر تعوذ امن اقواها فلا تضرا حدا اللهم اكشف الباس رب الناس (۵)

(۱) اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۸۶ (اصابہ ج ۸ ص ۱۲۱) (۲) اسابہ ج ۱۲۱ بحوالہ ابن سعد

(۳) اسابہ ج ۱۲۱ (۴) مسند ج ۶ ص ۳۷۳ (۵) اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۸۷

اس بناء پر تین مرتبہ کے بعد پھر کسی صورت کا احتمال نہیں ہے اس کے بعد فرمایا کہ چونکہ تمہارے نزدیک عورت جب تک حاملہ نہ ہو اس کا نفقہ نہ دینا چاہیے اس لئے اس کو روک رکھنا بالکل بیکار ہے (جب مروان کو حضرت فاطمہؓ کی اس گفتگو کی اطلاع ہوئی تو کہا کہ یہ ایک عورت کی بات ہے اور ان مطلقہ خاتون کو حکم دیا کہ اپنے گھر واپس آئیں، چنانچہ وہ واپس آئیں اور وہیں عدت گزاری) (۱)

فاطمہؓ نے آنحضرت ﷺ سے چند حدیثیں روایت کی ہیں جو متعدد اشخاص کے ذریعہ سے مروی ہیں ان میں سے چند نام یہ ہیں۔

قاسم بن محمد، ابو بکر بن ابوالجهم، ابو سلمہ، سعید بن مسیب، عروہ، عبداللہ بن عبداللہ، اسود، سلیمان بن یسار، عبداللہ البہی، محمد بن عبدالرحمن بن ثوبان، شعبی، عبدالرحمن بن عاصم، تمیم اخلاق:

عادات و اخلاق نہایت شریفانہ تھے، شعبی جو ان کے شاگرد تھے، ملنے کو آئے تو انہوں نے چھوہارے کھلائے اور ستوپلایا۔ (۲)

## (۳۲) حضرت شفاء بنت عبداللہؓ

## نام و نسب:

شفاء نام قبیلہ قریش کے خاندان عدی سے ہیں سلسلہ نسب یہ ہے: شفاء بنت عبداللہ بن عبد شمس بن خلف بن سداو بن عبداللہ بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب بن لوی، والدہ کا نام فاطمہ بنت وہب بن عمرو بن عائد بن عمر بن مخزوم تھا۔ نکاح:

ابو حشمہ بن حذیفہ عدوی سے نکاح ہوا۔

## اسلام:

ہجرت کے قبل مسلمان ہوئیں۔ (۳)

(۱) مسلم ج ۱ ص ۵۸۴ و مسند ج ۶ ص ۱۶۴ (۲) مسلم ج ۱ ص ۵۸۵

(۳) اسابہ ج ۸ ص ۲۰



حضرت شفاءؓ نے آنحضرت ﷺ اور حضرت عمرؓ سے چند حدیثیں روایت کی ہیں جن کی تعداد صاحب خلاصہ کے نزدیک بارہ ہے، رولویوں میں ان کے بیٹے اور دو پوتے ابو بکر و عثمان اور ابو سلمہ، حضرت حصہؓ ابو اسحق شامل ہیں۔  
اخلاق:

اسد الغابہ میں ہے: (۱)

كانت من عقلاء النساء وفضلائهن

”یعنی وہ بڑی عاقلہ اور فاضلہ تھیں“

حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ ان کو بلا کر ایک چادر عنایت کی اور عاتکہ بنت اسید کو ان سے بہتر چادر دی، تو یولیس تمہارے ہاتھ غبار آلود ہوں، ان کو مجھ سے بہتر چادر دی حالانکہ میں ان سے پہلے مسلمان ہوئی تمہاری بنت عم بھی ہوں اس کے علاوہ تم نے مجھ کو طلب کیا تھا اور یہ خود چلی آئیں۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ میں تمہیں عمدہ چادر دیتا لیکن جب یہ آگئیں تو مجھے ان کی رعایت کرنی پڑی کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ سے نسبتاً قریب تر ہیں۔ (۲)

### (۳۳) حضرت زینبؓ بنت ابی معاویہ

نام و نسب:

زینب نام، رابطہ عرف، قبیلہ ثقیف سے تھیں۔ سلسلہ نسب یہ ہے: زینب بنت عبد اللہ، ابی معاویہ بن معاویہ بن عتاب بن اسعد بن غاضرہ بن حطیط بن جشم لن ثقیف۔

نکاح:

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے نکاح ہوا، چونکہ ان کا کوئی ذریعہ معاش نہ تھا اور زینبؓ دستکار تھیں۔ اس لئے اپنے شوہر اور لولاد کی خود کفیل ہوئیں، ایک دن کہنے لگیں کہ تم نے اور تمہاری لولاد نے مجھ کو صدقہ و خیرات سے روک رکھا ہے، جو کچھ کماتی ہوں تم کو کھلا دیتی ہوں، بھلا اس میں میرا کیا فائدہ؟ حضرت لن مسعودؓ نے جواب دیا تم اپنے فائدہ کی صورت نکال لو، مجھ کو تمہارا نقصان منظور نہیں حضرت زینبؓ آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچیں اور عرض کی

کہ میں دست کار ہوں اور جو کچھ اس سے پیدا کرتی ہوں شوہر اور بال بچوں پر صرف ہو جاتا ہے، کیونکہ میرے شوہر کا کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے اس بناء پر میں محتاجوں کو صدقہ نہیں دے سکتی۔ اس حالت میں کیا مجھ کو کچھ ثواب ملتا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہاں تم کو ان کی خبر گیری کرنا چاہیے۔ (۱)

عام حالات:

حضرت زینبؓ کے حالات بہت کم معلوم ہیں سال وفات کا بھی یہی حال ہے۔

ولاد:

ابو عبیدہؓ جو اپنے زمانہ کے مشہور محدث گزرے ہیں حضرت زینبؓ کے نورِ نظر تھے۔

فضل و کمال:

آنحضرت ﷺ کی حضرت عمرؓ اور لن مسعودؓ سے چند حدیثیں روایت کیں، رولویوں میں حسب ذیل اصحاب ہیں۔ ابو عبیدہ، عمرو بن حارث بن ابی ضرار، بسر بن سعید، عبید بن سباق، کلثوم، محمد بن عمرو بن حارث۔

اخلاق:

بارگاہ نبوت میں ان کو مخصوص درجہ حاصل تھا۔ اکثر آپ کے مکان میں آتی جاتی تھیں ایک دن وہ آپ کے سر کے جویں دیکھ رہی تھیں، مہاجرین کی اور عورتیں بھی بیٹھی ہوئی تھیں، ایک مسئلہ پیش ہوا تو انہوں نے اپنے کام چھوڑ کر بولنا شروع کیا آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم آنکھ سے نہیں بولتی ہو کام بھی کرو اور گفتگو بھی۔ (۲)

### (۳۴) حضرت اسماءؓ بنت یزید

نام و نسب:

اسماء نام، ام سلمہ کنیت۔ سلسلہ نسب یہ ہے: اسماء بنت یزید بن اسکن بن زافع بن امرء القیس بن زید بن عبد الاشہل بن جشم بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن لوس۔



اسلام :

ہجرت کے بعد مسلمان ہوئیں اور چند عورتوں کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بیعت کے لئے آئیں۔ آپ صحابہ کے مجمع میں تشریف فرماتے انہوں نے عرض کی کہ ”مسلمان عورتوں کی طرف سے ایک پیغام لے کر آئی ہوں خدا نے آپ کو مرد اور عورت سب کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے، ہم نے آپ کی پیروی کی ہے اور آپ پر ایمان لائے ہیں لیکن ہماری حالت مردوں سے بالکل جداگانہ ہے، ہم پردہ نشین ہیں اس لئے جمعہ اور جماعت میں شریک نہیں ہو سکتے اور مرد جمعہ و جماعت میں شریک ہوتے ہیں، مریضوں کی عیادت کرتے ہیں، نماز جنازہ پڑھتے ہیں، حج کو جاتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جہاد کرتے ہیں لیکن ان تمام صورتوں میں ہم گھر میں بیٹھ کر ان کی اولاد کو پالتے ہیں، گھروں کی حفاظت کرتے ہیں، کپڑوں کے لئے چرخہ کاتتے ہیں، تو کیا اس صورت میں ہم کو بھی کچھ ثواب ملے گا“ آنحضرت ﷺ نے سنا تو صحابہ سے فرمایا کہ تم نے کسی عورت سے ایسی گفتگو بھی سنی ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں، آپ ﷺ نے اسماء کو جواب دیا نہیں، آپ نے اسماء کو جواب دیا کہ عورت کے لئے شوہر کی رضا جوئی نہایت ضروری چیز ہے اگر وہ فرائض زوجیت ادا کرتی ہے اور شوہر کی مرضی پر چلتی ہے تو مرد کو جس قدر ثواب ملتا ہے، عورت کو بھی اسی قدر ملتا ہے۔ (۱)

جامع ترمذی، لن سعد اور مسند لن حنبل میں اس بیعت کا کسی قدر تذکرہ آیا ہے۔ مسند میں ہے کہ اس بیعت میں اسماء کی خالہ بھی شریک تھیں جو سونے کے کنگن اور انگوٹھیاں پہنے تھیں، آپ نے فرمایا ان کی زکوٰۃ دیتی ہو؟ بولیں نہیں تو فرمایا تو کیا تم کو یہ پسند ہے کہ خدا آگ کے کنگن اور انگوٹھیاں پہنائے، حضرت اسماء نے کہا خالہ ان کو اتار دو، چنانچہ فوراً تمام چیزیں اتار کر پھینک دیں اسماء نے کہا یا رسول اللہ! ہم زیور نہ پہنیں گے تو شوہر بے وقعت سمجھے گا ارشاد ہوا ”تو پھر چاندی کے زیور، نولور، ان پر زعفران مل لو کہ سونے کی چمک پیدا ہو جائے“

غرض ان باتوں کے بعد جب بیعت کا وقت آیا آنحضرت ﷺ نے زبانی چند اقرار کرائے حضرت اسماء نے کہا یا رسول اللہ! ہم آپ سے بیعت کرتے ہیں اپنا ہاتھ بڑھائیے فرمایا، میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔

بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ کنگن کا واقعہ خود حضرت اسماء کا تھا۔ (۱)

عام حالات :

۱۴ ہجری میں حضرت عائشہ کی رخصتی ہوئی اور وہ اپنے میحہ سے کاشانہ نبوت میں آئیں، تو جن عورتوں نے ان کو سنوارا تھا ان میں حضرت اسماء بھی داخل تھیں حضرت عائشہ کو جلوے میں بٹھا کر آنحضرت ﷺ کو اطلاع کی، آپ ان کے پاس آ کر بیٹھ گئے، کسی نے دودھ پیش کیا تو تھوڑا سا پی کر حضرت عائشہ کو دے دیا ان کو شرم معلوم ہوئی اور سر جھکا لیا، حضرت اسماء نے ڈانٹا کہ رسول اللہ ﷺ جو دیتے ہیں، لے لو، حضرت عائشہ نے دودھ لے کر کسی قدر پی لیا اور پھر آنحضرت ﷺ کو واپس کر دیا آنحضرت ﷺ نے حضرت اسماء کو دیا انہوں نے پیالہ کو گھٹنے پر رکھ کر گردش دینا شروع کیا کہ جس طرف سے آنحضرت ﷺ نے نوش فرمایا تھا وہاں بھی منہ لگ جائے اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اور عورتوں کو بھی دو، لیکن سب نے جواب دیا کہ ہم کو اس وقت خواہش نہیں ہے ارشاد ہوا ”بھوک کے ساتھ جھوٹ بھی؟“ (۲)

۱۵ ہجری یرموک کا واقعہ پیش آیا اس میں حضرت اسماء نے اپنے خیمہ کی چوب سے ۹ رومیوں کو قتل کیا۔ (۳)

وفات :

یرموک کے بعد مدت تک زندہ رہیں اور پھر وفات پائی، وفات کا سال معلوم نہیں ہے۔

فضل و کمال :

حضرت اسماء نے آنحضرت ﷺ سے چند حدیثیں روایت کی ہیں، جن کے راوی اصحاب ذیل ہیں۔ محمود بن عمرو، انصاری، مہاجر بن ابی مسلم، شہر بن حوشب، مجاہد، اسحق بن راشد، لیکن ان میں سب سے زیادہ شہر بن حوشب نے راویتیں کی ہیں۔

اخلاق :

استیعاب میں ہے :

كانت من ذوات العقل والدين



”یعنی وہ عقل اور دین دونوں سے متصف تھیں“

آنحضرت ﷺ کی خدمت کرتی تھیں (۱) ایک مرتبہ ناقہ غضباء کی مہارت تھامے تھیں کہ آنحضرت ﷺ پر وحی نازل ہوئی ان کا بیان ہے کہ وحی کا اعتبار تھا کہ مجھے خوف ہوا کہ کہیں لوٹنی کے ہاتھ پاؤں نہ ٹوٹ جائے (۲) حضرت اسماءؓ اکثر اوقات کا شانہ نبوت میں حاضر ہوتیں ایک مرتبہ بیٹھی تھیں کہ آنحضرت ﷺ نے دجال کا ذکر فرمایا، گھر میں کھرام مچ گیا آنحضرت ﷺ دوبارہ واپس آئے تو وہی حالت قائم تھے فرمایا کیوں روتی ہو؟ حضرت اسماءؓ نے کہا ہماری حالت یہ ہے کہ لونڈی آٹا گوندھنے بیٹھی ہے، ہم کو سخت بھوک ہوتی ہے وہ پکا کر فارغ نہیں ہوتی کہ ہم بھوک سے بیتاب ہو جاتے ہیں پھر دجال کے زمانہ میں جو قحط پڑے گا اس پر کیوں کر صبر کر سکیں گے (یعنی فوراً اس کے دام میں پھنس جائیں گے) آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اس دن تسبیح و تکبیر بھوک سے بچائے گی پھر کھارونے کی ضرورت نہیں اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو میں خود سینہ سپر ہوں گا ورنہ میرے بعد خدا پر مسلمان کی حفاظت کرے گا۔ (۳)

مہمان نواز تھیں (ایک بار حضرت) شہر بن حوشبؓ آئے تو (انہوں نے) ان کے سامنے کھانا رکھا (حضرت شہر بن حوشبؓ نے) انکار کیا تو آنحضرت ﷺ کا ایک واقعہ بیان کیا (جس سے یہ اشارہ مقصود تھا کہ انکار کرنا مناسب نہیں انہوں نے کہا اب دوبارہ ایسی غلطی نہ کروں گا) (۴)

### (۳۵) حضرت ام الدرداءؓ

نام و نسب :

ام الدرداءؓ دو تھیں۔ اور دونوں حضرت ابو الدرداءؓ کے عقد نکاح میں آئیں۔ لیکن جو بڑی تھیں وہ صحابیہ ہیں امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین کے قول کے مطابق ان کا نام خیرہ تھا اور ابو حدرداسلمی کی صاحب زادی تھیں۔

وفات :

حضرت ابو الدرداءؓ سے دو سال قبل شام میں وفات پائی۔ یہ خلافت عثمانی کا زمانہ تھا۔

فضل و کمال :

حافظ ابن عبد البر لکھتے ہیں :

(۱) مسند ج ۶ ص ۴۵۹ (۲) ایضاً ص: ۴۵۸ (۳) مسند ج ۶ ص ۴۵۳ (۴) ایضاً ۴۵۸

كانت من فضلى النساء و عقلائهن وذوات الراى فيهن (۱)

”وہ بڑی عاقلہ اور فاضلہ اور صاحب الرائے تھیں“

آنحضرت ﷺ اور حضرت ابو الدرداءؓ سے چند حدیثیں روایت کی ہیں ان کے شاگرد میمون بن مہران ہیں جن کی سماعت پر جمہور کا اتفاق ہے حافظ ابن عبد البر نے بعض اور روایوں کے نام بھی لکھے ہیں لیکن یہ سخت غلطی ہے کیوں کہ ان میں سے کسی نے ام الدرداءؓ کا زمانہ نہیں پایا۔

اخلاق :

نہایت عابدہ اور زاہدہ تھیں۔ (۲)

### (۳۶) حضرت ام حکیمؓ

نام و نسب :

قریش کے خاندان مخزوم سے تھیں باپ کا نام حارث بن ہشام بن المغیرہ اور ماں کا نام فاطمہ بنت الولید تھا۔ فاطمہ حضرت خالد بن الولید کی ہم شیر تھیں۔

نکاح :

عکرمہ بن ابو جہل سے (جوان کے لہن عم تھے) شادی ہوئی۔

عام حالات :

غزوہ احد میں کفار کے ساتھ شریک تھیں۔ لیکن جب ۸ ہجری میں مکہ فتح ہوا تو پھر اسلام سے چارہ نہ تھا ان کا خسر (ابو جہل) مکہ میں اسلام کا سب سے بڑا دشمن اور کفر کا سرغنہ رہ چکا تھا شوہر عکرمہ کی رگوں میں اسی کا خون دوڑتا تھا (ماموں) خالد بھی مدت سے اسلام سے برسر پیکار رہ چکے تھے لیکن بایں ہمہ ام حکیمؓ نے اپنی فطری سلامت روی کی بناء پر فتح مکہ میں اسلام قبول کرنے میں بہت عجلت کی۔ ان کے شوہر جان بچا کر یمن بھاگ گئے تھے ام حکیمؓ نے ان کے لئے امن کی درخواست کی تو رحمت عالم کا دامن عفو نہایت کشادہ تھا غرض یمن جا کر ان کو واپس لائیں اور عکرمہ نے صدق دل سے اسلام قبول کیا حضرت عکرمہؓ نے

(۱) اصباہ ج ۸ ص ۷۳

(۲) اصباہ ج ۸ ص ۷۳



مسلمان ہو کر اپنے تمام گناہوں کا کفارہ ادا کیا نہایت جوش سے غزوات میں شرکت کی اور بڑی پامردی اور جال بازی سے لڑے حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ خلافت میں رومیوں سے جنگ چھڑی۔ حضرت عکرمہؓ ام حکیمؓ کو لے کر شام گئے اور اجنادین کے معرکہ میں دلا شجاعت دیکر شہادت حاصل کی۔ حضرت ام حکیمؓ نے عدت کے بعد خالد بن سعید بن العاص سے نکاح کیا ۴۰۰ سو دینار مہر بندھا اور رسم عروسی ادا کرنے کی تیاریاں ہوئیں، چونکہ نکاح مرج الصفر میں ہوا تھا جو دمشق کے قریب ہے اور ہر وقت رومیوں کے حملہ کا اندیشہ تھا۔ حضرت ام حکیمؓ نے خالد سے کہا کہ ابھی توقف کرو، لیکن خالد نے کہا کہ مجھے اسی معرکہ میں اپنی شہادت کا یقین ہے، غرض ایک پل کے پاس جواب قطرہ ام حکیمؓ کہلاتا ہے رسم عروسی ادا ہوئی دعوت ولیمہ سے لوگ فارغ نہیں ہوئے تھے کہ رومی آپہنچے اور لڑائی شروع ہو گئی خالد میدان جنگ میں گئے اور شہادت حاصل کی، حضرت ام حکیمؓ اگرچہ عروس تھیں تاہم انھیں کپڑوں کو باندھا اور خیمہ کی چوب اکھاڑ کر کفار پر حملہ کیا، لوگوں کا بیان ہے کہ انہوں نے اس چوب سے سات کافروں کو قتل کیا تھا۔ (۱)

وفات:

حضرت ام حکیمؓ کی وفات کا زمانہ معلوم نہیں، اولاد کا بھی یہی حال ہے۔

### (۳۷) حضرت خنساءؓ

نام و نسب:

تماضر نام، خنساء لقب، قبیلہ قیس کے خاندان سلیم سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے: خنساء بنت عمرو بن الشرید بن رباح بن یقطہ بن عصبہ بن خفاف بن امراء القیس بن بہشہ ابن سلیم بن منصور بن عکرمہ بن حصہ بن قیس بن عیلا بن مضر نجد کی رہنے والی تھیں۔ نکاح:

پہلا نکاح قبیلہ سلیم کے ایک شخص رواحہ بن عبد العزیٰ سے ہوا، اس کے انتقال کے بعد مرواس بن ابوعامر کے عقد نکاح میں آئیں۔ (۲)

اسلام:

پیری کا زمانہ تھا کہ مکہ کے افق سے ماہتاب رسالت طلوع ہوا، حضرت خنساءؓ کو خبر ہوئی تو اپنی قوم کے کچھ لوگوں کے ساتھ مدینہ میں آئیں اور مشرف باسلام ہوئیں، آنحضرت ﷺ دیر تک ان کے اشعار سنتے اور تعجب کرتے رہے، یہ ہجرت کے بعد کا واقعہ ہے۔ عام حالات:

حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں جب قادسیہ (عراق) میں جنگ ہوئی تو حضرت خنساءؓ اپنے چار بیٹوں کو لیکر میدان میں آئیں اور ان کو مخاطب کر کے یہ نصیحت کی، پیارے بیٹو! تم نے اسلام اور ہجرت اپنی مرضی سے اختیار کی ہے، ورنہ تم اپنے ملک کو بھاری نہ تھے، اور نہ تمہارے یہاں قحط پڑا تھا، جو اس کے تم اپنی بوڑھی ماں کو یہاں لائے اور فارس کے آگے ڈال دیا خدا کی قسم! تم ایک ماں اور باپ کی ولاد ہو میں نے نہ تمہارے باپ سے خیانت کی اور نہ تمہارے ماموں کو رسوا کیا تم جانتے ہو کہ دنیا فانی ہے اور کفار سے جو جہاد کرنے میں بڑا ثواب ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے یا ایہا الذین امنوا الصبروا وصابروا ورابطوا اس بنا پر صبح اٹھ کر لڑنے کی تیاری کرو اور آخر وقت تک لڑو، (۳) چنانچہ بیٹوں نے ایک ساتھ باگیں اٹھائیں اور نہایت جوش میں رجز پڑھتے ہوئے بڑھے اور شہید ہوئے حضرت خنساءؓ کو خبر ہوئی تو خدا کا شکر ادا کیا۔

حضرت عمرؓ ان لڑکوں کو ۲۰۰ درہم سالانہ وظیفہ عطا کرتے تھے ان کی شہادت کے بعد یہ رقم حضرت خنساءؓ کو ملتی رہی۔ (۴) وفات:

اس واقعہ کے دس برس کے بعد حضرت خنساءؓ نے وفات پائی۔ سال وفات ۲۴ ہجری ہے۔

اولاد:

چار لڑکے تھے جو قادسیہ میں شہید ہوئے ان کے نام یہ ہیں ”عبد اللہ“ ابو شجرہ (پہلے شوہر سے) زید، معاویہ (دوسرے شوہر سے) فضل و کمال:

اقسام خن میں سے مرثیہ میں حضرت خنساءؓ اپنا جواب نہیں رکھتی تھیں صاحب



آنحضرت ﷺ سے بھی ان کا یہی رشتہ تھا۔  
نکاح:

عمر بن قیس انصاریؓ سے ہوا۔<sup>(۱)</sup> لیکن جب انہوں نے احد میں شہادت پائی تو حضرت عبادہ بن صامت کے عقد نکاح میں آئیں جو بڑے رتبہ کے صحابی تھے۔  
• عام حالات اور وفات:

آنحضرت ﷺ جب کبھی قباء کی طرف تشریف لے جاتے تو حضرت ام حرامؓ کے گھر آتے اور کھانا نوش فرماتے تھے حجۃ الوداع<sup>(۲)</sup> کے بعد ایک روز آپ ﷺ تشریف لائے اور کھانا کھا کر آرام فرمایا تو حضرت ام حرامؓ نے جویں دیکھا شروع کیا آپ کو نیند آگئی لیکن تھوڑی دیر کے بعد مسکراتے ہوئے اٹھے اور فرمایا میں نے ایک خواب دیکھا ہے اور وہ یہ کہ ”میری امت کے کچھ لوگ سمندر میں غزوہ کے ارادہ سے سوار ہیں“ حضرت ام حرامؓ نے کہا ”یا رسول اللہ! دعا کیجئے کہ میں بھی ان میں شامل ہوں“ آپ نے دعا کی اور پھر آرام فرمایا۔ کچھ دیر کے بعد پھر مسکراتے ہوئے اٹھے اور اسی خواب کا اعادہ کیا حضرت ام حرامؓ نے پھر اپنی شرکت کے لئے دعا کی درخواست کی فرمایا تم پہلی جماعت کے ساتھ ہو اس خواب کی تعبیر ۲۸ ہجری میں پوری ہوئی۔

حضرت امیر معاویہؓ حضرت عمرؓ کی طرف سے شام کے حاکم تھے انہوں نے متعدد بار جزائر پر حملہ کرنے کی خواہش ظاہر کی، لیکن حضرت عمرؓ نے اجازت نہیں دی حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں انہوں نے اپنا ارادہ ظاہر کیا تو اجازت ملی، انہوں نے جزیرہ قبرس (سائپرس) پر حملہ کرنے کے لئے ایک بیڑا تیار کیا اس حملہ میں بہت سے صحابہ شریک تھے حضرت ابوذرؓ حضرت ابو الدرداءؓ حضرت عبادہ بن صامتؓ حضرت ام حرامؓ بھی ان ہی میں داخل تھیں<sup>(۳)</sup> بیڑا حمص<sup>(۴)</sup> کے ساحل سے روانہ ہوا اور قبرس فتح ہو گیا واپسی میں حضرت ام حرامؓ سواری پر چڑھ رہی تھیں کہ نیچے گریں اور جاں بحق تسلیم ہوئیں لوگوں نے ان کو وہیں دفن کر دیا۔<sup>(۵)</sup>

(۱) تہذیب ج ۱۲ ص ۴۶۲ (۲) زرقانی ج ۲ ص ۶۶ واصابہ ج ۸ ص ۲۲۲-۲۲۳

(۳) اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۷۵ (۴) زرقانی ص ۶۱ (۵) بخاری ج ۲ ص ۹۲۹

اسد الغابہ لکھتے ہیں۔<sup>(۱)</sup>

اجمع اهل العلم بالشعراء لم تکن امرأة قبلها ولا بعدها اشعر منها

”یعنی ناقدان سخن کا فیصلہ ہے کہ خنساءؓ کے برابر کوئی عورت شاعر نہیں پیدا ہوئی“

لیلائے اخیلیہ کو شعراء نے تمام شاعر عورتوں کا سرتاج تسلیم کیا ہے تاہم اس میں بھی حضرت خنساءؓ مستثنیٰ رکھی گئی ہیں (۲) بازار عکاظ میں جو شعراء عرب کا سب سے بڑا مرکز تھا، حضرت خنساءؓ کو یہ امتیاز حاصل تھا کہ ان کے خیمے کے دروازے پر ایک علم نصب ہوتا تھا جس پر یہ الفاظ لکھے تھے ارثی العرب یعنی عرب میں سب سے بڑی مرثیہ گو، نابغہ جو اپنے زمانہ کا سب سے بڑا شاعر تھا اس کو حضرت خنساءؓ نے اپنا کلام سنایا تو یوں لاکھ اگر میں ابو بصیر (اعشی) کا کلام نہ سن لیتا تو تجھ کو تمام عالم میں سب سے بڑا شاعر تسلیم کرتا“<sup>(۳)</sup>

حضرت خنساءؓ ابتداً ایک دو شعر کہتی تھیں لیکن صحر کے مرنے سے ان کو جو صدمہ پہنچا اس نے ان کی طبیعت میں ایک ہیجان پیدا کر دیا تھا چنانچہ کثرت سے مرثیے لکھے ہیں یہ شعر خاص طور پر مشہور ہیں:-

وان صخر التام الهداة به  
كانه علم في راسه نار

صحر کی بڑے بڑے لوگ اقتدا کرتے ہیں گویا وہ ایک پہاڑ ہے جس کی چوٹی پر آگ روشن ہے  
حضرت خنساءؓ کا دیوان بہت ضخیم ہے ۸۸۸ء میں بیروت میں مع شرح کے چھپا گیا ہے اس میں حضرت خنساءؓ کے ساتھ ۶۰ عورتوں کے اور بھی مرثیے شامل ہیں ۸۸۹ء میں اس کا فرنچ زبان میں ترجمہ ہوا اور دوبارہ طبع کیا گیا۔

(۳۸) حضرت ام حرامؓ

نام و نسب:

نام معلوم نہیں، ام حرام کنیت تھی، قبیلہ خزرج کے خاندان بنو نجار سے تھیں سلسلہ نسب یہ ہے: ام حرام بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جند بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار۔ والدہ کا نام ملیحہ تھا جو مالک بن عدی بن زید بن مناة بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار کی دختر تھیں۔ اس بناء پر ام حرامؓ حضرت ام سلیمؓ کی بہن اور حضرت انسؓ کی خالہ ہوتی ہیں

(۱) ایضاً ص ۴۴۱ (۲) طبقات الشعراء ص ۲۷۱ (۳) ایضاً ص ۱۹۸



ولاد:

حضرت ام حرامؓ سے ۳ لڑکے پیدا ہوئے پہلے شوہر سے قیس اور عبد اللہ اور حضرت عبادہؓ سے محمد۔

فضل و کمال:

آنحضرت ﷺ سے چند حدیثیں روایت کیں، رلویوں میں حضرت عبادہؓ حضرت انسؓ، عمرو بن اسود، عطاء بن یسار اور یعلیٰ بن شداد بن لوس ہیں۔

### (۳۹) حضرت ام ورقہ بنت عبد اللہ

نام و نسب:

نام معلوم نہیں، ام ورقہ کنیت اور انصار کے کسی قبیلہ سے تھیں، سلسلہ نسب یہ ہے ام ورقہ بنت عبد اللہ بن حارث بن عویمر بن نوفل۔

اسلام:

ہجرت کے بعد مسلمان ہوئیں۔

غزوات:

غزوہ بدر پیش آیا تو انہوں نے آنحضرت ﷺ سے شرکت کی اجازت مانگی کہ مریضوں کی تیمارداری کروں گی، ممکن ہے کہ اس سلسلہ میں شہادت نصیب ہو، آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”تم گھر میں رہو خدا تم کو وہیں شہادت عطا فرمائے گا“ شہادت:

چونکہ قرآن پڑھی ہوئی تھیں اور آنحضرت ﷺ نے ان کو عورتوں کا امام بنایا تھا۔

اس لئے درخواست کی کہ ایک مؤذن بھی مقرر فرمائیے چنانچہ مؤذن اذان دیتا اور عورتوں کی امامت کرتی تھیں (۱) راتوں کو قرآن پڑھا کرتیں انہوں نے ایک لونڈی اور ایک غلام کو مدبر بنایا یعنی اس شرط پر آزادی کا وعدہ کیا تھا کہ میرے بعد تم آزاد ہو ان بدبختوں نے اس وعدے سے (ناجائز) فائدہ اٹھانا چاہا، اور رات کو ایک چادر ڈال کر ان کا کام تمام کر دیا یہ خلافت فاروقی کا واقعہ ہے۔ صبح کو حضرت عمرؓ نے لوگوں سے پوچھا آج خالہ کے پڑھنے کی آواز نہیں آئی، معلوم نہیں

(۱) عورتوں کی امامت کے متعلق دیباچہ کے ص ۱۰ پر ایک نوٹ ہے وہ ملاحظہ ہو

کیسی ہیں؟ مکان میں گئے تو دیکھا کہ ایک چادر میں لپیٹی پڑی ہوئی ہیں، نہایت افسوس ہوا اور فرمایا خدا اور رسول ﷺ نے سچ کہا تھا آنحضرت ﷺ فرمایا کرتے تھے ”شہیدہ کے گھر چلو“ اس کے بعد منبر پر چڑھے اور کہا غلام اور لونڈی دونوں گرفتار کئے جائیں، چنانچہ وہ گرفتار ہو کر آئے تو حضرت عمرؓ نے ان کو سولی پر لٹکا دیا (یہ دونوں وہ پہلے مجرم ہیں) جن کو مدینہ منورہ میں سولی دی گئی۔ (۱)

### (۴۰) حضرت ہند

نام و نسب:

ہند نام، قبیلہ قریش سے تھیں، سلسلہ نسب یہ ہے۔ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف، ہند کا باپ قریش کا سب سے معزز رئیس تھا۔ نکاح:

فاکہ بن مغیرہ مخزومی سے نکاح ہوا، لیکن پھر کسی وجہ سے جھگڑا ہو گیا، تو ابو سفیان بن حرب کے عقد میں آئیں جو قبیلہ امیہ کے مشہور سردار تھے۔

عام حالات:

عتبہ، ابو سفیان اور ہند تینوں کو اسلام سے سخت عدالت تھی، اور وہ اسلام کی غیر معمولی ترقی کو نہایت رشک سے دیکھتے تھے۔ اور حتی الامکان اس کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرتے تھے، ابو جہل ان سب کا سردار تھا لیکن جب بدر کے معرکہ میں جو اسلام اور کفر کا پہلا معرکہ تھا، قریش کے بڑے بڑے سردار مارے گئے اور ابو جہل اور عتبہ وغیرہ بھی قتل ہو گئے تو ابو سفیان بن حرب نے جو عتبہ کے داماد تھے، اس کی جگہ لی اور ابو جہل کی طرح مکہ میں ان کی سیادت مسلم ہو گئی چنانچہ بدر کے بعد سے جس قدر معرکے پیش آئے ابو سفیان سب میں پیش پیش تھے۔ غزوہ احد ان ہی کے جوش انتقام کا نتیجہ تھا اس موقع پر ان کے ساتھ ان کی بیوی ہند بھی آئی تھیں، جنہوں نے اپنے باپ کے انتقام میں سنگ دلی اور خون خواری کا ایسا خطرناک منظر پیش کیا جس کے تخیل سے بھی جسم لرز اٹھتا ہے حضرت حمزہؓ آنحضرت ﷺ کے چچا تھے، انہوں نے عتبہ کو قتل کیا تھا ہند ان کی فکر میں تھیں۔



چنانچہ انہوں نے وحشی کو جو جبر بن مطعم کے غلام اور حربہ اندازی میں کمال رکھتے تھے حضرت حمزہؓ کے قتل پر آمادہ کیا تھا (یہ حضرت وحشیؓ کے قبل از اسلام کا واقعہ ہے) اور یہ اقرار ہوا کہ اس کارگزاری کے صلہ میں وہ آزاد کر دیئے جائیں گے، چنانچہ حضرت حمزہؓ جب ان کے برابر آئے تو وحشی نے حربہ پھینک کر مارا جو ناف میں لگا اور پار ہو گیا حضرت حمزہؓ نے ان پر حملہ کرنا چاہا لیکن لڑکھڑا کر گر پڑے اور روح پرواز کر گئی۔

خاتونان قریش نے انتقام بدر کے جوش میں مسلمانوں کی لاشوں سے بھی بدلہ لیا تھا ان کے ناک کان کاٹ لئے ہند نے ان پھولوں کا ہار بنایا اور اپنے گلے میں ڈالا حضرت حمزہؓ کی لاش پر گئیں اور ان کا پیٹ چاک کر کے کلیجہ نکالا اور چبا گئیں، لیکن گلے سے نہ اتر سکا۔ اس لئے اگل دینا پڑا (حضرت ابو سفیانؓ اور ہند کے یہ سب واقعات اسلام قبول کرنے سے پہلے کے ہیں) آنحضرت ﷺ کو اس فعل سے جس قدر صدمہ ہوا تھا اس کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟ لیکن ایک اور چیز تھی جو ایسے نازک موقعوں پر بھی جبین رحمت کو شکن آلود نہیں ہونے دیتی تھی۔ اسلام:

چنانچہ جب مکہ فتح ہوا اور آنحضرت ﷺ لوگوں سے بیعت لینے کے لئے بیٹھے تو مستورات میں ہند بھی آئیں، شریف عورتیں عموماً نقاب پہنتی تھیں ہند بھی نقاب پہن کر آئیں جس سے اس وقت یہ غرض بھی تھی کہ کوئی ان کو پہچانے نہ پائے۔ بیعت کے وقت انہوں نے نہایت دلیری سے باتیں کیں جو حسب ذیل ہیں۔

ہند: یا رسول اللہ! اپ ہم سے کن باتوں کا اقرار لیتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ: خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔

ہند: یہ اقرار آپ نے مردوں سے تو نہیں لیا۔ لیکن بہر حال ہم کو منظور ہے۔

رسول اللہ ﷺ: چوری نہ کرنا۔

ہند: میں اپنے شوہر کے مال میں سے کبھی کچھ لے لیا کرتی ہوں معلوم نہیں۔ یہ بھی جائز ہے یا نہیں؟

رسول اللہ ﷺ: اولاد کو قتل نہ کرنا۔

ہند: رہینا ہم صغار و قتلہم کباراً فانتم و ہم اعلم، ہم نے تو اپنے بچوں کو پالا تھیلے ہوئے تو جنگ بدر میں آپ نے ان کو مار ڈالا اب آپ اور وہ باہم سمجھ لیں۔

(اس دیدہ دلیری کے باوجود) آنحضرت ﷺ نے ہند سے درگزر فرمایا۔ (ہند کے قلب پر اس کا بہت اثر ہوا) اور ان کے دل نے اندر سے گواہی دی کہ آپ سچے پیغمبر ہیں۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! اس سے پہلے آپ کے خیمہ سے زیادہ میرے نزدیک کوئی مبغوض خیمہ نہ تھا لیکن اب آپ کے خیمہ سے زیادہ کوئی محبوب خیمہ میرے نزدیک نہیں ہے۔<sup>(۱)</sup>

حضرت ہندؓ مسلمان ہو کر گھر گئیں تو اب وہ ہند نہ تھیں، لیکن سعد نے لکھا ہے کہ انہوں نے گھر جا کر بت توڑ ڈالا اور کہا کہ ہم تیری طرف سے دھوکے میں تھے۔<sup>(۲)</sup> (اسد الغابہ میں ان کے حسن اسلام کے متعلق لکھا ہے کہ اسلمت یوم الفتح و حسن اسلامها<sup>(۳)</sup>)

غزوات:

فتح مکہ کے بعد اگرچہ اسلام کو اعلانیہ غلبہ حاصل ہو گیا تھا اور اس لئے عورتوں کو غزوات میں شریک ہونے کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی تاہم جب حضرت عمرؓ کے عہد میں روم و فارس کی مہم پیش آئی تو بعض مقامات میں اس شدت کارن پڑا کہ مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کو بھی تیغ و خنجر سے کام لینا پڑا چنانچہ شام کی لڑائیوں میں جنگ یرموک ایک یادگار جنگ تھی اس میں حضرت ہند اور ان کے شوہر حضرت ابو سفیانؓ دونوں نے شرکت کی اور فوج میں رومیوں کے مقابلہ کا جوش پیدا کیا۔

وفات:

حضرت ہندؓ نے حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں انتقال کیا اسی دن حضرت ابو بکرؓ کے والد ابو قحافہ نے بھی وفات پائی تھی۔ لیکن سعد کی روایت ہے کہ ان کی وفات حضرت عمرؓ کے زمانہ میں نہیں بلکہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں ہوئی کتاب الامثال سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے چنانچہ اس میں مذکور ہے کہ جب حضرت ابو سفیانؓ نے وفات پائی (ابو سفیانؓ نے حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں وفات پائی ہے) تو کسی نے حضرت امیر معاویہؓ سے کہا کہ مجھ سے ہندؓ کا نکاح کرو انہوں نے نہایت متانت سے جواب دیا کہ اب ان کو نکاح کرنے کی ضرورت نہیں۔<sup>(۴)</sup>



اولاد:

اولاد میں حضرت امیر معاویہؓ زیادہ مشہور ہیں۔

اخلاق:

حضرت ہند میں وہ تمام اوصاف موجود تھے جو ایک عرب عورت کے مابہ الامتیاز ہو سکتے ہیں صاحب اسد الغابہ نے لکھا ہے:

كانت امرأة لها نفس وانفته ورأى وعقل<sup>(۱)</sup>  
 ”ان میں عزت نفس، غیرت، رائے تدبیر اور دانش مندی پائی جاتی تھی“  
 فیاض تھیں، حضرت ابوسفیانؓ ان کو ان کے صلہ کے مطابق خرچ نہیں دیتے تھے، اسلام لانے کے وقت جب آنحضرت ﷺ نے ان سے عہد لیا کہ چوری نہ کریں، تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ابوسفیانؓ مجھے پورا خرچ نہیں دیتے اگر ان سے چھپا کر لوں تو جائز ہے؟ آپ نے اجازت دی۔<sup>(۲)</sup>

## (۴۱) حضرت ام کلثومؓ بن عقبہ

نام و نسب اور اسلام:

ام کلثوم کنیت، سلسلہ نسب یہ ہے: ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط، لکن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ والدہ کا نام اروی بنت کریم تھا۔ اس بناء پر حضرت عثمانؓ اور حضرت ام کلثومؓ اخیانی بھائی بہن ہیں ام کلثومؓ کا باپ عقبہ بن ابی معیط قبیلہ امیہ کا ایک ممتاز شخص تھا، اس کو اسلام سے سخت عداوت تھی، لیکن خدا کی قدرت دیکھو! اس نے اس ظلمت کدہ میں ایمان کا چراغ روشن کیا یعنی اس کی صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ مشرف بالاسلام ہوئیں۔ ہجرت:

سے ہجری میں صلح حدیبیہ کے بعد حضرت ام کلثومؓ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی خزانہ کے ایک شخص کے ہمراہ مکہ سے پایادہ روانہ ہوئیں، چونکہ بھاگ کر نکلی تھیں اس لئے ان کے بھائی پیچھے سے آئے، مدینہ پہنچیں تو دوسرے دن وہ بھی پہنچ گئے حضرت ام

کلثومؓ نے فریاد کی کہ مجھ کو اپنے ایمان کا خوف ہے میں عورت ہوں اور عورتیں کمزور ہوتی ہیں، آنحضرت ﷺ نے صلح نامہ میں یہ شرط کی تھی کہ قریش کا کوئی آدمی مدینہ آئے گا تو واپس کر دیا جائے گا اس لئے آپ کو فکر ہوئی لیکن چونکہ اس میں عورتیں داخل نہ تھیں اس لئے ان کے متعلق خاص یہ آیت اتری۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمْ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَأَمْتَحِنُوهُنَّ اللَّهُ أَعْلَمُ

بِإِيمَانِهِنَّ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ

”مسلمانو! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو ان کو جانچ لو

خدا ان کے ایمان کو اچھی طرح جانتا ہے اب اگر تم کو معلوم ہو کہ وہ مسلمان ہیں تو ان کو کافروں کے ہاں واپس نہ بھیجو!“

اور آپ ﷺ نے اس کے مطابق حضرت ام کلثومؓ کو واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ نکاح:

حضرت ام کلثومؓ اب تک کنواری تھیں اس لئے حضرت زید بن حارثہؓ سے کہ بڑے رتبہ کے صحابی تھے، ان کا نکاح کیا گیا لیکن جب زیدؓ نے غزوہ موتہ میں شہادت پائی تو حضرت زبیر بن العوام کے عقد نکاح میں آئیں لیکن انہوں نے طلاق دے دی اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ سے نکاح ہوا اور ان کی وفات کے بعد حضرت عمرو بن العاصؓ سے نکاح پڑھایا اور یہ آخری نکاح تھا۔

وفات:

ایک مہینہ کے بعد وفات پائی اس زمانہ میں حضرت عمرؓ والی مصر تھے۔

اولاد:

حضرت ام کلثومؓ کے حضرت زید اور حضرت عمرؓ بن عاصؓ سے کوئی اولاد نہیں پیدا ہوئی، لیکن حضرت زبیرؓ سے زینب اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ سے ابراہیم، حمید، محمد اور اسماعیل پیدا ہوئے۔

فضل و کمال:

حمید اور ابراہیم نے ان سے کچھ حدیثیں روایت کی ہیں۔



## (۴۲) حضرت زینب بنت ابی سلمہ

نام و نسب:

زینب نام قبیلہ مخزوم سے ہیں۔ سلسلہ نسب یہ ہے: زینب بنت ابی سلمہ عبد اللہ بن عبد الاسد بن عمرو بن مخزوم، حبشہ میں حضرت ام سلمہؓ کے بطن سے پیدا ہوئیں اور ان ہی کے ساتھ کچھ زمانہ کے بعد مدینہ کو ہجرت کی حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ نے دودھ پلایا (۱) پہلے برہ نام تھا آنحضرت ﷺ نے زینب نام رکھا۔ (۲)

عام حالات:

۳ ہجری میں ابو سلمہؓ نے وفات پائی تو حضرت ام سلمہؓ آنحضرت ﷺ کے عقد نکاح میں آئیں اس وقت زینب شیر خوار تھیں والدہ ماجدہ کے ساتھ آنحضرت ﷺ کے آغوش تربیت میں آئیں، آنحضرت ﷺ کو ان سے محبت تھی پیروں پر چلنے لگیں تو آنحضرت ﷺ کے پاس آئیں۔ آپ غسل فرماتے تو ان کے منہ پر پانی چھڑکتے تھے لوگوں کا بیان ہے کہ اس کی یہ برکت تھی کہ بڑھاپے تک ان کے چہرے پر شباب کا آب درنگ باقی رہا۔ حضرت عبد اللہ بن زعمہ بن اسود اسدی سے شادی ہوئی دو لڑکے پیدا ہوئے جن میں ایک کا نام ابو عبیدہ تھا ۶۳ ہجری میں حرہ کی لڑائی میں دونوں کام آئے اور حضرت زینبؓ کے سامنے ان کی لاشیں لا کر رکھی گئیں۔ انہوں نے انا للہ پڑھا اور کہا کہ مجھ پر بہت بڑی مصیبت پڑی ایک تو میدان میں لڑ کر قتل ہوا لیکن دوسرا تو خانہ نشین تھا لوگوں نے اس کو گھر میں گھس کر مارا۔

وفات:

بیٹوں کے قتل کے بعد دس برس زندہ رہیں اور ۳۷ ہجری میں انتقال فرمایا یہ طارق کی حکومت کا زمانہ تھا (۳) حضرت لن عمر جنازہ میں تشریف لائے۔  
فضل و کمال:

حضرت زینب فضل و کمال میں شہرہ آفاق تھیں اور اس وصف میں کوئی عورت ان

(۱) اصحابہ ج ۸ ص ۹۶ بحوالہ ابن سعد (۲) مسلم ج ۲ ص ۲۳ باب استحباب تفسیر الاسم القبیح

الی حسن (۳) تہذیب جلد ۲ ص ۴۲۱

سے ہماری کاد عوی نہیں کر سکتی تھی۔ اسد الغلبہ میں ہے۔

كانت من افقه نساء زمانها (۱)

”وہ اپنے عصر کی فقیہہ بیوی تھیں“

آنحضرت ﷺ سے کچھ حدیثیں روایت کیں آپ کے علاوہ حضرت ام سلمہؓ حضرت عائشہؓ حضرت ام حبیبہؓ اور حضرت زینب بنت جحشؓ سے بھی چند حدیثیں سنیں جن لوگوں نے ان سے یہ حدیث روایت کی ہے ان کے نام یہ ہیں:

امام زین العابدین، ابو عبیدہ، محمد بن عطاء، عراق بن مالک، حمید بن نافع، عروہ، ابو سلمہ، کلیب بن وائل، ابو قلابہ جرمی۔

## (۴۳) حضرت ام ابی ہریرہ

نام و نسب:

امیہ نام تھا۔ بلپ کا نام صبیح یا صفیہ بن الحارث تھا۔

اسلام:

اگرچہ حضرت ابو ہریرہؓ جوان کے صاحبزادے تھے، مسلمان ہو چکے تھے تاہم وہ مشرک تھیں ایک روز انہوں نے آنحضرت ﷺ کی شان میں گستاخی کی، تو حضرت ابو ہریرہؓ کو سخت ناگوار ہوا اور وہ ہوتے ہوئے خدمت اقدس میں پہنچے اور کہا ”حضور! اب میری ماں کے مسلمان ہونے کے لئے دعا فرمائیے“ آنحضرت ﷺ نے دعا کی، ادھر ان کی حالت میں دفعۃً انقلاب پیدا ہو گیا۔ غسل کر کے کپڑے بدلے اور حضرت ابو ہریرہؓ کے سامنے کلمہ پڑھا حضرت ابو ہریرہؓ فرط مسرت سے ابدیدہ ہو گئے اور آنحضرت ﷺ کو خبر کی آنحضرت ﷺ نے خدا کا شکر ادا کیا۔ (۲)

وفات:

وفات کی تاریخ معلوم نہیں۔

ولاد:

ولاد میں حضرت ابو ہریرہؓ زیادہ مشہور ہیں۔

(۱) اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۶۹ (۲) مسلم ج ۲ ص ۳۵۷ (باب فضائل ابی ہریرہؓ)



## (۴۴) حضرت خولہ بنت حکیم

نام و نسب:

خولہ نام ام شریک کنیت قبیلہ سلیم سے تھیں، آنحضرت ﷺ کی خالہ ہوتی ہیں (۱) نسب نامہ یہ ہے: خولہ بنت حکیم بن امیہ بن حارثہ بن الاوقص بن مرثد بن ہلال بن فالح بن زکوان بن ثعلبہ بن بہشہ بن سلیم۔

نکاح:

حضرت عثمان بن مظعون سے جو بڑے رتبہ کے صحابی تھے۔ نکاح ہوا۔

عام حالات:

مسلمان ہو کر مدینہ کو ہجرت کی ۲۔ ہجری میں غزوہ بدر کے بعد حضرت عثمان بن مظعون نے وفات پائی تو خولہ نے دوسرا نکاح نہیں کیا اکثر پریشان رہتی تھیں صحیح بخاری میں روایت آئی ہے کہ انہوں نے اپنے کو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ (۲) فضل و کمال:

آنحضرت ﷺ سے ۱۵ حدیثیں روایت کیں روایان حدیث میں حضرت سعد بن ابی وقاص سعید بن مسیب بھڑ بن سعید اور عروہ اور ربیع بن مالک داخل ہیں۔ اخلاق:

اسد الغابہ میں ہے کانت امرأة صالحة "وہ ایک نیک بی بی تھیں" مسند میں ہے تصوم النهار و تقوم اللیل یعنی وہ دن کو روزہ رکھتی اور رات کو عبادت کرتی تھیں۔ ابتداء زیور کا بڑا شوق تھا چنانچہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ سے عرض کی کہ اگر طائف فتح ہو تو آپ مجھ کو فلاں عورت کا زیور دے دیجئے گا آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر خدا اس کی اجازت نہ دے تو پھر میں کیا کر سکتا ہوں۔ (۳)

(۱) مسند ج ۶ ص ۴۰۹ (۲) بخاری ج ۲ ص ۷۶ (باب هل للمرأة ان يهب نفسها لاحد و

تہذیب ج ۲ ص ۲۱۵ (۳) اصباہ ج ۸ ص ۷۰

## (۴۵) حضرت حمہ بنت جحش

نام و نسب:

حمہ نام حضرت زینب کی ہم شیر ہیں سلسلہ نسب اوپر گزر چکا ہے۔

نکاح:

حضرت مصعب بن عمیر سے نکاح ہوا۔

اسلام:

اور ان ہی کے ساتھ دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں۔

عام حالات:

مدینہ کی ہجرت کا شرف حاصل کیا اور جب آنحضرت ﷺ نے مہاجرین اور انصار کی عورتوں سے بیعت لی تو اس میں یہ بھی شامل ہوئیں مسند ابن حنبل اور ابن سعد وغیرہ نے اکثر عورتوں کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ کانت من المبیعات اس سے یہی بیعت مراد ہے چنانچہ حضرت اسماء بنت یزید کے حالات میں بھی اس کا ذکر آئے ہیں۔

غزوات میں سے اُحد میں نمایاں شرکت کی وہ پانی پلاتیں اور زخمیوں کا علاج کرتی تھیں ان کے علاوہ اور عورتیں بھی یہ خدمت انجام دے رہی تھیں چنانچہ رفیدہ اور ام کبشہ وغیرہ کی نسبت بھی اسی قسم کی تصریحات موجود ہیں۔

اس واقعہ میں حضرت حمہ کے شوہر حضرت مصعب بن عمیر نے شہادت پائی جن کے بعد انہوں نے حضرت طلحہ سے کہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے نکاح کیا۔

افک کے واقعہ میں منافقین کے ساتھ غلطی سے جو مسلمان شریک ہو گئے تھے ان میں حضرت حسان اور حضرت مسطح کے ساتھ حضرت حمہ بھی تھیں چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ سے منقول ہے۔ (۱)

وطفقت اختها حمہ تحارب لها فهلك فيمن هلك من اصحاب الافك "یعنی حضرت زینب کی بہن حمہ برابر میرے خلاف رہیں یہاں تک کہ اور اصحاب افک کی طرح ہر باد ہوئیں"

(۱) بخاری ج ۲ ص ۵۹۶



## سیر الصحابیات کا حصہ دوم

یعنی

اسوۂ صحابیاتؓ

از

مولانا عبدالسلام ندویؒ

ناشر

دارالاشاعت

مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی ۱

فتح الباری میں ہے کہ حضرت حمہؓ کے شریک ہونے کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عائشہؓ کو آنحضرت ﷺ کی نظروں سے گرا کر حضرت زینبؓ (اپنی بہن) کو بلند کریں<sup>(۱)</sup> لیکن تعجب ہے کہ خود حضرت زینبؓ نے اس موقع سے فائدہ نہیں اٹھایا چنانچہ اس کا تذکرہ ان کے حالات میں آچکا ہے۔

وفات:

وفات کا سنہ صحیح طور پر معلوم نہیں اتنا علم ہے کہ حضرت زینبؓ کی وفات تک زندہ تھیں حضرت زینبؓ نے ۲۰ ہجری میں وفات پائی ہے۔

اولاد:

حضرت طلحہؓ سے حضرت حمہؓ کے دو لڑکے پیدا ہوئے محمد اور عمران، محمد کو سجاد کے لقب سے شہرت تھی۔

تمت بالخیر

یعنی سیر الصحابیات ختم ہوئی  
آگے اسوۂ صحابیات شروع ہوتی ہے



بسم الله الرحمن الرحيم

## دیباچہ

الحمد لله رب العلمين والصلاة والسلام على رسوله محمد وآله واصحابه اجمعين

عورتوں کی تعلیم و تربیت کے مسئلہ سے اصولاً کسی کو اختلاف نہیں ہے گفتگو جو کچھ ہے یہ ہے کہ موجودہ دور کی تعلیم و تربیت سے متمتع ہو کر ایک مسلمان عورت مذہب اخلاق اور معاشرے کے قدیم اصول کو قائم رکھ سکے گی یا نہیں یا دوسرے الفاظ میں قدیم اسلامی روایات کا تحفظ کر سکے گی یا نہیں جن لوگوں کو مسئلہ تعلیم نسوان سے اختلاف ہے وہ اسی شبہ کو اپنی دلیل قرار دیتے ہیں اور موجودہ دور کے تعلیم یافتہ مردوں نے جو مذہبی اخلاقی اور معاشرتی نمونے قائم کئے ہیں ان سے بھی اس شبہ کی تائید ہوتی ہے اور غیر قوموں کی تعلیم یافتہ عورتوں نے بھی ہماری خواتین کے لئے کوئی عمدہ نمونہ نہیں قائم کیا ہے، لیکن اسلام کی قدیم تاریخ ہمارے سامنے مسلمان عورت کا بہترین اور اصلی نمونہ پیش کرتی ہے اور آج جب کہ زمانہ بدل رہا ہے، یورپین تمدن اور یورپین طرز معاشرت سے ہمارے جدید تعلیم یافتہ لوگ بھی بیزاری ظاہر کر رہے ہیں اگر ہماری عورتوں کے سامنے اسلام کی ممتاز اور برگزیدہ خواتین کا نمونہ پیش کر دیا جائے تو ان کی فطرتی پچک ان سے بھی زیادہ متاثر ہو سکے گی اور موجودہ دور کے مؤثرات سے بیزار ہو کر خالص اسلامی اخلاق، اسلامی معاشرت اور اسلامی تمدن کا نمونہ بن جائے گی۔

اسلام کے ہر دور میں اگرچہ عورتوں نے مختلف حیثیتوں سے امتیاز حاصل کیا ہے لیکن ازواج مطہرات، بنات طیبات اور اکابر صحابیات ان تمام حیثیات کی جامع ہیں اور ہماری عورتوں کے لئے انہی کے مذہبی اخلاقی معاشرتی اور علمی کارنامے اسوۂ حسنہ بن سکتے ہیں اور موجودہ دور کے تمام معاشرتی اور تمدنی خطرات سے ان کو محفوظ رکھ سکتے ہیں، میں نے اسوۂ صحابہ کی دونوں جلدوں میں عمدہ صحابہ کے جو مذہبی اخلاقی معاشرتی اور علمی واقعات جمع کئے ہیں ان میں اگرچہ صحابیات کے یہ تمام کارنامے بھی نمایاں طور پر نظر آتے ہیں لیکن ان کی اہمیت ان کی عظمت اور ان کی اسلامی خدمت کے لحاظ سے میں نے ان واقعات کو جو اس کتاب کی

دونوں جلدوں میں متفرق طور پر موجود تھے متعدد واقعات کے اضافہ کے ساتھ اس مختصر سے رسالے میں الگ جمع کر دیا ہے، جس سے ایک طرف تو یہ فائدہ ہوگا جبکہ صحابیات کی مذہبی، اخلاقی، معاشرتی اور علمی زندگی ایک مستقل حیثیت اختیار کرے گی، دوسری طرف ہماری عورتوں اور لڑکیوں کے درس ہدایت اور مطالعہ کے لئے مستند اور مؤثر واقعات کا ایک مجموعہ مرتب ہو جائے گا جس پر عمل کر کے وہ خالص اسلامی تعلیمات کا بہترین نمونہ بن جائیں گی اور ان کی تعلیم و تربیت کے متعلق جو شبہات ظاہر کئے جا رہے ہیں، ان کی عملی تردید کر سکیں گی۔ و ما توفیقی الا باللہ

عبد السلام ندوی

شبلی منزل، اعظم گڑھ، ۱۳ دسمبر ۱۹۲۲ء



بسم الله الرحمن الرحيم

## قبول اسلام

لطافت طبع رقت قلب اور اثر پذیری ایک نیک سرشت انسان کا اصلی جوہر ہیں اور ان ہی کے ذریعہ سے وہ ہر قسم کی بند و موعظت، تعلیم و تربیت اور ارشاد و ہدایت کو قبول کر سکتا ہے پھولوں کی پھکریاں، نسیم صبح کی خاموش حرکت سے ہل جاتی ہیں، لیکن تلوار درختوں کو باد صرصر کے جھونکے بھی نہیں ہلا سکتے، شعاع نگاہ آئینہ کے اندر سے گزر جاتی ہے لیکن پتھروں پر فولادی تیر بھی نہیں اثر کرتے بعینہ یہی حال انسان کا بھی ہے، لطیف الطبع اور رقیق القلب آدمی ہر دعوت حق کو آسانی سے قبول کر لیتا ہے لیکن سنگ دل اور غلیظ القلب لوگوں پر بڑے بڑے معجزے بھی اثر نہیں کرتے، اس فرق مراتب کی جزئی مثالیں ہر جگہ مل سکتی ہیں لیکن اشاعت اسلام کی تاریخ تمام تر اسی قسم کی مثالوں سے لبریز ہے کفار میں ہم کو بہت سے اشیاء کا نام معلوم ہے جنہوں نے ہزاروں کوششوں کے بعد بھی خدائے ذوالجلال کے آگے سر نہیں جھکایا لیکن صحابہ کرامؓ میں سینکڑوں بزرگ ہیں جو توحید کی آواز کے سننے کے ساتھ ہی اسلام کے حلقے میں داخل ہو گئے، صحابہ کے ساتھ صحابیات بھی اس فضیلت میں شریک ہیں اور نہ صرف شریک ہیں بلکہ ان سے اسبق و اقدم ہیں، چنانچہ سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ نے بغیر کسی قسم کی کد و کاوش اور جبر و اکراہ کے اسلام قبول کیا اور اسلام قبول کرنے کے ساتھ ہی اپنے خدا کے آگے سر جھکایا، تاریخ کن خیمیں میں<sup>(۱)</sup> حضرت رافعؓ سے مروی ہے۔

قال النبی ﷺ بعثت یوم الاثنين و صلت خدیجة آخر یوم الاثنين و صلی

علی یوم الثلاثاء من الغد ثم زید بن حارثہ ثم ابوبکر .

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں دو شنبہ کے دن مبعوث ہوا اور خدیجہؓ نے اس دن کے آخری حصہ میں نماز پڑھی اور علیؓ نے دوسرے دن منگل کو نماز پڑھی، اس کے بعد زید بن حارثہؓ اور ابوبکرؓ شریک نماز ہوئے۔

جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آفتاب رسالت سے پہلے دن جو شعاع افق عالم پر چمکی وہ ایک رقیق القلب مقدس خاتون کے سینہ پر نور سے چھن کر نکلی۔

## اعلان اسلام:

ابتداءً اسلام میں اسلام قبول کرنے سے زیادہ اظہار اسلام کے لئے ہمت، شجاعت اور جسارت کی ضرورت تھی، لیکن باوجود کفار کی روک ٹوک اور جو رستم کے صحابہ کے ساتھ صحابیات نے بھی نہایت جرأت و بیباکی کے ساتھ اپنے اسلام کا اظہار کیا، چنانچہ ابتداء میں جن سات بزرگوں نے اپنے اسلام کا اعلان کیا تھا، ان میں چھ آدمی یعنی خود رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ، حضرت بلالؓ، حضرت خبابؓ، حضرت صہیبؓ، حضرت عمارؓ، مرد تھے اور ساتویں ایک غریب صحابیہ یعنی حضرت عمارؓ کی والدہ حضرت سمیہؓ تھیں۔<sup>(۱)</sup>

صحابیات نے اپنی نیک طبیعتی سے صرف آسانی کے ساتھ اسلام ہی کو قبول نہیں کیا، بلکہ انہوں نے نہایت آسانی کے ساتھ اسلام کی اشاعت بھی کی، چنانچہ صحیح بخاری کتاب التیمم میں ہے کہ صحابہ کرامؓ نے ایک سفر میں ایک عورت کو پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا، اس کے پاس پانی کے مشکیزے تھے اور صحابہؓ نے پانی ہی کی ضرورت سے اس کو پکڑا تھا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس کا پانی لیا، تو اس کی قیمت ادا فرمائی، اس کو آپ کی اس دیانت سے اسی وقت آپ کی نبوت کا یقین آگیا اور اس کے اثر سے اس کا تمام قبیلہ بھی مسلمان ہو گیا۔

صحابہ کرامؓ کے ساتھ صحابیات نے بھی اسلام کے لئے ہر قسم کی تکلیفیں برداشت کیں اور ان کے ایمان میں ذرہ برابر بھی ترزل واقع نہیں ہوا۔

حضرت سمیہؓ نے اسلام قبول کیا، تو ان کو کفار نے طرح طرح کی اذیتیں دینا شروع کیں سب سے سخت اذیت یہ تھی کہ ان کو مکہ کی تپتی ریت میں لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں کھڑا کر دیتے تھے، لیکن بائیں ہاتھ وہ اسلام پر ثبات قدم رہتی تھیں ایک دن کفار نے حسب معمول ان کو لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں زمین پر لٹا دیا تھا۔ اسی حالت میں رسول اللہ ﷺ کا گزر ہوا تو فرمایا ”صبر کرو، تمہارا ٹھکانا جنت میں ہے“، لیکن کفار کی اس پر بھی تسکین نہیں ہوئی اور ابو جہل نے ان کی ران میں بر چھامہ کر ان کو شہید کر دیا، چنانچہ اسلام میں سب سے پہلے شرف شہادت ان ہی کو نصیب ہوا<sup>(۲)</sup> اور صحابیات کی یہ سب سے بڑی فضیلت ہے کہ سب سے پہلے ایک صحابیہ نے اسلام قبول کیا اور سب سے پہلے ایک صحابیہ نے شرف شہادت حاصل کیا۔

حضرت عمرؓ کی بہن جب اسلام لائیں اور حضرت عمرؓ کو اس کا حال معلوم ہوا، تو اس



قدر مارا کہ بدن لہو لہان ہو گیا، لیکن انہوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ جو کچھ کرنا ہو کرو میں تو اسلام لا چکی (۱) لیکن ”کو بھی حضرت عمرؓ مارتے مارتے تھک جاتے تو کہتے کہ میں نے رحم کی بناء پر نہیں بلکہ تم کو اس وجہ سے چھوڑ دیا ہے کہ تھک گیا ہوں“ اسی طرح وہ زینہؓ کو جو ان کے گھرانے کی کینر تھیں نہایت اذیت دیتے تھے۔  
قطع علاقہ:

صحابہ کرامؓ ایمان لائے تو ان کے تمام رشتے ناتے منقطع ہو گئے لیکن اس سے ان کی قوت ایمانی میں کوئی تزلزل واقع نہیں ہوا، صحابیات کی حالت اس معاملہ میں صحابہ کرامؓ سے بھی زیادہ نازک تھی، انسان اگرچہ اپنے تمام اعزہ واقارب کی اعانت کا محتاج ہو جاتا ہے، لیکن عورت کی زندگی کا تمام تردد و مدار شوہر کی اعانت و امداد پر ہوتا ہے، اور وہ کسی حالت میں بھی اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتی، باپ بیٹے سے پیٹا باپ سے قطع تعلق کر کے زندگی بسر کر سکتا ہے لیکن عورت شوہر سے جدا ہو کر بالکل ٹکس و بچارہ ہو جاتی ہے، لیکن بایں ہمہ صحابیاتؓ نے اسلام کے لئے اس نازک رشتے کو بھی منقطع کیا اور اپنے کافر شوہروں سے ہمیشہ کے لئے علیحدہ ہو گئیں چنانچہ صلح حدیبیہ کے بعد جب یہ آیت نازل ہوئی:

وَلَا تُمْسِكُوْا بِعَصَمِ الْكُوفِرِ  
”کافرہ عورتوں سے تعلق نہ رکھو“

تو جس طرح صحابہ کرامؓ نے اپنی کافرہ عورتوں کو طلاق دیدی اسی طرح بہت سی صحابیاتؓ بھی اپنے کافر شوہروں کو چھوڑ کر ہجرت کر آئیں، اور ان میں سے ایک بھی اپنے شوہر کے پاس واپس نہ گئی، چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

مَا نَعْلَمُ اِنْ اَحَدًا مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ ارْتَدَّتْ بَعْدَ اِيْمَانِهَا (۲)

”ہم کو کسی ایسی مہاجرہ عورت کا حال معلوم نہیں جو ایمان لا کر پھر مرتد ہوئی ہو“

## عقائد

توحید:

کفار نے صحابیاتؓ کو طرح طرح کی اذیتیں دیں لیکن ان کی زبان سے کلمہ توحید کے سوا کلمہ شرک نہیں نکلا، حضرت ام شریکؓ ایمان لائیں، تو ان کے اعزہ واقارب نے ان کو دھوپ

(۱) ایضاً تذکرہ حضرت عمرؓ (۲) بخاری کتاب الشروط ذکر صلح حدیبیہ ۱۲

میں لیجا کر کھڑا کر دیا، اس حالت میں جب کہ وہ دھوپ میں جل رہی تھیں، روٹی کے ساتھ شہد جیسی گرم چیز کھلاتے اور پانی نہیں پلاتے تھے جب ان مصیبت میں تین دن گزر گئے تو ظالموں نے کہا کہ ”جس مذہب پر تم ہو اب اس کو چھوڑ دو“ وہ اس قدر بدحواس ہو گئی تھیں کہ ان جملوں کا مطلب نہ سمجھ سکیں اب ان لوگوں نے آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر بتلایا تو سمجھیں کہ توحید الہی کا انکار مقصود ہے بولیں خدا کی قسم میں تو اب تک اس عقیدہ پر قائم ہوں۔ (۱)  
شرک سے علیحدگی:

عورتیں قدیم رسم و رواج اور قدیم عقائد کی نہایت پابند ہوتی ہیں، اور عرب میں مشرکانہ عقائد ایک مدت سے پھیل کر قلوب میں راسخ ہو گئے تھے۔ لیکن صحابیاتؓ نے اسلام لانے کے ساتھ ان عقائد کا انکار کیا، عرب کا خیال تھا کہ جو لوگ بتوں کی برائی بیان کرتے ہیں وہ مختلف امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں، اس لئے حضرت زینہؓ اسلام لانے کے بعد اندھی ہو گئیں تو کفار نے کہنا شروع کیا ان کو لات اور عزیٰ نے اندھا کر دیا لیکن انہوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ لات و عزیٰ کو اپنے پوجنے والوں کی کیا خبر، یہ خدا کی طرف سے ہے۔ (۲)  
زمانہ جاہلیت میں بچوں کے ہنچھونے کے نیچے استرہ رکھنا!

جاہلیت کے زمانہ میں بچوں کے ہنچھونوں کے نیچے استرا رکھ دیتے تھے اور سمجھتے تھے کہ اس طرح بچے آسیب سے محفوظ رہتے ہیں حضرت عائشہؓ نے ایک بار کسی بچے کے سر ہانے استرا دیکھا تو منع فرمایا اور کہا ”رسول اللہ ﷺ ٹوٹے کو سخت ناپسند فرماتے تھے“ (۳)

عرب میں شرک کا اصلی مرکز بت تھے جو گھر گھر میں نصب تھے لیکن صحابیاتؓ نے ہر موقع پر ان سے تبریٰ ظاہر کی، چنانچہ حضرت ہند بنت عتبہؓ جب ایمان لائیں تو گھر میں جو بت نصب تھا اس کو توڑ پھوڑ ڈالا اور کہا کہ ”ہم تیری نسبت بڑے دھوکے میں مبتلا تھے“ (۴)

حضرت ابو طلحہؓ نے جب حضرت ام سلیمؓ سے نکاح کی خواہش کی تو انہوں نے کہا ”ابو طلحہؓ کیا تم کو یہ خبر نہیں کہ جس خدا کو تم پوجتے ہو وہ ایک درخت ہے (یعنی لکڑی کا بت) جو زمین سے اگا ہے اس کو فلاں حبشی نے گڑھ کر تیار کیا ہے“ بولے مجھے معلوم ہے بولیں ”تو کیا

(۱) طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ام شریکؓ (۲) اسد الغابہ تذکرہ حضرت زینہؓ (۳) ادب الصبر و باب الطیر زمن الجن (۴) طبقات ابن سعد تذکرہ ہند بنت عتبہؓ



تمہیں اس کی عبادت سے شرم نہیں آتی چنانچہ جب انہوں نے بت پرستی سے توبہ کر کے کلمہ توحید نہیں پڑھا انہوں نے ان سے نکاح کرنا پسند نہیں کیا۔<sup>(۱)</sup>

رسول اللہ ﷺ کی نبوت پر ایمان :

رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا اعتقاد نہ صرف صحابیات کے لوح دل پر کائنات فی الحرج تھا بلکہ ان کی چھوٹی چھوٹی لڑکیوں کے دل میں بھی یہ عقیدہ نہایت شدت سے راسخ ہو گیا تھا ایک بار آپ نے ایک لڑکی کو بد عادی دی کہ ”تیرا سن زیادہ نہ ہو“ اس نے شدت اعتقاد کی بنا پر اس کا یقین کر لیا اور حضرت ام سلیمؓ کے پاس روتی ہوئی آئی اور کہا کہ آپ نے مجھ کو بد عادی دی ہے اب میرا سن نہ بڑھے گا وہ بدحواس آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ آپ نے میری قیمتی کو یہ بد عادی دی آپ ہنس پڑے اور فرمایا میں بھی آدمی ہوں اور آدمیوں کی طرح خوش اور رنجیدہ ہوتا ہوں پس جس کو میں ایسی بد عادیوں جس کا وہ مستحق نہیں ہے تو یہ اس کے لئے پاکی، تزکیہ اور نیکی ہوگی“<sup>(۲)</sup>

## عبادات

### ابواب الصلوۃ

پابندی جماعت :

اگرچہ عورتوں پر جماعت کی پابندی فرض نہیں ہے، اور اس بناء پر بعض غیور صحابہ جماعت میں اپنی عورتوں کی شرکت کو پسند بھی نہیں کرتے تھے، تاہم بعض صحابیات پر اس کا کچھ اثر نہیں پڑتا تھا اور وہ مناسب اوقات میں نماز باجماعت ادا فرماتی تھیں حضرت عمرؓ کی بی بی بربر عشاء اور فجر کی نماز میں شریک جماعت ہوتی تھیں ایک باہن ان سے لوگوں نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ عمر اس کو پسند نہیں کرتے پھر کیوں ایسا کرتی ہو، بولیں تو پھر روک کیوں نہیں دیتے۔<sup>(۳)</sup>

نماز جمعہ :

عورتوں پر اگرچہ جمعہ فرض نہیں ہے تاہم صحابیات اس دن کی بہت عزت کرتی تھیں اور اس کی برکتوں میں عمدہ طریقوں سے شریک ہوتی تھیں ایک صحابیہ تھیں جو اپنے کھیتوں

(۱) طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ام سلیمؓ (۲) مسلم کتاب الرد والصلۃ الاداب باب من لعنہ النبی ﷺ و دعا علیہ (۳) بخاری باب هل علی من لا یشہد الجمعة غسل من النساء والصبيان وغيرهم

میں چقندر بو دیا کرتی تھیں جب جمعہ کا دن آتا تھا تو اس کو پکا کر نماز جمعہ کے بعد تمام صحابہ کو کھلاتی تھیں۔<sup>(۱)</sup>

نماز اشراق :

نماز اشراق اگرچہ رسول اللہ ﷺ نے جیسا کہ حضرت ام ہانیؓ سے مروی ہے تمام عمر میں صرف ایک بار پڑھی ہے، لیکن بعض صحابیات نے اس کا التزام کر لیا تھا، چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اگرچہ رسول اللہ ﷺ کو کبھی نماز اشراق پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا لیکن میں خود پڑھتی ہوں، کیونکہ آپ بہت سی چیزوں کو پسند فرماتے تھے لیکن اس پر عمل اس لئے نہیں کرتے تھے کہ امت پر فرض نہ ہو جائیں۔<sup>(۲)</sup>

تہجد و نماز شبانہ :

صحابہ کرامؓ تہجد پڑھتے تھے تو اس میں صحابیاتؓ بھی شریک ہوتی تھیں، چنانچہ حضرت عمرؓ رات کو تہجد کے لئے اپنے اہل و عیال کو جگاتے تھے، تو یہ آیت پڑھتے تھے وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْنُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَى<sup>(۳)</sup>

حضرت ابو ہریرہؓ نے رات کے تین حصے کر دیئے تھے ایک میں خود دوسرے میں ان کی بیوی اور تیسرے میں ان کا خادم تہجد پڑھتا تھا اور ایک دوسرے کو جگاتا تھا۔<sup>(۴)</sup>

### ابواب الزکوۃ والصدقات

زیور عورتوں کو سب سے زیادہ محبوب ہوتے ہیں، لیکن صحابیاتؓ کو خدا کی مرضی ان سے بھی زیادہ عزیز تھی، ایک بار رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک صحابیہؓ اپنی لڑکی کو لیکر حاضر ہوئیں، لڑکی کے ہاتھ میں سونے کی موٹے موٹے کنگن تھے، آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کیا تم اس پر زکوۃ دیتی ہو؟ بولیں نہیں! فرمایا ”کیا تمہیں یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ خدا قیامت کے دن اس کے بدلے اس کے ہاتھ میں آگ کے کنگن پہنائے، انہوں نے یہ سنا تو فوراً کنگن آپ کے سامنے ڈال دیئے کہ یہ خدا اور خدا کے رسول کے ہیں۔“<sup>(۵)</sup>

ایک بار رسول اللہ ﷺ نے خطبہ عید میں صدقہ و خیرات کی ترغیب دی صحابیاتؓ کا مجمع تھا، حضرت بلالؓ دامن پھیلائے ہوئے تھے اور صحابیاتؓ اپنے کان کی بالیاں سونے کے ہار اور

(۱) بخاری کتاب الجمعة باب فی قول اللہ عزوجل فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ (۲) مسلم کتاب الصلوۃ باب استحباب صلوۃ الضحیٰ (۳) موطا کتاب الصلوۃ باب فی صلوۃ اللیل (۴) بخاری کتاب الجمعة باب الحنف (۵) ابو داؤد کتاب الزکوۃ باب الكنز ماہو وزکوۃ الحلی ۱۲۰



## ابواب الصوم

صائم الدھر رہنا:

آج ہماری عورتیں صوم مفروضہ میں بھی لیت و لعل کرتی ہیں لیکن بعض صحابیات صائم الدھر رہتی تھیں یعنی ہمیشہ روزہ رکھتی تھیں، حضرت ابولہامہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے بار بار دعائے شہادت کی درخواست کی لیکن آپ نے سلامتی کی دعا فرمائی، اخیر میں عرض کی کہ کسی ایسے عمل کی ہدایت فرمائیے کہ خدا مجھے اس سے نفع دے، آپ نے روزہ رکھنے کا حکم دیا، اور انہوں نے متصل روزہ رکھنے کا التزام کر لیا، ان کے ساتھ ان کے خادم اور بی بی نے بھی اس عمل صالح میں شرکت کی اور روزہ ان کے گھر کی امتیازی علامت ہو گئی اگر کسی دن ان کے گھر میں دھواں اٹھتا تو لوگ سمجھتے کہ آج ان کے گھر میں کوئی مہمان آیا ہے، ورنہ اس گھر میں دن کا کھانا کیونکر پک سکتا تھا۔<sup>(۱)</sup>

نفل کے روزے رکھنا:

بعض صحابیہؓ نفل کے روزے رکھتی تھیں، جس سے ان کے شوہر کو تکلیف ہوتی تھی انہوں نے روکا تو ان کو سخت ناگوار ہوا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا کر شکایت کی، لیکن آپ نے حکم دیا کہ عورت شوہر کی اجازت کے بغیر نفل کا روزہ نہیں رکھ سکتی۔<sup>(۲)</sup>

مردوں کی جانب سے روزہ رکھنا:

صحابیاتؓ نہ صرف اپنی طرف سے بلکہ اپنے مردوں کی جانب سے بھی روزے رکھتی تھیں، ایک صحابیہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے اور اس پر روزے فرض تھے کیا میں ان کو پورا کر دوں؟ آپ ﷺ نے ان کو اجازت دیدی۔<sup>(۳)</sup>

اعتکاف:

صحابیات کو اعتکاف کا اس قدر شوق تھا کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے اعتکاف کے لئے خیمہ نصب کرنے کا حکم دیا، تو حضرت عائشہؓ نے اپنا خیمہ الگ نصب کر لیا، ان کی دیکھا دیکھی تمام ازواج مطہراتؓ نے بھی خیمہ نصب کروائے۔<sup>(۴)</sup>

(۱) مسند احمد بن حنبل جلد ۵ ص ۲۵۵

(۲) ابوداؤد کتاب الصیام باب المرأة تصوم بغیر اذن زوجها

(۳) بخاری کتاب الصوم باب من مات و علیہ صوم

(۴) ابوداؤد کتاب الصیام باب فی الاعتکاف

انگلیوں کے چھلے تک پھینکتی جاتی تھیں<sup>(۱)</sup> حضرت اسماءؓ کے پاس صرف ایک ہی لونڈی تھی، انہوں نے اس کو فروخت کیا اور روپیہ گود میں لیکر بیٹھیں، اسی حالت میں ان کے شوہر حضرت زبیرؓ آئے اور کہا کہ روپیہ مجھے دیدو، بولیں میں نے تو اس کو صدقہ کر دیا۔<sup>(۲)</sup>

اعزہ واقارب پر صدقہ کرنا:

ایک بار حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی بی بی علی حضرت زینبؓ نے ان سے کہا کہ تم نادار آدمی ہو، رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اگر آپ اجازت دیں تو میں جو صدقہ کرنا چاہتی ہوں تمہیں کو دوں، لیکن حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ تمہیں جاؤ وہ آئیں، تو آستان مبارک پر اسی غرض سے ایک دوسری صحابہ بھی موجود تھیں، دونوں نے حضرت بلالؓ کے ذریعہ سے پوچھ لیا کہ دو عورتیں اپنے شوہروں اور چند یتیموں پر جو ان کی کفالت میں ہیں، صدقہ کرنا چاہتی ہیں، کیا یہ جائز ہے؟ آپ نے فرمایا ”ان کو دو دو ثواب ملیں گے، ایک قرابت کا اور دوسرا صدقہ کا“ ایک بار حضرت ام سلمہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ اگر میں ابو سلمہؓ کے لڑکوں پر صدقہ کروں تو مجھ کو ثواب ملے گا، میں ان کو چھوڑ نہیں سکتی، کیونکہ وہ میرے لڑکے ہیں، آپ نے فرمایا ہاں تمہیں ثواب ملے گا۔

ایک صحابیہؓ نے اپنی ماں کو ایک لونڈی صدقہ دی تھی، ماں کا انتقال ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ سے اس کی نسبت دریافت کیا آپ نے فرمایا ”صدقے کا ثواب تمہیں مل چکا اور اب وہ لونڈی تمہاری وراثت میں داخل ہو گئی“<sup>(۳)</sup>

محتاج کی حسب حاجت امداد:

صحابیات موت و حیات دونوں حالتوں میں اہل حاجت کی اعانت و امداد فرماتی تھیں، غزوہ احد میں حضرت صفیہؓ آئیں اور اپنے بھائی حضرت حمزہ سید الشہداء کے کفن کے لئے دو کپڑے لائیں، لیکن ان کی لاش کے پاس ایک انصاری کی لاش بھی اسی طرح برہنہ نظر آئی دل میں شرمائیں کہ حمزہ دو کپڑوں میں کفنائے جائیں اور انصاری کے لئے ایک کپڑا بھی نہ ہو، ناپا تو ایک کا قد بڑا نکلا، مجبوراً کپڑے پر قرعہ ڈالا گیا، اور جو کپڑا جس کے حصہ میں پڑا وہ اسی میں کفنایا گیا۔<sup>(۴)</sup>

(۱) ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب الخطبہ و باب الصلوٰۃ بعد صلوٰۃ العید (۲) مسلم کتاب الاداب باب

جواز ارواف المرأة الاجنبیة (۳) ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ باب من تصدق بصدقہ ثم ورنہا (۴) مسند

احمد بن حنبل جلد ۱ ص ۱۶۵



## ابواب الحج

حج:

فرائض اسلام میں اگرچہ حج صرف ایک بار فرض ہے لیکن صحابیات کو ایک بار کے حج سے کیا تسکین ہو سکتی تھی اس لئے تقریباً ہر سال فریضہ حج ادا کرتی تھیں، ایک بار حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے جہاد کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا بہترین جہاد حج مبرور ہے اس کے بعد سے ان کا کوئی سال حج سے خالی نہ گیا۔<sup>(۱)</sup>

صحابیات جس ذوق و شوق سے حج ادا کرتی تھیں اس کا موثر منظر حجۃ الوداع میں دنیا کو نظر آتا رسول اللہ ﷺ نے اعلان حج کیا تو حضرت اسماء بنت عمیسؓ اگرچہ حاملہ تھیں لیکن وہ بھی روانہ ہوئیں۔

بچہ کا حج:

بہت سے صحابہ حجۃ الوداع کی شرکت کے لئے جا رہے تھے راستے میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوئی، تو ایک صحابیہ چھٹ کے آپ کے پاس آئیں اور ہودج سے اپنے بچے کو نکال کر پوچھا کیا اس کا حج بھی ہو سکتا ہے؟ فرمایا ہاں تمہیں اس کا ثواب ملے گا۔<sup>(۲)</sup>

صحابیات فریضہ حج کے ادا کرنے میں طرح طرح کا التزام مالا یلزم کرتی تھیں، ایک صحابیہ نے خانہ کعبہ تک پیادہ جانے کی نذر مانی رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا پیادہ بھی چلو اور سوار بھی ہو لو<sup>(۳)</sup> اگر کسی مجبوری سے حج کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو جاتا تھا تو صحابیات کو سخت صدمہ ہوتا تھا حجۃ الوداع میں حضرت عائشہؓ کو ضرورت نسوانی سے معذوری ہو گئی رسول اللہ ﷺ کا گزر ہوا تو دیکھا کہ رور ہی ہیں، فرمایا کیا ماجرا ہے؟ بولیں کہ میں نے اب تک حج نہیں کیا تھا فرمایا سبحان اللہ یہ تو فطری چیز ہے، تمام مناسک حج ادا کر لو صرف خانہ کعبہ کا طواف نہ کرو۔<sup>(۴)</sup>

مال باپ کی طرف سے حج ادا کرنا:

صحابیات نہ صرف خود بلکہ اپنے مال باپ کی جانب سے بھی حج ادا کرتی تھیں، حجۃ الوداع کے زمانہ میں ایک صحابیہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ میرے

باپ پر حج فرض ہو گیا ہے لیکن وہ بڑھاپے کی وجہ سے سواری پر بیٹھ نہیں سکتے میں ان کی جانب سے حج ادا کر دوں؟ آپ ﷺ نے ان کو اجازت دیدی<sup>(۱)</sup> ایک صحابیہ کی ماں کا انتقال ہو چکا تھا وہ آپ کی خدمت میں آئیں اور کہا کہ میری ماں نے کبھی حج نہیں کیا، کیا میں ان کی جانب سے یہ فرض ادا کر دوں؟ آپ ﷺ نے انکو بھی اجازت دیدی<sup>(۲)</sup> عمرہ ادا کرنا:

عمرہ فرض ہو یا نہ ہو، لیکن صحابیات اس کو نہایت پابندی کے ساتھ ادا کرتی تھیں، اور جب وہ فوت ہو جاتا تھا تو ان کو سخت قلق ہوتا تھا، جب حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ جن لوگوں کے پاس ہدی نہ ہو وہ عمرہ ادا کر سکتے ہیں، تو خیمے میں آکر دیکھا کہ حضرت عائشہؓ رور ہی ہیں وجہ پوچھی تو بولیں کہ میں ضرورت نسوانی سے مجبور ہوں لیکن لوگ دودو فرض (حج و عمرہ) کا ثواب لیکر جاتے ہیں اور میں صرف ایک کا فرمایا کوئی حرج نہیں خدا تم کو عمرہ کا ثواب بھی عطا فرمائیں گے چنانچہ آپ نے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ کو ساتھ کر دیا اور مقام تنعیم میں انہوں نے جا کر عمرہ کا احرام باندھا اور آدھی رات کو فارغ ہو کر آئیں۔<sup>(۳)</sup>

## ابواب الجہاد

شوق شہادت:

عہد نبوت میں شہادت ایک ابدی زندگی خیال کی جاتی تھی، اس لئے ہر شخص اس آب حیات کا پیاسا رہتا تھا، حضرت ام ورقہ بنت نوفلؓ ایک صحابیہ تھیں جب غزوہ بدر پیش آیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ مجھ کو شریک جہاد ہونے کی اجازت عطا فرمائی جائے میں مریضوں کی تیمارداری کروں گی، شاید مجھے بھی درجہ شہادت حاصل ہو جائے، آپ نے فرمایا گھر ہی میں رہو خدا تمہیں اسی میں شہادت دے گا، یہ معجزانہ پیش گوئی کیونکر غلط ہو سکتی تھی، انہوں نے دو غلام مدبر کئے تھے<sup>(۴)</sup> دونوں نے انکو شہید کر دیا کہ جلد آزاد ہو جائیں۔<sup>(۵)</sup>

(۱) بخاری کتاب الحج باب وجوب الحج و فضله (۲) مسلم کتاب الصوم باب قضاء الصيام من الميت ۱۲  
(۳) بخاری ابواب العمرہ کتاب الحج (۴) مدبر غلاموں کو کہتے ہیں جن سے آقا کہہ دیتا ہے کہ وہ ان کی موت کے بعد آزاد ہو جائیں گے اس لئے قدرتی طور پر یہ لوگ آقا کی موت کے منتظر ہوتے ہیں  
(۵) ابوداؤد کتاب الصلوۃ باب امامۃ النساء.

(۱) بخاری کتاب الحج باب حج النساء (۲) ابوداؤد کتاب المناسک باب فی الصبی الحج

(۳) بخاری کتاب الحج باب وجوب الحج و فضله (۴) ابوداؤد کتاب الحج مناسک باب فی افراد الحج



## عمل بالقرآن

صحابیاتؓ پر قرآن مجید کا شدت سے اثر پڑتا تھا ایک بار حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا کہ قرآن مجید کی یہ آیت:

مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ

”جو شخص کوئی بھی برائی کرے گا اس کو اس کا بدلہ دیا جائے گا“

نہایت سخت ہے ارشاد ہوا کہ عائشہؓ تم کو خبر نہیں کہ مسلمان کے پاؤں میں اگر ایک کانٹا بھی چبھ جاتا ہے تو وہ اس کے اعمال بد کا معاوضہ ہو جاتا ہے بولیں لیکن خدا تو کہتا ہے:

فَسَوْفَ يُحَاسِبُ حِسَابًا يَسِيرًا

”خدا فوراً اسی برائی کا بھی حساب لے گا“

فرمایا ”اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر عمل خدا کی بارگاہ میں پیش ہو گا عذاب اسی کو دیا جائے گا جس کے حساب میں رد و قدح“<sup>(۱)</sup> ہوگی اس اثر پذیری کا نتیجہ یہ تھا کہ صحابیات نہایت سرعت کے ساتھ قرآن مجید کے احکام پر عمل کرنے کو تیار ہو جاتی تھیں حضرت ابو حذیفہ بن عتبہؓ نے حضرت سالمؓ کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا تھا اس لئے زمانہ جاہلیت کے رسم و رواج کے مطابق ان کو حقیقی بیٹے کے حقوق حاصل ہو گئے تھے لیکن جب قرآن مجید کی یہ آیت:

ادْعُوهُمْ لِابْنِهِمْ

”ان کو ان کے حقیقی باپوں کا بیٹا کہہ کر پکارو“

نازل ہوئی تو ان کی بی بی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ سالم پہلے ہمارے ساتھ گھر میں رہتے تھے اور ان سے کوئی پردہ نہ تھا اب آپ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ دودھ پلا دو وہ تمہارے رضاعی بیٹے ہو جائیں گے۔<sup>(۲)</sup>

زمانہ جاہلیت میں عرب کی عورتیں نہایت بے پروائی کے ساتھ دوپٹہ اوڑھتی تھیں اس لئے سینہ اور سرو غیرہ کھلا رہتا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ

”عورتوں کو چاہیے کہ اپنے دوپٹوں کو اپنے سینوں پر ڈال دیں“

اس کا اثر یہ ہوا کہ عورتوں نے اپنے تہ بند اور متفرق کپڑوں کو پھاڑ کر دوپٹے بنائے

اور اپنے آپ کو سیاہ چادروں سے اس طرح ڈھانپ تو پ لیا کہ حضرت عائشہؓ کے قول کے مطابق یہ معلوم ہوتا تھا کہ ان کے سر کوؤں کے آشیانے بن گئے ہیں۔<sup>(۱)</sup>

## منہیات شرعیہ سے اجتناب

مزامیر سے اجتناب:

راگ باجا تو بوی چیز ہے، حضرت عائشہؓ کا یہ حال تھا کہ اونٹ کی گھنٹی کی آواز سننا بھی پسند نہیں کرتی تھیں اگر سامنے سے گھنٹی کی آواز آتی تو ساربان سے کہتیں کہ ٹھہر جاؤ تاکہ یہ آواز سننے میں نہ آئے اور اگر سن لیتیں تو کہتیں کہ تیزی کے ساتھ لے چلو کہ میں اس آواز کو نہ سن سکوں۔<sup>(۲)</sup>

ایک بار ایک لڑکی ان کے گھر میں گھنٹہ و پہنے ہوئے داخل ہوئی گھنٹہ و کی آواز سننے کے ساتھ ہی بولیں کہ گھنٹہ و پہنے ہوئے وہ میرے پاس نہ آنے پائے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس گھر میں اس قسم کی آوازیں آتی ہیں اس میں فرشتے نہیں آتے۔<sup>(۳)</sup>

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو چیز مشتبہ ہے اس کو چھوڑ کر وہ چیز اختیار کرو جو غیر مشتبہ ہے، حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی لیکن ان کے درمیان مشتبہ چیزیں ہیں، پس جو شخص مشتبہ گناہوں کو چھوڑ دے گا وہ کھلے ہوئے گناہوں کا سب سے زیادہ چھوڑنے والا ہو گا اور جو شخص مشتبہ گناہوں کا مرتکب ہو گا بہت ممکن ہے کہ کھلے ہوئے گناہوں کا مرتکب ہو جائے گناہ خدا کی چراگاہ ہے اور جو شخص چراگاہ کے آس پاس چرائے گا، ممکن ہے کہ اس کے مویشی اس میں پڑ جائیں، صحابیات اس حدیث پر نہایت شدت سے عامل تھیں، ایک صحابیہ نے اپنی لونڈی کو اپنی ماں پر صدقہ کر دیا تھا وہ مر گئیں تو اس لونڈی کی حالت مشتبہ ہو گئی، صدقہ کر چکی تھیں اور صدقہ کا مال واپس لینا جائز نہیں، ماں اس کی مالک ہو گئی تھی اور اس کے مرنے کے بعد یہ اس کی وارث ہو گئی تھیں اس لئے وہ ان کو وراثت میں مل سکتی تھی، اس اشتباہ کے رفع کرنے کے لئے وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور واقعہ بیان کیا، آپ نے فرمایا تمہیں صدقہ کا ثواب مل چکا

(۱) ابوداؤد کتاب اللباس باب فی قول اللہ تعالیٰ ولیضربن بخمرھن (۲) مسند احمد بن حنبل جلد

۶ ص ۱۵۲ (۳) مسند احمد بن حنبل جلد ۶ ص ۲۴۲

(۱) ابوداؤد کتاب الجنائز باب الامراض المكفرة للذنوب (۲) ابوداؤد کتاب النکاح باب من حرم به



فرائض مذہبی ادا کرنے میں جسمانی تکلیفیں اٹھانا :

شوق عبادت ہر قسم کی جسمانی تکلیفوں کو آسان کر دیتا ہے اور صحابیات میں یہ شوق موجود تھا، اس لئے وہ ہر قسم کی تکلیفیں برداشت کرتی تھیں، اور فرائض اسلام کو بخوشی ادا کرتی تھیں حضرت حمہ بنت عیشؓ ایک صحابیہ تھیں ان کا معمول تھا کہ برابر مصروف نماز رہتی تھیں، جب تھک جاتی تھیں تو ستون مسجد میں ایک رسی باندھ رکھی تھی اس سے لٹک جاتی تھیں، رسول اللہ ﷺ نے اس رسی کو دیکھا تو فرمایا ان کو صرف اسی قدر نماز پڑھنی چاہیے جو ان کی طاقت میں ہو اگر تھک جائیں تو بیٹھ جانا چاہیے چنانچہ وہ رسی کھلوا کر پھٹکوا دی۔<sup>(۱)</sup>

پابندی قسم : ہم لوگ بات بات پر قسم کھایا کرتے ہیں اور ہم کو یہ محسوس نہیں ہوتا کہ یہ کس قدر ذمہ داری کا کام ہے، لیکن صحابیات بہت کم قسم کھاتی تھیں اور جس بات پر قسم کھا لیتی تھیں اس کو پورا کرتی تھیں ایک بار حضرت عائشہؓ عبد اللہ بن زبیرؓ سے ناراض ہو گئیں اور قسم کھالی کہ اب ان سے بات چیت نہ کریں گی لیکن جب حضرت زبیرؓ نے معافی مانگی اور دوسرے صحابہؓ نے بھی ان کی سفارش کی تو رد کر کہنے لگیں :

انی نذرت والنذر شدید

”میں نے نذر مان لی ہے اور نذر کا پورا کرنا نہایت سخت ہے“

بلا آخر اصرار و سفارش سے ان کا قصور معاف کر دیا، تو کفارہ قسم میں ۴۰ غلام آزاد کئے۔<sup>(۲)</sup>

## تجلیل الرسول

برکت اندوزی :

صحابیات ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک سے برکت اندوز ہوتی رہتی تھیں اس لئے جو بچہ پیدا ہوتا صحابیات سب سے پہلے اس کو آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر کرتیں آپ بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتے اپنے منہ میں کھجور ڈال کر اس کے منہ میں ڈالتے اور اس کے لئے برکت کی دعا فرماتے۔<sup>(۳)</sup>

(۱) ابوداؤد کتاب الصلوۃ باب النعاس فی الصلوۃ (۲) بخاری کتاب الادب باب الہجرۃ

(۳) مسلم کتاب الفضائل باب فی قرب النبی من الناس و تبرکهم

اور اب وہ تمہاری وراثت میں آگئی ہیں۔<sup>(۱)</sup>  
کافروں کا ہدیہ قبول کرنا :

حضرت اسماءؓ کی ماں قبیلہ کافرہ تھیں اور حضرت ابو بکرؓ نے زمانہ جاہلیت میں ہی ان کو طلاق دیدی تھی ایک بار وہ حضرت اسماءؓ کے پاس متعدد چیزیں ہدیہ لیکر آئیں چونکہ یہ کافرہ کا ہدیہ تھا اس لئے حضرت اسماءؓ نے ان کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور حضرت عائشہؓ کے ذریعہ سے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کر لیا، آپ نے اس کو قبول کرنے کی اجازت دیدی۔<sup>(۲)</sup>

## مذہبی زندگی کے مظاہر مختلفہ

تسبیح و تہلیل :

تسبیح و تہلیل پاک مذہبی زندگی کی مخصوص علامات ہیں اور صحابیات میں یہ علامت پائی جاتی تھی ایک صحابیہؓ سامنے کنکری یا کھٹلی رکھ کر تسبیح پڑھ رہی تھیں رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو فرمایا کہ اس کی کیا ضرورت ہے؟ میں اس سے آسان ترکیب بتاتا ہوں اس کے بعد ایک دعائادی۔<sup>(۳)</sup>

مقامات مقدسہ کی زیارت :

حصول برکت کا شوق صحابیات کو مقامات مقدسہ کی طرف کھینچ لئے جاتا تھا ایک بار ایک صحابیہ ہمار ہوئیں اور یہ نذرمانی کہ اگر خدا شفا دے گا تو بیت المقدس میں جا کر نماز پڑھوں گی، صحت یاب ہوئیں تو سامان سفر کیا اور رخصت ہونے کے لئے حضرت میمونہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں انہوں نے کہا کہ مسجد نبوی ﷺ میں نماز پڑھ لو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد کی ہزار نمازوں سے بہتر ہے۔<sup>(۴)</sup>

ایک صحابیہؓ نے مسجد قبا تک پیادہ جانے کی نذرمانی تھی ابھی نذر پوری ہونے نہیں پائی تھیں کہ انتقال ہو گیا، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے فتویٰ دیا کہ ان کی صاحبزادی نذر پوری کریں۔<sup>(۵)</sup>

(۱) ابوداؤد کتاب الوصایا ماجاء فی الرجل یهب امہ تم یوصی لہ (۲) طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت اسماءؓ

(۳) ابوداؤد ابواب تضرع شہر رمضان باب التسبیح بالحصی (۴) مسلم باب فضل الصلوۃ فی

مسجد المدینہ و مکہ (۵) موطا امام محمد باب الرجل یحلف بالمشی الی بیت اللہ



## محافظت یادگار رسول ﷺ :

صحابیات رسول اللہ ﷺ کی یادگاروں کو جان سے زیادہ عزیز رکھتی تھیں، حضرت عائشہؓ کے پاس آپ کا ایک جبہ محفوظ تھا، جب ان کا انتقال ہوا تو حضرت اسماءؓ نے اسکو لے لیا اور محفوظ رکھا، چنانچہ جب کوئی شخص ان کے خاندان میں بیمار ہوتا تھا تو شفاء حاصل کرنے کے لئے اس کو دھو کر اس کا پانی پلاتی تھیں۔<sup>(۱)</sup>

جن کپڑوں میں آپ کا وصال ہوا تھا، حضرت عائشہؓ نے ان کو محفوظ کر رکھا تھا، چنانچہ ایک دن انہوں نے ایک صحابی کو ایک یمنی تہ بند اور ایک کبل دکھا کر کہا کہ خدا کی قسم آپ ﷺ نے ان ہی کپڑوں میں داعی اجل کو لبیک کہا تھا۔<sup>(۲)</sup>

ایک بار ایک صحابیہ نے آپ کی دعوت کی، آپ نے کھانے کے بعد جس مشکیزہ سے پانی پیا اس کو انہوں نے محفوظ رکھا جب کوئی شخص بیمار ہوتا یا برکت حاصل کرنے کا موقع آتا تو وہ اس سے پانی پیتی اور پلاتی تھیں۔<sup>(۳)</sup>

جب آپ حضرت انسؓ کے گھر تشریف لاتے تھے تو ان کی والدہ آپ کے پسینے کو نچوڑ کر ایک شیشی میں بھر لیتی تھیں اور اس کو محفوظ رکھتی تھیں۔<sup>(۴)</sup>

غزوہ خیبر میں آپ نے ایک صحابیہ کو خود دست مبارک سے ایک ہار پہنایا تھا وہ اس کی اس قدر قدر کرتی تھیں کہ عمر بھر اس کو گلے سے جدا نہیں کیا اور جب انتقال کرنے لگیں تو وصیت کی کہ ان کے ساتھ وہ بھی دفن کر دیا جائے۔<sup>(۵)</sup>

ایک دن آپ ام سلیمؓ کے مکان پر تشریف لائے، گھر میں ایک مشکیزہ لٹک رہا تھا، آپ نے اس کا دہانہ اپنے منہ سے لگایا اور پانی پیا، حضرت ام سلیمؓ نے مشکیزے کے دہانے کو کاٹ کر اپنے پاس بطور یادگار رکھ لیا۔<sup>(۶)</sup>

آپ حضرت شفا بنت عبد اللہ کے یہاں کبھی کبھی قیلولہ فرماتے تھے اس غرض سے انہوں نے آپ کے لئے ایک بستر اور ایک خاص تہ بند بنوایا تھا جس کو پہن کر آپ استراحت فرماتے تھے یہ یادگاریں ایک مدت تک ان کے خاندان میں محفوظ رہیں، اخیر میں مروان نے ان سے لے لیا۔<sup>(۷)</sup>

(۱) مسند احمد بن حنبل جلد ۶ ص ۳۴۸ (۲) ابوداؤد کتاب اللباس باب فی لبس الصوف والشعر  
(۳) طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ام نیاز (۴) بخاری کتاب الاستیذان باب من زار قوما فقال عندهم  
(۵) مسند ابن حنبل جلد ۶ ص ۳۸۰ (۶) ابوداؤد کتاب اللباس باب فی لبس الصوف والشعر  
(۷) طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ام سلیم

## ادب رسول :

صحابیات آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو دربار نبوت کے ادب عظمت کے لحاظ سے تمام کپڑے زیب تن کر لیتیں، ایک صحابیہ فرماتی ہیں :

جمعت علی ثیابی فاتیت <sup>(۱)</sup> رسول اللہ ﷺ

”میں نے تمام کپڑے پہن لئے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی“

اگر نادانسی کی حالت میں بھی کوئی کلمہ آپ کی شان کے خلاف منہ سے نکل جاتا تو اس کی معافی چاہتیں، ایک صحابیہ کا بچہ مر گیا تھا، اور وہ اس پر رو رہی تھیں، آپ کا گزر ہوا تو فرمایا ”خدا سے ڈرو اور صبر کرو“ بولیں تمہیں میری مصیبت کی کیا پروا ہے؟ آپ چلے گئے تو لوگوں نے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ تھے، دوڑی ہوئی آئیں اور عرض کی کہ میں نے حضور ﷺ کو نہیں پہچانا۔<sup>(۲)</sup>

## حمایت رسول اللہ ﷺ :

صحابیات اپنے دلوں میں نہایت شدت کے ساتھ آپ کی حمایت کی آرزو رکھتی تھیں حضرت طیب بن عمیرؓ اسلام لائے اور اپنی ماں اروی بنت عبد المطلب کو اس کی خبر دی تو بولیں کہ ”تم نے جس شخص کی حمایت کی وہ اس کا سب سے زیادہ مستحق تھا اگر مردوں کی طرح ہم بھی استطاعت رکھتے تو آپ کی حفاظت کرتے اور آپ کی طرف سے لڑتے“<sup>(۳)</sup>

خدمت رسول اللہ ﷺ :

صحابیات رسول اللہ ﷺ کی خدمت کو اپنا سب سے بڑا شرف خیال کرتی تھیں حضرت سلمیٰؓ ایک صحابیہ تھیں انہوں نے اس استقلال کے ساتھ آپ کی خدمت کی کہ ان کو خادم رسول اللہ ﷺ کا لقب حاصل ہوا۔<sup>(۴)</sup>

سفینہ حضرت سلمہؓ کی والدہ کی لونڈی تھیں انہوں نے اس کو اس شرط پر آزاد کرنا چاہا کہ وہ اپنی عمر آپ کی خدمت گزاری میں صرف کرے اس نے کہا ”اگر آپ یہ شرط نہ بھی کرتیں تب بھی میں تانفس واپسین آپ کی خدمت سے علیحدہ نہ ہوتی“<sup>(۵)</sup>

ہیبت رسول اللہ ﷺ :

رسول اللہ ﷺ کی پر عظمت روحانیت سے صحابیات اس قدر مرعوب ہو جاتی تھیں

(۱) ابوداؤد کتاب الطلاق باب فی عدة الحامل اسد الغابہ تذکرہ حضرت شفا بنت عبد اللہ  
(۲) ابوداؤد کتاب الجنائز باب الصبر عند الصدمہ (۳) استیعاب تذکرہ حضرت طیب بن عمیر  
(۴) ابوداؤد کتاب الطب باب الحاجة (۵) ایضاً کتاب العتق باب فی العتق علی الشرط



کہ جسم میں ریشہ پڑ جاتا تھا ایک بار حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ کو مسجد میں اکڑ بیٹھے ہوئے دیکھا ان پر آپ کے اس خشوع خضوع کی حالت کا یہ اثر پڑا کہ کانپ اٹھیں۔<sup>(۱)</sup>  
نعت رسول اللہ ﷺ :

صحابیات کی چھوٹی چھوٹی لڑکیاں تک آپ کی مدح میں رطب اللسان رہتی تھیں، آپ جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو لڑکیاں دف بجایا کر یہ شعر گاتی پھرتی تھیں۔

یا حبذا محمدا من جار

محمد ﷺ کتنے اچھے پڑوسی ہیں

نحن جوار من بنی النجار

ہم خاندان بنو نجار کی لڑکیاں ہیں  
پردہ نشین عورتیں یہ اشعار پڑھتی تھیں :

من ثنایات الوداع

ثنیۃ الوداع کی گھائیوں سے ہم پر چودھویں رات کا چاند طلوع ہوا ہے

طلع البدر علینا

وجب الشکر علینا

جب تک دعا کرنے والے دعا کریں

مادعی اللہ داعی

ہم پر خدا کا شکر واجب ہے

حضرت عائشہؓ جب رخصت ہو کر آئیں، تو لڑکیاں دف بجایا کر واقعات بدر کے متعلق اشعار گاتی تھیں ان میں سے ایک نے یہ مصرعہ گایا :

وفینا نبی یعلم ما فی غد

ہم میں ایک پیغمبر ہے جو کل کی بات جانتا ہے۔

تو آپ ﷺ نے اسے روک دیا اور کہا کہ وہی گاؤ جو پہلے گارہی تھیں۔<sup>(۲)</sup>

## پابندی احکام رسول ﷺ

صحابیاتؓ رسول اللہ ﷺ کے احکام کی نہایت شدت کے ساتھ پابندی کرتی تھیں آپ نے شوہر کے علاوہ اور اعزہ کے ماتم کے لئے صرف تین دن مقرر فرمائے تھے، صحابیات نے اس کی اس شدت کے ساتھ پابندی کی کہ جب حضرت زینب بنت جحشؓ کے بھائی کا انتقال ہوا تو چوتھے دن کچھ عورتیں ان سے ملنے آئیں، انہوں نے ان سب کے سامنے خوشبو لگائی اور

(۱) شمائل ترمذی باب ما جاء فی حلیہ رسول اللہ ﷺ

(۲) بخاری کتاب النکاح باب ضرب الدف فی النکاح

کہا کہ مجھے خوشبو کی ضرورت نہ تھی، لیکن میں نے آپ ﷺ سے سنا ہے کہ ”کسی مسلمان عورت کو شوہر کے سوا تین دن سے زیادہ کسی کام تم کرنا جائز نہیں“ اس لئے یہ اسی حکم کی تعمیل تھی۔

جب حضرت ام حبیبہؓ کے والد نے انتقال کیا تو انہوں نے تین روز کے بعد تیل لگایا، خوشبو لگائی اور کہا کہ ”مجھے اس کی ضرورت نہیں تھی“ صرف آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل مقصود تھی۔<sup>(۱)</sup>

ایک بار حضرت عائشہؓ کے پاس ایک سائل آیا، انہوں نے ایک روٹی کا ٹکڑا دیدیا، پھر اس کے بعد ایک خوش لباس شخص آیا تو انہوں نے اس کو بٹھا کر خوب کھانا کھلایا، لوگوں نے اس تفریق و امتیاز پر اعتراض کیا، تو بولیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ :

انزلوا الناس علی قدر منازلہم

”لوگوں کو ان کے درجہ پر رکھو“

ایک بار آپ ﷺ مسجد سے نکل رہے تھے، دیکھا کہ راستے میں مرد و عورت مل جل کر چل رہے ہیں، عورتوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا ”پیچھے رہو تم وسط راہ سے نہیں گزر سکتیں“ اس کے بعد عورتوں کا یہ حال ہو گیا کہ گلی کے کنارے سے اس طرح لگ کے چلتی تھیں کہ ان کے کپڑے دیواروں سے الجھ جاتے تھے۔<sup>(۲)</sup>

رضامندی رسول اللہ ﷺ :

صحابیاتؓ کو رسول اللہ ﷺ کی رضامندی کی ہمیشہ فکر رہتی تھی، اس لئے اگر آپؐ کبھی ناراض ہو جاتے تھے، تو ہر ممکن تدبیر سے آپ کے رضامندی کرنے کی کوشش کرتی تھیں، آپ جب حجۃ الوداع کے لئے تشریف لے گئے تو تمام بیویاں ساتھ تھیں، سوء اتفاق سے راستہ میں حضرت صفیہؓ کا لونٹ تھک کر بیٹھ گیا وہ رونے لگیں، آپ کو خبر ہوئی تو خود تشریف لائے اور دست مبارک سے ان کے آنسو پونچھے، آپ جس قدر ان کو رونے سے منع فرماتے تھے، اسی قدر اور زیادہ روتی تھیں، جب کسی طرح چپ نہ ہوئیں تو آپ نے ان کی سرزنش فرمائی اور تمام لوگوں کو منزل کرنے کا حکم دیا، اور خود بھی اپنا خیمہ نصب کر لیا، اب حضرت صفیہؓ کو خیال ہوا کہ آپ ان سے ناراض ہو گئے اس لئے آپ کی رضامندی کی تدبیریں اختیار کیں۔ اس غرض سے حضرت عائشہؓ کے پاس گئیں اور کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ میں اپنی

(۱) ابوداؤد کتاب الطلاق باب اعداد المتوفی عنہا زوجها

(۲) ابوداؤد کتاب الادب باب فی مشی النساء فی الطريق



باری کا دن کسی چیز کے معاوضہ میں نہیں دے سکتی، لیکن اگر آپ رسول اللہ ﷺ کو مجھ سے راضی کر دیں تو میں اپنی باری کا دن آپ کو دیتی ہوں، حضرت عائشہؓ نے آمادگی ظاہر کی، اور ایک دوپٹہ اوڑھا جو زعفرانی رنگ میں رنگا ہوا تھا، پھر اس پر پانی کے چھینٹے دیئے کہ خوشبو خوب پھیلے اس کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور خیمہ کا پردہ اٹھایا تو آپ ﷺ نے فرمایا عائشہؓ یہ تمہاری باری کا دن نہیں ہے، بولیں۔

ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ<sup>(۱)</sup> یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔  
تفویض الی الرسول ﷺ :

عورت کے لئے نکاح کا معاملہ سب سے اہم ہوتا ہے، لیکن صحابیاتؓ نے اپنے آپ کو بالکل رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں دیدیا تھا اس لئے آپ جس سے چاہتے تھے ان کا نکاح کر دیتے تھے اور وہ خوشی اس کو قبول کر لیتی تھیں، حضرت فاطمہ بنت قیسؓ ایک صحابیہ تھیں، جن سے ایک طرف تو حضرت عبدالرحمن بن عوف جو نہایت دولت مند صحابی تھے، نکاح کرنا چاہتے تھے دوسری طرف آپ نے حضرت اسامہ بن زید کے متعلق ان سے گفتگو کی تھی، لیکن حضرت فاطمہ بنت قیسؓ نے آپ کو اپنی قسمت کا مالک بنادیا تھا اور کہا کہ میرا معاملہ آپ کے ہاتھ میں ہے، جس سے چاہئے نکاح کر دیجئے۔<sup>(۲)</sup>  
حبیبؓ ایک ظریف الطبع صحابی تھے، جو راستوں میں بھی ظرافت اور مذاق کی باتیں کرتے تھے، اس لئے صحابہ کرامؓ ان کو عموماً ناپسند کرتے تھے، ایک بار آپ نے ان کے لئے ایک انصاری لڑکی سے نکاح کا پیغام دیا، انہوں نے کہا کہ اس کی ماں سے مشورہ کر لوں، ماں نے حبیبؓ کا نام سنا تو انکار کیا، لیکن لڑکی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی بات نامنظور نہیں کی جاسکتی، مجھے آپ کے حوالہ کر دو، خدا مجھے ضائع نہ کرے گا۔ (مسند ج: ۴ ص: ۲۳۲)

ضیافت رسول اللہ ﷺ :

اگر خوش قسمتی سے صحابیاتؓ کو کبھی رسول اللہ ﷺ کی ضیافت کا موقع ملتا تو نہایت عزت، محبت اور ادب کے ساتھ اس فرض کو بجالاتیں، ایک بار آپ حضرت ام حرامؓ کے مکان پر تشریف لے گئے تو انہوں نے دعوت کی آپ نے قبول فرمائی اور وہیں قیلولہ فرمایا۔<sup>(۳)</sup>  
ایک بار ایک صحابی نے آپ کی دعوت کی، دعوت کھا کر آپ روانہ ہوئے تو ان کی بی بی نے پردے سے سر نکال کر کہا ”یا رسول اللہ ﷺ مجھ پر اور میرے شوہر پر درود بھیجتے جائیے“ آپ نے فرمایا خدا تم پر تمہارے شوہر پر رحمت نازل فرمائے“ (مسند ابن حنبل ج: ۳ ص: ۳۹۸)

(۱) مسند احمد بن حنبل جلد ۶ ص ۳۳۸ (۲) نسائی کتاب النکاح الخطبہ فی النکاح  
(۳) ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی رکوب البحر فی الغزو

بعض صحابیاتؓ خود کو کوئی نئی چیز پکا کر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کرتی تھیں۔ ایک بار حضرت ام ایمنؓ نے آنا چانا اور اس کی روٹیاں تیار کر کے آپ کی خدمت میں پیش کیں آپ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ بولیں ”ہمارے ملک میں اسی کا رواج ہے میں نے چاہا کہ آپ کے لئے بھی اسی قسم کی روٹیاں تیار کروں، لیکن آپ نے کمال زہد و تقشف سے فرمایا، آٹے میں چوکر ملا کر پھر گوندھو“ (سنن ابن ماجہ کتاب الاطعمہ)

محبت رسول اللہ ﷺ : صحابیاتؓ کے دل آپ کی محبت سے لبریز تھے، اور وہ اظہار اس کا مختلف طریقوں سے کرتی تھیں، حضرت ام عطیہؓ ایک صحابیہ تھیں، وہ جب آپ کا ذکر کرتیں تو فرط محبت سے کہتیں بیا یعنی میں آپ پر قربان آپ جب کسی غزوہ میں تشریف لے جاتے تو صحابیات فرط محبت سے آپ کی واپسی اور سلامتی کے لئے نذریں مانگی تھیں۔ ایک بار آپ کسی غزوہ سے واپس آئے تو ایک صحابیہ نے کہا کہ یا رسول اللہ میں نے نذر مانی تھی کہ اگر خدا آپ کو صحیح و سالم واپس لائے گا تو آپ کے سامنے دف بجایا کر گیت گاؤں گی (ترمذی کتاب المناقب ابی حفص عمر بن خطاب)

شوق محبت رسول : صحابیاتؓ کے دل میں آپ کی صحبت سے مستفیض ہونے کا شوق نہایت رہتا تھا، حضرت قیلہؓ بیوہ ہو گئیں تو بچوں کو ان کے چچا نے لے لیا، وہ تمام دنیاوی جھگڑوں سے آزاد تھی اس لئے ایک صحابی کے ساتھ خدمت مبارک میں حاضر ہوئی اور آپ کی تعلیمات و تلقینات سے عمر بھر فائدہ اٹھایا (طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت قیلہؓ)

## فضائل اخلاق

استعفاف : جنس تربیت نبوی ﷺ نے صحابیات کے ایک ایک فرد کو غیرت، خودداری اور عزت نفس کا مجسم بنادیا تھا، اس لئے وہ کسی کے سامنے، ست سوال نہیں پھیلاتی تھیں، ماں باپ سے مانگتے ہوئے کسی کو شرم نہیں آتی، لیکن صحابیات کی غیرت اس کو بھی کوادرہ نہیں کرتی تھی۔ ماں باپ سے بھری محفل میں سوال کیا جائے، حضرت فاطمہؓ گھر کے کام کاج سے تنگ آئی تھیں رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ لونڈی غلام آئے، حاضر خدمت ہوئیں کہ آپ سے ایک غلام مانگیں، دیکھا کہ آپ سے کچھ لوگ باتیں کر رہے ہیں، شرم کے مارے واپس آئیں۔ (ابوداؤد کتاب الادب باب فی التسیح)

ایشاء : ایک اخلاقی وصف ہے، لیکن ایشاء فیاضی کی اعلیٰ ترین قسم ہے، اور وہ صحابیات میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھی، حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پہلو میں اپنی قبر کے لئے جگہ مخصوص کر رکھی تھی، لیکن جب حضرت عمرؓ نے ان سے درخواست کی تو انہوں نے یہ تحفہ جنت ان کو دے دیا اور فرمایا :



كنت اريدہ لنفسي ولا وثرن به اليوم على نفسي<sup>(۱)</sup>

”میں نے خود اپنے لئے اس کو محفوظ رکھا تھا لیکن آج اپنے لو پر آپ کو ترجیح دیتی ہوں“  
ایک دن وہ روزہ سے تھیں گھر میں ایک روٹی کے سوا کچھ نہ تھا ایک مسکین عورت آئی انہوں نے لونڈی سے کہا کہ روٹی اس کو دے دو اس نے کہا افطار کس چیز سے کیجئے گا بولیں دے دو! شام ہوئی تو کسی نے بحری کا گوشت بھجوا دیا لونڈی کو بلا کر کہا یہ تیری روٹی سے بہتر ہے<sup>(۲)</sup>  
فیاضی: صحابہ کی طرح اسلام کو صحابیات کی فیاضی سے بھی بہت کچھ ثبات و استحکام حاصل ہوا حضرت ام سلیمؓ نے اپنا نخلستان خاص رسول اللہ ﷺ کے لئے وقف کر دیا تھا۔<sup>(۳)</sup>

حضرت عائشہؓ اس قدر فیاض تھیں کہ جو کچھ ہاتھ آجاتا تھا اس کو صدقہ کر دیتی تھیں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ان کو فیاضی سے روکنا چاہا تو اس قدر رہم ہوئیں کہ ان سے بات چیت نہ کرنے کی قسم کھالی<sup>(۴)</sup> حضرت اسماء ان سے بھی زیادہ فیاض تھیں حضرت عائشہؓ کا معمول یہ تھا کہ جمع کرتی جاتی تھیں جب معتدبہ سر ملایا جمع ہو جاتا تھا تو اسکو تقسیم کر دیتی تھیں لیکن حضرت اسماء کل کے لئے کچھ نہیں رکھتی تھیں روز کے روز خرچ کر دیا کرتی تھیں۔<sup>(۵)</sup>

ایک بار حضرت مسکد بن عبداللہ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے بولیں کہ تمہارے کوئی لڑکا ہے انہوں نے کہا نہیں فرمایا اگر میرے پاس درہم ہوتے تو میں تم کو دے دیتی حسن اتفاق سے شام ہی کو حضرت امیر معاویہؓ نے ان کے پاس روپے بچے بولیں کسی قدر جلد میری آزمائش ہوئی فوراً آدمی بھیج کر ان کو بلایا اور دس ہزار درہم دے دیئے انہوں نے اس رقم سے ایک لونڈی خرید لی اس سے ان کے متعدد بچے پیدا ہوئے۔<sup>(۶)</sup>

ازواج مطہرات میں حضرت زینب بنت جحشؓ نہایت فیاض تھیں وہ اپنے ہاتھ سے چمڑے کی دباغت کرتی تھیں اور جو کچھ آمدنی اس سے ہوتی تھی مساکین کو دے دیتی تھیں ایک بار رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں جس کا ہاتھ سب سے لمبا ہو گا وہ مجھ سے سب سے پہلے ملے گا اس بنا پر ازواج مطہرات اپنے ہاتھوں کو ناپتی تھیں حضرت زینبؓ کے ہاتھ سب سے چھوٹے تھے لیکن جب سب سے پہلے ان کا انتقال ہوا تو ازواج مطہرات کو معلوم ہوا کہ لمبے ہاتھ سے فیاضی مراد تھی۔<sup>(۷)</sup>

(۱) بخاری کتاب المناقب باب فضیلة البیعة

(۲) مؤطا امام مالک کتاب الجامع باب الترغیب فی الصدقة (۳) صحیح بخاری

(۴) بخاری کتاب المناقب باب مناقب قریش (۵) ادب المفرد باب السخاوة

(۶) طبقات ابن سعد تذکرہ منکر بن عبداللہ (۷) اصحابہ تذکرہ حضرت زینب بنت جحشؓ

مخالف سے انتقام نہ لینا:

اگر مخالف کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائے تو انتقام لینے کا اس سے بہتر کوئی اور موقع نہیں مل سکتا لیکن صحابیات کے دل میں خدا اور رسول کی محبت نے بغض و انتقام کی جگہ کب چھوڑی تھی؟ حضرت عائشہؓ اور حضرت زینبؓ میں باہم نوک جھونک رہتی تھی لیکن جب حضرت عائشہؓ پر اتہام لگایا گیا اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینبؓ سے ان کی اخلاقی حالت دریافت فرمائی تو بجائے اس کے کہ وہ انتقام لیتیں بولیں کہ میں اپنے کان اور اپنی آنکھ کی پوری حفاظت کرتی ہوں مجھے ان کی نسبت بھلائی کے سوا کچھ معلوم نہیں ہے حضرت عائشہؓ کو خود اعتراف ہے کہ:

و اللی تسامینی فعصمها اللہ بالورع<sup>(۱)</sup>

”وہ اگرچہ میری حریف تھیں لیکن خدا نے تورع کی وجہ سے ان کو چالیا“

انتقام تو بڑی چیز ہے صحابیات اپنے مخالفوں سے بغض رکھنا بھی پسند نہیں کرتی تھیں حضرت معاویہؓ بن خدیج نے حضرت عائشہؓ کے بھائی محمد بن ابی بکر کو قتل کر دیا تھا ایک بار وہ کسی فوج کے سپہ سالار تھے حضرت عائشہؓ نے ایک شخص سے پوچھا کہ اس غزوہ میں معاویہؓ کا سلوک کیسا رہا؟ اس نے کہا ”ان میں کوئی عیب نہ تھا سب لوگ ان کے مداح رہے“ اگر کوئی لونٹ ضائع ہو جاتا تھا تو وہ اس کی جگہ دوسرا لونٹ دے دیتے تھے اگر کوئی گھوڑا مر جاتا تھا تو وہ اس کی جگہ دوسرا گھوڑا دے دیتے تھے اگر کوئی غلام بھاگ جاتا تھا تو اس کی جگہ دوسرا غلام دیتے تھے حضرت عائشہؓ نے سن کر کہا ”استغفر اللہ اگر میں ان سے بغض اس بنا پر رکھوں کہ انہوں نے میرے بھائی کو قتل کیا میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا کہ خدا! ”جو شخص میری امت کے ساتھ ملاطفت کرے تو بھی اس کے ساتھ ملاطفت کر اور جو شخص اس پر سختی کرے تو بھی اس پر سختی کر“<sup>(۲)</sup> مہمان نوازی:

حضرت ام شریکؓ نہایت دولت مند اور فیاض صحابیہ تھیں انہوں نے اپنے مکان کو گویا مہمان خانہ بنا دیا تھا اس لئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں باہر سے جو مہمان آتے تھے وہ اکثر انہیں کے مکان پر ٹھہرتے تھے۔<sup>(۳)</sup>

(۱) بخاری کتاب الشهادات باب بعدیل النساء بعضهن بعضا (۲) اسد الغابہ تذکرہ حضرت معاویہ بن خلیف (۳) نسائی کتاب النکاح باب الخطبة فی النکاح



## عزت نفس:

صحابیات عزت نفس کا مجموعہ تھیں، حضرت عبداللہ بن زبیر جس دن شہید ہوئے اس روز اپنی والدہ حضرت اسماءؓ کے پاس تشریف لے گئے، انہوں نے ان کو دیکھا تو یوں بیٹا قتل کے خوف سے ہرگز ایسی شرط قبول نہ کر لیتا جس پر تم کو ذلت برداشت کرنی پڑے خدا کی قسم عزت کے ساتھ تلوار کھا کر مر جانا اس سے بہتر ہے کہ ذلت کے ساتھ کوڑے کی مار برداشت کر لی جائے۔

## صبر و ثبات:

مردوں پر فوج کرنا بال نوچنا، کپڑے پھاڑ ڈالنا، مدتوں مرثیہ خوانی کرنا عرب کا قومی شعار تھا لیکن فیض تربیت نبویؐ نے صحابیات کو صبر کا اس قدر خوگر بنا دیا تھا کہ حضرت ابو طلحہ انصاری کا لڑکا بیمار ہوا وہ صبح کے وقت اس کو بیمار چھوڑ کر کام کاج کے لئے باہر چلے گئے ان کی عدم موجودگی میں یہاں لڑکا جاں بحق تسلیم ہو گیا لیکن ان کی بی بی نے لوگوں سے کہہ دیا کہ ابو طلحہ سے نہ کہنا وہ شام کو پلٹے تو بی بی سے پوچھا کہ بچہ کیسا ہے؟ یو لیس پہلے سے زیادہ سکون کی حالت میں ہے، یہ کہہ کر کھانا لائیں، اور انہوں نے کھانا کھایا صبح ہوئی تو کہا کہ اگر ایک قوم کسی کو کوئی چیز عاریتہ دے اور پھر اس کا مطالبہ کرے تو کیا اس کو اس کے رکھنے کا حق حاصل ہے؟ یو لے "نہیں" یو لیس "تو پھر اپنے پیٹے کو بھی صبر کرو" (۱)

رسول اللہ ﷺ غزوہ احد سے واپس آئے، تو تمام صحابیات اپنے اپنے اعزہ واقارب کا حال پوچھنے آئیں، انہی میں حضرت حمہ بنت جحش بھی تھیں وہ آئیں تو آپ نے فرمایا کہ حمہ! اپنے بھائی عبداللہ بن جحش کو صبر کرو، انہوں نے انا اللہ پڑھا اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی، آپ نے پھر فرمایا کہ اپنے ماموں حمزہ بن عبدالمطلب کو بھی صبر کرو، انہوں نے اس پر بھی انا اللہ پڑھا اور دعائے مغفرت کر کے خاموش ہو رہیں۔ (۲)

حضرت عبداللہ بن زبیر جب حجاج سے معرکہ آرا ہوئے تو ان کی والدہ حضرت اسماءؓ بیمار تھیں وہ ان کے پاس آئے، اور مزاج پر سی کے بعد یوں کہہ مرنے پر آم ہے "یو لیس" شاید تم کو میرے مرنے کی آرزو ہے، لیکن جب تک دوبا توں میں سے ایک نہ ہو جائے، میں مرنے پر پسند نہ کروں گی، یا تو تم شہید ہو جاؤ، اور میں تم کو صبر کر لوں، یا فتح و ظفر حاصل کرو کہ میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں،

(۱) مسلم کتاب الادب باب استجاب تخلیک الہود عند ولاوتہ الخ

(۲) طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت حمہ بنت جحش

چنانچہ جب وہ شہید ہو چکے تو حجاج نے ان کو سولی پر لٹکا دیا، حضرت اسماءؓ باوجود پیرانہ سالی کے یہ عبرت ناک منظر دیکھنے کے لئے آئیں، اور بجائے اس کے کہ وہ روتی پیتیں، حجاج کی طرف مخاطب ہو کر کہا اس سوار کے لئے ابھی تک وہ وقت نہیں آیا کہ اپنے گھوڑے سے نیچے اترے۔ (۱)

## شجاعت:

غزوات میں صحابہ کرامؓ نے جس طرح داد شجاعت دی، صحابیات کے بہادرانہ کارنامے اس سے بھی حیرت انگیز ہیں، غزوہ حنین میں کفار نے اس زور شور سے حملہ کیا تھا کہ میدان جنگ لرز اٹھا تھا، لیکن حضرت ام سلیم کی شجاعت کا یہ حال تھا کہ ہاتھ میں خنجر لئے ہوئے منتظر تھیں کہ کوئی کافر سامنے آئے تو اس کا کام تمام کر دیں، چنانچہ حضرت ابو طلحہؓ نے ان کے ہاتھ میں خنجر دیکھا تو پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ یو لیس کہ چاہتی ہوں کہ کوئی کافر قریب آئے تو پیٹ میں بھونک دوں۔ (ابوداؤد کتاب الجہاد فی السلب يعطی القتال)

غزوہ خندق میں رسول اللہ ﷺ نے تمام عورتوں کو ایک قلعہ میں کر دیا تھا، ایک یہودی آیا، اور قلعہ کے گرد چکر لگانے لگا، حضرت صفیہؓ نے دیکھا تو حضرت حسان بن ثابتؓ سے کہا کہ یہ جاسوس معلوم ہوتا ہے، اس کو قتل کر دو، یو لے تمہیں تو معلوم ہے کہ میں اس میدان کا مرد نہیں، اب حضرت صفیہؓ خود اتریں اور خیمہ کی ایک میخ اکھاڑ کر اس زور سے مارا کہ وہیں ٹھنڈا ہو گیا۔ (اسد الغابہ تذکرہ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب)

## زہد و تقشف:

صحابیات نہایت زاہدانہ اور متقشفانہ زندگی بسر کرتی تھیں ایک بار ایک شخص حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا، یو لیس ذرا ٹھیر جاؤ میں اپنی نقاب سی لو، اس نے کہا اگر میں لوگوں کو اس کی خبر کر دوں تو لوگ آپ کو خلیل سمجھیں گے، یو لیس "جو لوگ پرانا دھڑا کپڑا نہیں پہنتے ان کو آخرت میں نیا کپڑا نصیب نہ ہوگا" (۲)

## زندہ دلی:

صحابیات کے جذبات کو اسلام نے تروتازہ اور شگفتہ کر دیا تھا، اس لئے ان میں زندہ دلی پائی جاتی تھی، عید کے دن معمولاً لڑکے اور لڑکیاں رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہو کر باجے بجاتے تھے، اور مسرت کے ترانے گاتے تھے۔ بخاری کتاب العیدین باب سنة العیدین لاهل الاسلام

(۱) استیعاب تذکرہ حضرت عبداللہ بن زبیر (۲) ادب المفرد باب الرفق فی المعیشہ



صحابیات کا سینہ راز کا مدفن تھا جس سے وہ قیامت تک باہر نہیں نکل سکتا تھا، ایک دن آپ کی خدمت میں تمام ازواج مطہرات جمع تھیں، حضرت فاطمہ بھی اسی حالت میں آگئیں، آپ نے ان کو مر حبا کہا اور اپنے دائیں جانب بٹھالیا اور آہستہ سے ان کے کان میں ایک بات کہی وہ چیخ مار کر رو پڑیں، پھر آپ نے آہستہ سے ایک بات کہی جس سے وہ ہنس پڑیں، آپ چلے گئے، تو تمام بیویوں نے اس کی وجہ پوچھی، بولیں، میں آپ کی زندگی میں آپ کا راز فاش نہیں کر سکتی۔<sup>(۱)</sup>

عفت و عصمت :

اسلام نے پاکیزگی اخلاق کی جو تعلیم دی ہے اس نے صحابیات کو عصمت و عفت کا مجسمہ بنادیا، ایک صحابیہ کو جن کی اخلاقی حالت زمانہ جاہلیت میں اچھی نہیں تھی، ایک شخص نے اپنی طرف مائل کرنا چاہا تو بولیں ہٹو اب وہ زمانہ گیا اور اسلام آیا<sup>(۲)</sup> اسلام کی تعلیم کا یہ اثر تھا کہ لونڈیاں تک بدکاری سے ابا کرنے لگی، مسیحہ کہ ایک لونڈی تھی جس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آکر شکایت کی کہ میرا آقا مجھ کو بدکاری پر مجبور کرتا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

لَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ<sup>(۳)</sup>

”اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو“

اس جرم کا ارتکاب تو صحابیات سے بہت بعید تھا، وہ اس کو گورا بھی نہیں کرتی تھیں کہ کسی نامحرم کی نگاہ بھی ان پر پڑے، ایک بار حضرت مغیرہ بن شعبہ نے نکاح کرنا چاہا اور رسول اللہ ﷺ سے مشورہ طلب کیا آپ نے فرمایا کہ پہلے عورت کو جا کر دیکھ لو، اس غرض سے اس کے گھر گئے، عورت نے پردہ سے کہا ”اگر رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے تو خیر، ورنہ تمہیں خدا کی قسم۔“<sup>(۴)</sup>

اس معصیت کا ارتکاب تو بڑی چیز ہے اگر خدا نخواستہ صحابیات پر کبھی اس قسم کا اہتمام بھی لگ جاتا تھا تو ان کے خرمن عقل و ہوش پر بجلی گر پڑتی تھی، حضرت عائشہ کے کانوں میں جب واقعہ افک کی بھنک پڑتی تو بے ہوش ہو کر گر پڑیں، لرزہ مٹا آگیا، اور آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔<sup>(۵)</sup>

(۱) مسلم کتاب الفضائل مناقب فاطمہ (۲) مسند احمد بن حنبل جلد ۴ ص ۱۸۷ (۳) بخاری کتاب الطلاق باب فی تعظیم الزناء (۴) سنن ابن ماجہ کتاب النکاح باب النظر الی المرأة اذا اراد ان یتزوجها (۵) بخاری کتاب بلر الخلق باب قول اللہ عز وجل لقد کان فی یوسف و اخوته آیات للسانلین

## حسن معاشرت

### مصالحت اور صفائی :

اگر بہ مقتضائے فطرت انسانی صحابیات کسی سے ناراض ہو جاتی تھیں، تو ان کو اس چند روزہ ناگواری پر نہایت افسوس ہوتا تھا، ایک معاملہ میں حضرت عائشہؓ حضرت عبداللہ بن زبیر سے ناراض ہو گئیں، کوربات چیت نہ کرنے کی قسم کھالی، عفو تقصیر کے بعد جب ان کو یہ قسم یاد آتی تھی تو اس قدر روتی تھیں کہ دوپٹہ تر ہو جاتا تھا۔<sup>(۱)</sup>

صلح رحم :

حضرت زینب اپنے اعزہ و اقارب کے ساتھ نہایت سلوک کرتیں تھیں، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں :

ولم ارا امرأة قط خيرا في الدين من زينب و اتقى الله و اصدق حديثا و اوصل للرحم<sup>(۲)</sup>

”میں نے زینب سے زیادہ دیندار زیادہ پرہیزگار زیادہ سچی اور زیادہ صلہ رحمی کرنے والی عورت نہیں دیکھی“

حضرت اسماءؓ نے ایک جائیداد وراثت پائی تھی، اور ان کو ایک لاکھ کی رقم حضرت امیر معاویہ نے دی تھی، لیکن انہوں نے اس مال و جائیداد کو حضرت قاسم بن محمد اور لبن ابی عتیق پر جوان کے قرابت دار تھے، بہہ کر دیا۔<sup>(۳)</sup>

صحابیات کی صلہ رحمی صرف اعزہ کے ساتھ مخصوص نہ تھی بلکہ وہ کافر قرابت داروں کی قرابت کا بھی لحاظ رکھتی تھیں، حضرت اسماءؓ ہجرت کر کے مدینہ آئیں، تو ان کی والدہ کافرہ تھیں، ان کے پاس آئیں، اور مالی مدد مانگی، حضرت اسماءؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت فرمایا کہ کیا وہ ان کے ساتھ صلہ رحمی کر سکتی ہیں آپ نے فرمایا ہاں،<sup>(۴)</sup> چنانچہ انہوں نے ان کو مدد دی، حضرت صفیہؓ نے اپنے ایک یہودی قرابت دار کے لئے جائیداد کی وصیت کی تھی۔<sup>(۵)</sup>

ہدیہ دینا :

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہدیہ ازدیاد محبت کا ذریعہ ہے اس لئے ایک دوسرے

(۱) بخاری کتاب الادب باب الهجرة (۲) مسلم کتاب الفضائل باب فضائل عائشہ (۳) بخاری کتاب الہبة باب ہبة الواحد للجماعة (۴) مسلم کتاب الزکوٰۃ باب فضل النفقة والصدقة علی الاقرین (۵) مسند دارمی کتاب الوصایا باب الوصیة لا ہل الذمہ



کے پاس عموماً ہدیہ بھیجا کرتی تھیں۔

حضرت نسیمہ انصاریہؓ اس قدر مفلس تھیں کہ ان پر صدقہ کا مال حلال تھا تاہم اس حالت میں بھی وہ ازواجِ مطہرات کی خدمت میں ہدیہ بھیجتی تھیں ایک بار ان کے پاس صدقہ کی بحری آئی تو انہوں نے اس کا گوشت حضرت عائشہؓ کے پاس ہدیہ بھیجا<sup>(۱)</sup> حضرت بریرہ کے پاس بھی جو صدقہ آتا تھا وہ ازواجِ مطہرات کو ہدیہ دے دیا کرتی تھیں۔<sup>(۲)</sup> خادموں کے ساتھ سلوک :

صحابیاتِ خادموں کے ساتھ جیسا سلوک کرتی تھیں اس کا اندازہ صرف اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ ایک بار رات کو عبد الملک اٹھا اور اپنے خادم کو آواز دی اس نے آنے میں دیر لگائی تو اس نے اس پر لعنت بھیجی حضرت ام الدرداءؓ اس کے محل میں تھیں صبح ہوئی تو کہا کہ تم نے رات اپنے خادم پر لعنت بھیجی حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ لعنت بھیجنے والے قیامت کے دن شفعاء یا شہدائے ہوں گے۔<sup>(۳)</sup> باہمی اعانت :

صحابیاتِ مصیبت میں دوسروں کی اعانت فرماتی تھیں اور ہمسایہ صحابیات اپنی پڑوسنوں کو ہر قسم کی مدد دیتی تھیں حضرت اسماء کو روٹی پکانا نہیں آتی تھی لیکن ان کی پڑوسنیں ان کی روٹی پکایا کرتی تھیں۔<sup>(۴)</sup>

اگر عورتوں کو اپنے شوہروں سے شکایت پیدا ہوتی تو وہ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا درد و دکھ کہتی تھیں وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں نہایت پر زور طریقے سے ان کی سفارش کرتی تھیں ایک بار ان کی خدمت میں ایک عورت سبز دوپٹہ لوڑھ کر آئی اور جسم کھول کر دکھایا کہ شوہر نے اس قدر مارا ہے کہ بدن پر نیل پڑ گئے ہیں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے کہا کہ مسلمان عورتیں جو مصیبت برداشت کر رہی ہیں ہم نے ایسی مصیبت نہیں دیکھی دیکھئے اس کا چمڑا دوپٹہ سے زیادہ سبز ہو گیا ہے بخاری کی اس روایت کے آخر میں عموماً عورتوں کی نسبت یہ الفاظ ہیں۔

والنساء ينصر بعضهن بعضاً

(۱) بخاری کتاب الزکوٰۃ باب قدر کم يعطی من الزکوٰۃ والصدقة ومن اعطی شاة (۲) مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اماحة الهدیه للنبی ﷺ ولبنی ہاشم ولبنی عبدالمطلب وان کان المہدی ملکھا بطریق الصدقة (۳) کتاب البر والصلہ والآداب باب النهی عن لعن الدواب وغیرھا (۴) مسلم کتاب الآداب باب ارداف المرأة الاجنبیة اذا عیت فی الطريق.

”عورتوں کی یہ فطرت ہے کہ ایک دوسرے کی اعانت کرتی ہیں“<sup>(۱)</sup>

ایک شخص کی بی بی بیمار تھیں وہ حضرت ام الدرداءؓ کے پاس آئے انہوں نے حال پوچھا تو انہوں نے کہا بی بی بیمار ہے اب انہوں نے ان کو بٹھا کر کھانا کھلایا اور جب تک ان کی بی بی بیمار رہیں حال پوچھتیں اور کھانا کھلاتی رہیں۔<sup>(۲)</sup> عیادت :

صحابیات ہر ممکن طریقہ سے مریضوں کی عیادت کرتی تھیں ایک بار اہل صفہ میں سے ایک صحابی بیمار تھے حضرت ام الدرداءؓ اونٹ پر سوار ہو کر آئیں اور ان کی عیادت کی۔<sup>(۳)</sup> تیمارداری :

صحابیات نہایت دل سوزی سے مریضوں کی تیمارداری کرتی تھیں حضرت عبداللہ بن مظعون بیمار ہوئے تو حضرت ام الحساءؓ اور ان کے تمام خاندان نے ان کی تیمارداری کی ان کا انتقال ہو گیا تو کفن پہنانے کے بعد حضرت ام الحساءؓ نے محبت کے لہجے میں کہا تم پر خدا کی رحمت ہو میں شہادت دیتی ہوں کہ خدا نے تمہاری عزت کی۔<sup>(۴)</sup>

حضرت زینب مرض الموت میں بیمار ہوئیں تو حضرت عمرؓ نے ازواجِ مطہرات سے پوچھ لیا کہ کون ان کی تیماردار کرے گا؟ تمام بی بیوں نے کہا ”ہم“ ان کا انتقال ہوا تو پھر دریافت کیا کہ کون ان کو غسل و کفن دے گا؟ تمام بی بیوں نے کہا ”ہم“<sup>(۵)</sup> عزاداری :

صحابیات عزاداری کو اپنا فرض خیال کرتی تھیں ایک بار رسول اللہ ﷺ ایک صحابی کو دفن کر کے آرہے تھے راہ میں دیکھا کہ حضرت فاطمہؓ جا رہی ہیں پوچھا گھر سے کیوں نکلیں؟ بولیں اس گھر میں عزاداری کے لئے گئی تھی۔<sup>(۶)</sup>

عرب جاہلیت میں عزاداری کا یہ طریقہ تھا کہ عورتیں برادری میں جا کر باہم مردوں پر نوحہ کرتی تھیں لیکن اسلام نے جاہلیت کی اس رسم کو مٹا دیا چنانچہ جب عورتیں اسلام لائیں تھیں تو ان سے اس رسم کے چھوڑنے کا معاہدہ لیا جاتا تھا ایک بار رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام عطیہؓ سے یہ معاہدہ لینا چاہا تو بولیں فلاں خاندان نے زمانہ جاہلیت میں ہمارے مردے پر نوحہ کیا

(۱) بخاری کتاب اللباس باب الثیاب الحضر (۲) ادب المفرد باب عیادت الصبیان (۳) ایضاً باب عیادة النساء الرجل المریض (۴) بخاری کتاب الشهادات باب القرعة فی المشكلات (۵) طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت زینب (۶) ابو داؤد کتاب الجنائز باب فی التعزیه



ہے مجھے اس کا معاوضہ لو اگر نا ضروری ہے چنانچہ آپ نے ان کو اس کی اجازت دیدی۔<sup>(۱)</sup>  
محبت اولاد :

صحابیات اپنے بچوں سے نہایت محبت رکھتی تھیں ایک بار ایک صحابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو طلاق دیدی اور بچے کو اس سے لینا چاہا وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ ”میرا بیٹا اس کا ظرف میری چھائی اس کا مشکیزہ اور میری گود اس کا گوارہ تھا اور اب اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی اور اس کو مجھ سے چھیننا چاہتا ہے آپ نے فرمایا ”جب تک تم دوسرا نکاح نہ کر لو تم بچے کی سب سے زیادہ مستحق ہو“<sup>(۲)</sup> اگرچہ یہ وصف عموماً تمام صحابیات میں پایا جاتا تھا لیکن اس باب میں قریش کی عورتیں خاص طور پر ممتاز تھیں چنانچہ خود آنحضرت ﷺ نے ان کی خصوصیت کی مدح فرمائی۔

نعم النساء نساء قریش احباھن علی الولد وارعاهن علی الزوج<sup>(۳)</sup>

”قریش کی عورتیں کس قدر اچھی ہیں بچوں سے محبت رکھتی ہیں اور شوہروں کے مال و اسباب کی نگرانی کرتی ہیں“  
بھائی بہن سے محبت :

صحابیات اپنے بھائی اور بہنوں سے نہایت محبت رکھتی تھیں حضرت عبداللہ بن ابی بکر کا مقام حبش میں انتقال ہوا اور لاش مکہ میں دفن ہوئی تو حضرت عائشہؓ فرط محبت سے ان کی قبر تک آئیں اور ایک مشہور مرثیہ کے چند اشعار پڑھے۔

و کنا کنلما فی جذیمة حقبة من الدھر حتی قیل لن یتصدعا

اور ہم دونوں ایک مدت تک جذیمہ کے دونوں ہم نشینوں کی طرح ساتھ رہے یہاں تک کہ لوگوں نے کہا کہ ان میں کبھی جدائی نہ ہوگی۔

فلما تفرقنا کان وما لکنا بطول اجتماع لم نبت لیلة معا<sup>(۴)</sup>

لیکن جب جدائی ہوئی تو ایسی ہوئی کہ گویا ہم نے اور مالک نے باوجود طویل ملاقات کے ایک رات بھی ساتھ بسر نہیں کی تھی۔

حضرت حمزہؓ غزوہ احد میں شریک ہوئی تو ان کی بہن حضرت صفیہؓ انہیں کہ مقتل میں انکا پتہ لگائیں لیکن لوگوں نے ان کی پریشانی کے خیال سے نہیں بتایا آخر رسول اللہ ﷺ

(۷۱) مسلم کتاب الجنائز باب التشدید فی النیاحۃ (۲) ابوداؤد کتاب الطلاق باب من احق بالولد (۳) بخاری کتاب النکاح (۴) ترمذی کتاب الجنائز باب ماجاء فی زیارة القبور للنساء

کے پاس آئیں تو آپ کو خوف پیدا ہوا کہ اس واقعہ سے ان کی عقل نہ جاتی رہے اس لئے ان کے سینہ پر ہاتھ رکھا تو انہوں نے لانا اللہ پڑھا اور رونے لگیں<sup>(۱)</sup>

حضرت رقیہؓ کا انتقال ہوا تو تمام عورتیں رونے لگیں حضرت فاطمہؓ ان کی قبر کے پاس روتی تھیں تو رسول اللہ ﷺ ہاتھوں سے ان کے آنسو پونچھتے تھے۔<sup>(۲)</sup>  
حمایت والدین :

صحابیات والدین کی حمایت سے سخت موقعوں پر بھی اغماض نہیں کرتی تھیں ایک بار کفار نے حالت نماز میں رسول اللہ ﷺ کی گردن میں لونٹ کی لوجھ ڈال دی حضرت فاطمہؓ دوڑ کے آئیں اس کو آپ کی گردن سے نکال کر پھینک دیا اور کفار کو برا بھلا کہا۔<sup>(۳)</sup>  
پرورش یتیمی :

یتیموں کی پرورش بڑی نیکی کا کام ہے حدیث شریف میں آیا ہے :

انا وکافل الیتیم کھاتین فی الجنة

”ہم اور یتیموں کی پرورش کرنے والے جنت میں اس قدر قریب ہوں گے جس قدر یہ دونوں انگلیاں قریب قریب ہیں“

اس لئے صحابیات یتیموں کی پرورش اپنا فرض سمجھتی تھیں حضرت زینبؓ متعدد یتیموں کی پرورش کرتی تھیں ایک بار رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور پوچھا کہ میں اپنے شوہر اور یتیموں پر صدقہ کروں تو جائز ہے؟ ایک دوسری صحابیہ بھی اسی غرض سے در دولت پر کھڑی تھیں حضرت بلالؓ نے اطلاع کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا دوا ہر اثواب ملے گا ایک قرابت کا اور دوسرا صدقہ کا۔<sup>(۴)</sup>

حضرت عائشہؓ کے بھائی محمد بن ابی بکرؓ کے بچے یتیم ہو گئے تو حضرت عائشہؓ ان کی پرورش فرماتی تھیں۔<sup>(۵)</sup>

یتیموں کے مال کی نگہداشت :

خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید میں یتیموں کے مال کی حفاظت و نگہداشت کے متعلق ایک نہایت مفصل آیت نازل فرمائی ہے وَابْتَلُوا الیتیمی حتیٰ اذا بلغوا النکاح الخ اس بناء پر صحابیات نہ صرف ان کے مال کی حفاظت کرتی تھیں بلکہ اس کو ترقی دیدی تھیں حضرت عائشہؓ

(۱) طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت حمزہؓ (۲) مسند ابوداؤد و طیالسی صفحہ ۳۵۱ (۳) بخاری کتاب الصلوۃ باب المرأة تطرح عن المصلی شیئاً من الاذی (۴) بخاری کتاب الزکوۃ باب الزکوۃ علی الزوج والایتام فی الحجر (۵) موطا امام مالک کتاب الزکوۃ باب الزکوۃ فیہ من الحلی والتبر والغیر



قیموں کے مال لوگوں کو دیتی تھیں کہ تجارت کے ذریعہ سے ان کو ترقی دیں۔<sup>(۱)</sup>  
بچوں کی پرورش:

صحابیات بچوں کی پرورش میں اپنے عیش و آرام کو بھی فراموش کر دیتی تھیں حضرت ام سلیم بیوہ ہوئیں تو حضرت انس بن مالکؓ بچے تھے اس لئے انہوں نے یہ عزم بالجزم کر لیا کہ جب تک ان کی نشوونما کامل طور پر نہ ہو جائے گی وہ دوسرا نکاح نہ کریں گی چنانچہ حضرت انسؓ خود سپاس گزارانہ لہجے میں اعتراف کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میری ماں کو جزائے خیر دے کہ اس نے میری ولایت کا حق ادا کیا۔<sup>(۲)</sup>

رسول اللہ ﷺ صحابیات کو دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب تھے لیکن مایں ہم جب آپ نے حضرت ام ہانی سے نکاح کا پیام دیا تو انہوں نے معذرت کی کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے میری آنکھوں سے بھی زیادہ عزیز ہیں لیکن شوہر کا حق بہت زیادہ ہے اس لئے مجھے خوف ہے کہ اگر میں شوہر کا حق ادا کروں تو بچوں کی طرف سے بے پروائی کرنا پڑے گی اور اگر بچوں کی پرورش میں مصروف رہوں گی تو شوہر (یعنی آپ کا اگر نکاح کر لوں گی) کا حق ادا نہ کر سکوں گی<sup>(۳)</sup>  
شوہر کے مال و اسباب کی حفاظت:

زن و شوہر کے معاشرتی تعلقات پر اس کا نہایت عمدہ اثر پڑتا ہے کہ بیوی نہایت دیانت کے ساتھ شوہر کے مال و اسباب اور گھر بار کی حفاظت کرے اور صحابیات میں عموماً یہ دیانت پائی جاتی تھی حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کی شادی حضرت زبیرؓ سے ہوئی تھی وہ گھر میں تھیں کہ ایک غریب سوداگر آیا اور کہا کہ اپنے سایہ دیوار کے نیچے مجھ کو سودا بیچنے کی اجازت دیجئے وہ عجیب کشمکش میں مبتلا ہوئی فیاضی اور کشادہ دلی سے اجازت دینا چاہتی تھیں لیکن شوہر کی اجازت کے بغیر اجازت نہیں دے سکتی تھیں بولیں ”اگر میں اجازت دے دوں اور زبیرؓ انکار کر دیں تو مشکل پڑے گی زبیرؓ کی موجودگی میں تو اور مجھ سے سوال کرو وہ اسی حالت میں آیا اور کہا یا ام عبد اللہ! میں محتاج آدمی ہوں آپ کی دیوار کے سایہ میں کچھ سود بیچنا چاہتا ہوں بولیں تم کو مدینہ میں میرا گھر ہی ملتا تھا حضرت زبیرؓ نے کہا تمہارا کیا بھوتا ہے جو ایک محتاج کو بیع و شراء سے روکتی ہو؟ وہ تو چاہتی ہی تھیں اجازت دے دی<sup>(۴)</sup> وہ نہایت فیاض تھیں اس لئے صدقہ و خیرات کرنا بہت پسند کرتی تھیں لیکن شوہر کے مال کے سوا ان کے پاس اور کچھ نہ تھا اور شوہر کے مال میں بلا

(۱) موطاء امام مالک کتاب الزکوۃ باب اموال البیوی والنجارة فیہا (۲) طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ام سلیم (۳) ایضاً تذکرہ حضرت ام ہانی (۴) مسلم کتاب الادب باب جواز ارداد المرأة الاجنبیۃ اذا عیت فی الطريق

اجازت تصرف نہیں کر سکتی تھیں مجبوراً رسول اللہ ﷺ سے دریافت فرمایا کہ میں زبیر کی آمدنی میں سے کچھ صدقہ کروں تو کیا کوئی گناہ کی بات ہے؟ ارشاد ہوا کہ جو کچھ ہو سکے دو<sup>(۱)</sup>

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے بیعت لی تو ان میں سے ایک خاتون انھیں اور کہا کہ ہم اپنے باپ، بیٹے اور شوہر کے محتاج ہیں ان کے مال میں سے ہمارے لئے کس قدر لینا جائز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس قدر کہ کھاپی لو اور ہدیہ دو<sup>(۲)</sup>

اگرچہ یہ وصف عموماً تمام صحابیات میں پایا جاتا تھا لیکن اس باب میں قریش کی عورتیں خاص طور پر ممتاز تھیں چنانچہ خود رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا اس خصوصیت کو ان الفاظ میں نمایاں کیا۔

نعم النساء نساء قریش احناهن علی الولد وارعاھن علی الزوج  
”قریش کی عورتیں کس قدر اچھی ہیں بچوں سے محبت رکھتی ہیں اور شوہر کے مال و اسباب کی نگرانی کرتی ہیں“  
شوہر کی رضا جوئی:

صحابیات اپنے شوہروں کی رضا مندی اور خوشنودی کا نہایت خیال رکھتی تھیں حضرت ذوالعطر فروش تھیں ایک بار حضرت عائشہؓ کی خدمت میں آئیں اور کہا کہ میں ہر رات کو خوشبو لگاتی ہوں بنو سگار کر کے دلہن بن جاتی ہوں اور خالستہ لوجہ اللہ اپنے شوہر کے پاس جا کر سورتی ہوں لیکن اس پر بھی وہ متوجہ نہیں ہوتے اور منہ پھیر لیتے ہیں پھر ان کو متوجہ کرتی ہوں اور وہ اعراض کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ آئے تو آپ سے بھی اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا جاؤ اپنے شوہر کی اطاعت کرتی رہو۔<sup>(۳)</sup>

ایک روز آپ نے حضرت عائشہؓ کے ہاتھ میں چاندی کے چھلے دیکھے تو فرمایا عائشہ یہ کیا ہے؟ بولیں میں نے اسکو اس لئے بنایا ہے کہ آپ کے لئے بنو سگار کروں۔<sup>(۴)</sup>  
ایک صحابیہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان کے ہاتھ میں سونے کے کنگن تھے آپ نے ان کو پہننے سے منع کیا بولیں اگر عورت شوہر کے لئے بنو سگار نہ کرے تو اس کی نگاہوں سے گر جائے گی۔<sup>(۵)</sup>

(۱) مسلم کتاب الزکوۃ باب الحث علی الصدقة ولو بالقلیل (۲) ابوداؤد کتاب الزکوۃ باب المرأة تصدق من بیت زوجها (۳) اسد الغابہ تذکرہ حضرت حولاً (۴) ابوداؤد کتاب الزکوۃ باب الکتر ما هو وزکوۃ الحلی (۵) نسائی کتاب الزینۃ



شوہر کی محبت :

صحابیات اپنے شوہروں سے نہایت محبت رکھتی تھیں حضرت زینبؓ کی شادی ابو العاص سے ہوئی تھی وہ حالت کفر میں تھے کہ بدر کا معرکہ پیش آگیا اور وہ گرفتار ہو گئے رسول اللہ ﷺ نے اسیران جنگ کو فدیہ لیکر رہا کرنا چاہا تو حضرت زینبؓ نے اپنا ایک یادگار ہار جس کو حضرت خدیجہؓ نے ان کو رخصتی کے وقت دیا تھا ابو العاص کے فدیہ میں بھیج دیا۔<sup>(۱)</sup>

حضرت حمہ بنت جحش کو اپنے شوہر کی شہادت کا حال معلوم ہوا تو فرط محبت سے چیخ اٹھیں۔<sup>(۲)</sup>

حضرت عمرؓ کو اہل و عیال کے ساتھ زیادہ شغف نہ تھا تاہم ان کی بی بی حضرت عاتکہؓ روزے کے دنوں میں بھی فرط محبت سے ان کے سر کا بوسہ لیتی تھیں۔<sup>(۳)</sup>

حضرت عاتکہؓ کو اپنے پہلے شوہر حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ سے نہایت محبت تھی چنانچہ جب وہ طائف میں شہید ہوئے تو حضرت عاتکہؓ نے ایک پردرد مرثیہ لکھا جس کا ایک شعر یہ ہے۔

فالیث لا تنفک عینی خزینۃ علیک ولا ینفک جلدی اغیر

میں نے قسم کھائی ہے کہ تیرے غم میں میری آنکھ ہمیشہ پر غم اور جسم ہمیشہ غبار آلود رہے گا اس کے بعد حضرت عمرؓ نے ان سے شادی کی دعوت ولیمہ میں حضرت علیؓ بھی شریک تھے انہوں نے عاتکہؓ کو یہ شعر یاد دلایا تو رو پڑیں حضرت عمرؓ کی شہادت ہوئی تو ان کا بھی نہایت پردرد مرثیہ لکھا۔ اس کے بعد ان سے حضرت زبیرؓ نے شادی کے اور وہ بھی شہید ہوئے تو عاتکہؓ نے ان کا بھی مرثیہ لکھا۔<sup>(۴)</sup>

شوہر کی خدمت :

صحابیات شوہر کی خدمت نہایت دلسوزی کے ساتھ کرتی تھیں رسول اللہ ﷺ کمال طہارت کی وجہ سے مسواک کو بار بار دھلوا کرتے تھے اور اس پاک خدمت کو حضرت عائشہؓ ادا فرماتی تھیں<sup>(۵)</sup> ایک بار آپؐ غسل لوڑھ کر مسجد میں آئے ایک صحابی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس پردہ بہ نظر آتا ہے آپؐ نے اس کو غلام کے ہاتھ حضرت عائشہؓ کے پاس بھیج دیا حضرت عائشہؓ نے کٹورے میں پانی منگایا خود اپنے ہاتھ سے دھویا اور خشک کیا اور اس کے

(۱) ابو داؤد کتاب الجہاد باب فداء الاسیر بالمال (۲) سنن ابی ماجہ کتاب الجنائز باب ماجاء فی البکاء علی المیت (۳) موطاء کتاب الصیام باب ماجاء فی الرخصة فی القبلۃ للصیام (۴) اسد الغابہ تذکرہ عاتکہ بنت زید (۵) ابو داؤد کتاب الطہارۃ باب غسل المسواک

بعد آپ ﷺ کے پاس بھیج دیا<sup>(۱)</sup> جب آپ ﷺ احرام باندھتے یا احرام کھولتے تھے تو حضرت عائشہؓ جسم مبارک میں خوشبو لگاتی تھیں۔<sup>(۲)</sup>

جب آپ خانہ کعبہ ہدی بھیجتے تھے تو وہ ان کے گلے کا قلادہ بٹنی تھیں<sup>(۳)</sup> صحابہ کرامؓ جب تمام دنیا کی خدمت و اعانت سے محروم ہو جاتے تھے تو اس بے کسی کی حالت میں صرف ان کی بی بیوں کا ساتھ دیتی تھیں رسول اللہ ﷺ تحلف غزوہ تبوک کی بنا پر حضرت ہلال بن امیہؓ سے ناراض ہوئے اور اخیر میں تمام مسلمانوں کی طرح ان کی بی بی کو بھی تعلقات کے منقطع کر لینے کا حکم دیا تو وہ حاضر خدمت ہوئیں اور کہا کہ وہ بیوڑھے آدمی ہیں ان کے پاس نوکر چاکر نہیں اگر میں ان کی خدمت کروں تو آپؐ ناپسند فرمائیں گے ارشاد ہوا ”نہیں“<sup>(۴)</sup>

عورت کتنی ہی اطاعت گزار اور فرماں بردار ہو لیکن اگر اس سے تعلقات منقطع کر لئے جائیں تو وہ شوہر کی طرف مائل نہیں ہو سکتی لیکن صحابیات نے اس فطرتی اصول کو بھی توڑ دیا تھا ایک صحابی نے اپنی بی بی سے ظہار کیا یعنی ایک مدت معینہ کے لئے ان کو اپنے اوپر حرام کر لیا تاہم اس حالت میں بھی وہ ان کی خدمت گزاری میں مصروف رہتی تھیں۔

## طرز معاشرت

غربت و افلاس :

اہل ائیں اسلام میں صحابیات نہایت فقر و فاقہ اور غربت و افلاس کے ساتھ زندگی بسر کرتی تھیں جس کا اثر ان کے لباس مکان اثاث البیت اور سامان آرائش غرض ہر چیز سے ظاہر ہوتا تھا۔

لباس :

صحابیات کو کپڑوں کی نہایت تکلیف تھی حضرت فاطمہؓ جگر گوشہ رسول ﷺ کی چادر اس قدر چھوٹی تھی کہ ایک بار انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے ادب و حیا سے جسم کے ہر حصہ کو چھپانا چاہا لیکن ناکامیابی ہوئی سر ڈھکتی تھیں تو پاؤں کھل جاتے تھے پاؤں ڈھکتی تھیں تو سر کھل جاتا تھا۔<sup>(۵)</sup>

(۱) ایضاً باب الاعادہ من النجاسة یكون فی الثوب (۲) ابو داؤد کتاب المناسک باب الطیب عند الاحرام (۳) ایضاً باب من بعث بھدیہ (۴) بخاری کتاب المغازی باب غزوہ تبوک (۵) ابو داؤد کتاب اللباس باب فی العبد ینظر الی شعر مولاتہ



خوشبو ہے جو ماتھے پر لگائی جاتی ہے۔  
اپنا کام خود کرنا:

صحابیات خانہ داری کے کاموں کو خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتی تھیں، اور اس میں سخت سے سخت تکلیفیں برداشت کرتی تھیں، حضرت فاطمہؓ رسول اللہ ﷺ کی محبوب ترین صاحبزادی تھیں، لیکن چکی پیٹتے پیتے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے تھے، مشکیزوں میں پانی لاتے لاتے سینہ داغدار ہو گیا تھا، جھاڑو دیتے دیتے کپڑے چیکٹ ہو گئے تھے۔<sup>(۱)</sup>

ازواج مطہرات باری باری گھر کا کام دھندل خود کرتی تھیں، ایک دن حضرت عائشہؓ کی باری تھی، جو پیسے اور اس کی روٹی پکائی، اور رسول اللہ ﷺ کا انتظار شروع کیا، آپ کے آنے میں دیر ہو گئی تو سو گئیں آپ آئے تو جگایا،<sup>(۲)</sup> حضرت اسماءؓ حضرت ابو بکرؓ کی صاحبزادی تھیں اور ان کی شادی حضرت زبیرؓ سے ہوئی تھی، وہ اس قدر مفلس تھے کہ ایک گھوڑے کے سوا گھر میں کچھ نہ تھا، حضرت اسماءؓ خود باغوں میں جا جا کر گھوڑے کی گھاس لاتی تھیں، حضرت ابو بکرؓ نے سائسی کے لئے ایک غلام بھیجا تو انہوں نے اس خدمت سے نجات پائی رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیرؓ کو ایک قطع زمین بطور جاگیر دیا تھا، جو مدینہ سے تین فرسخ دور تھا، حضرت اسماءؓ روز وہاں جاتیں اور وہاں سے کھجور کی گٹھلیاں اپنے سر پر لاتیں اور ان کو کوٹ کر ان کی پانی کھینچنے والی اونٹنی کو کھلاتی تھیں۔

گھر کے معمولی کاروبار ان کے علاوہ تھے، خود پانی لاتیں، مشک پھٹ جاتی تھی تو اس کو سی لیتیں، آنا گوند ہتی، روٹی پکاتیں،<sup>(۳)</sup> گھر کے کام دھندے کے علاوہ صحلیات، بعض صنعتی کام بھی کرتی تھیں۔

حضرت سودہؓ طائف کی ادھوڑی بناتی تھیں جس کی وجہ سے ان کی مالی حالت تمام ازواج مطہرات سے بہتر رہتی تھی،<sup>(۴)</sup> بعض صحابیہ کپڑے بنتی تھیں<sup>(۵)</sup> پردہ:

عہد نبوت میں اگرچہ اس زمانہ کا ساخت پردہ رائج نہ تھا، تاہم بالکل عورتیں بے پردہ اور آزاد بھی نہ تھیں۔

مہذ میں سفر کرتی تھیں،<sup>(۶)</sup> نقاب پوش رہتی تھیں،<sup>(۷)</sup> اور غیر محرم سے پردہ کرتی

(۱) کتاب الخروج والا مارة باب فی بیان مواضع قسم الخمس ولهم ذی القربی (۲) ادب المفرد باب لا یوذی جاره (۳) مسلم کتاب الآداب باب جواز ارداف المرأة الاجنبية اذا عیت فی الطريق و بخاری کتاب النکاح (۴) اسد الغابہ تذکرہ فلیسہ (۵) بخاری کتاب البیوع باب النساء (۶) ابو داؤد کتاب المناسک باب فی الصبی الحج (۷) ابو داؤد کتاب المناسک ما یلبس المحرم

بعض صحابیات کو تو چادر بھی میسر نہیں تھی، رسول اللہ ﷺ نے صحابیات کو عید گاہ میں جانے کی اجازت دی تو ایک صحابیہ نے کہا کہ اگر کسی عورت کے پاس چادر نہ ہو تو وہ کیا کرے ارشاد ہوا کہ اس کو دوسری عورت اپنی چادر لوڑھا دے۔<sup>(۱)</sup>

شادی سیاہ میں دولہن کے لئے غریب سے غریب آدمی بھی اچھا جوڑا ہوتا ہے لیکن صحابیات کو معمولی جوڑا بھی میسر نہ تھا حضرت عائشہؓ کامیاب ہے کہ میرے پاس گاڑھے کی ایک کرتی تھی، شادی سیاہ میں جب کوئی عورت سنواری جاتی تھی تو وہ مجھ سے اس کو مستعار منگوا لیتی تھی۔<sup>(۲)</sup>

مکان:

غربت و افلاس کی وجہ سے صحابیات کے مکان نہایت مختصر، پست اور کم حیثیت کے ہوتے تھے۔ گھروں میں جائے ضرورت تک نہ تھی<sup>(۳)</sup> اس لئے راتوں کو صحرائیں جانا پڑتا تھا، دروازوں پر پردے تک نہ تھے<sup>(۴)</sup> راتوں کو جھانے کے لئے چراغ تک میسر نہ تھا۔<sup>(۵)</sup> اثاث البیت:

صحابیات کے گھروں میں نہایت مختصر سامان ہوتے تھے یہاں تک کہ میاں بی بی دونوں کے لئے صرف ایک بچھونا ہوتا تھا<sup>(۶)</sup> اور وہ بھی کھجور کے پتوں سے بنایا جاتا تھا۔ زیورات:

صحابیات نہایت معمولی اور سادہ زیور استعمال کرتی تھیں، احادیث کی کتابوں کے تتبع استقراء سے بازو بند، کڑے، بالی ہار، انگوٹھی اور چھلے کا پتہ چلتا ہے، لوگ کاہر بھی پہنتی تھیں جس کو عربی میں سخاب کہتے ہیں، حضرت عائشہؓ کا ایک ہار جو سفر میں گم ہو گیا تھا وہ مرہ یمانی کا تھا۔<sup>(۷)</sup>

سامان آرائش:

صحابیات سرمہ اور مہندی کا استعمال بھی کرتی تھیں، زچہ خانے سے نکلتی تھیں، تو منہ پر درس (ایک قسم کی سرخ گھاس کا نام ہے) کا غازہ ملتی تھیں کہ چہرے سے داغ دھبے مٹ جائیں<sup>(۸)</sup> خوشبو میں زعفران، عطر اور سک کا استعمال کرتی تھیں، سک ایک قسم کی

(۱) سنن ابن ماجہ کتاب الصلوۃ باب ماجاء فی خروج النساء فی العیدین (۲) بخاری کتاب الہیہ باب الاستعارة للعروس عند النباء (۳) بخاری قصة الافک (۴) ابو داؤد کتاب الادب باب الاستینان فی العورات الثلاث (۵) صحیح بخاری (۶) ابو داؤد کتاب الطہارت باب فی الرجل یصیب منها مادون الجماع (۷) ایضاً باب فی البیت (۸) ایضاً ماجاء فی وقت النفساء



تھیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حجۃ الوداع کے زمانے میں جب لوگ ہمارے سامنے سے گزرتے تھے تو ہم چہرے پر چادر ڈال لیتے تھے لوگ گزر جاتے تو پھر منہ کھول دیتے تھے۔<sup>(۱)</sup>

ایک بار حضرت ابن ابی القیس حضرت عائشہؓ کی ملاقات کو آئے وہ پردہ میں چھپ گئیں بولے ”تم مجھ سے پردہ کرتی ہو میں تمہارا چچا ہوں بولیں کیونکہ بولے میرے بھائی کی علیٰ نے تم کو دودھ پلایا ہے“ بولیں مرد نے تو نہیں پلایا۔<sup>(۲)</sup>

ایک صحابیہ کا بیٹا شہید ہوا وہ نقاب پہن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں صحابہ کرامؓ نے ان کو دیکھ کر کہا بیٹے کی شہادت کا حال پوچھنے آئی ہو اور نقاب پوش ہو کر؟ بولیں میں نے اپنے بیٹے کو کھو دیا ہے شرم و حیا کو تو نہیں کھویا۔<sup>(۳)</sup>

ہمارے زمانے میں پردہ ایک رسمی چیز ہے، مثلاً ایک عورت کسی محرم سے رسماً پردہ کرتی ہے تو اس سے لازمی طور پر ہمیشہ پردہ کرے گی لیکن دو چار بار کسی نامحرم کے سامنے آنے کا اتفاق ہو گیا تو پھر اس کے لئے پردہ کے تمام قیود ٹوٹ جائیں گے لیکن صحابیات رسمی پردے کی پابند نہ تھیں ان کا پردہ بالکل شرعی تھا اگر شریعت اجازت دیتی تھی تو وہ کسی کے سامنے آتی تھیں اور جب شرعی موانع پیدا ہو جاتے تھے تو اس سے پردہ کرنے لگتی تھیں حضرت عائشہؓ کا مذہب ہے کہ غلاموں سے پردہ ضروری نہیں اس لئے وہ حضرت عبداللہؓ کے سامنے جو نہایت متدین غلام تھے آتی تھیں اور ان سے بے تکلف باتیں کرتی تھیں ایک دن وہ آئے اور کہا کہ ”خدا نے آج مجھے آزاد کر دیا چونکہ اب وہ غلام باقی نہیں رہے اس لئے حضرت عائشہؓ نے پردہ گروا دیا اور عمر بھر انکے سامنے نہ ہوئیں۔“<sup>(۴)</sup>

## معاملات

ادائے قرض کا خیال :

حضرت عائشہؓ اکثر قرض لیا کرتی تھیں ان سے پوچھا گیا کہ آپ قرض کیوں لیتی ہیں؟ بولیں کہ ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو بندہ قرض ادا کرنے کی نیت رکھتا ہے خدا اپنی جانب سے اس کے لئے مددگار مقرر کر دیتا ہے تو اسی مددگار کی جستجو کرتی ہوں۔“<sup>(۵)</sup>

(۱) ابوداؤد کتاب المناسک باب فی المحرم تغطی وجھہا (۲) ابوداؤد کتاب النکاح باب فی لبن الفحل

(۳) ابوداؤد کتاب الجہاد باب فضل قتال الروم علی غیر ہم من الامم

(۴) نسائی کتاب الطہارۃ باب مسح المرأة رأسہا (۵) مسند احمد بن حنبل جلد ۶ ص ۹۹

قرض کا ایک حصہ معاف کر دینا :

حضرت ام سلمہؓ نے ایک غلام کو مکاتب بنایا اس کے جب بدل کثرت ادا کرنا چاہا تو کہا کہ اس میں کچھ کمی کر دیجئے انہوں نے کم کر دیا۔<sup>(۱)</sup>

تقسیم وراثت میں دیانت :

حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عائشہؓ پر چند کھجور کے درخت ہیہ کئے تھے لیکن اب تک ان کا قبضہ نہیں ہوا تھا اس لئے ہیہ نامکمل تھا حضرت ابو بکرؓ کا انتقال ہونے لگا تو کہا کہ میں نے تم پر جو درخت ہیہ کئے تھے اگر تمہارا ان پر قبضہ ہو جاتا تو وہ تمہاری ملک ہو جاتے لیکن آج وہ میرے ترکہ میں داخل ہیں جس کے وارث تمہارے بھائی اور بہنیں ہیں اس لئے کتاب اللہ کے موافق باہم تقسیم کر لو حضرت عائشہؓ بولیں کہ اگر اس سے بھی زیادہ مال ہوتا تو میں چھوڑ دیتی۔<sup>(۲)</sup>

## خدمات

سیاسی خدمات میں بھی صحابیات کی کوئی قابل الذکر خدمت نہیں ہے صرف اصحابہ میں تذکرہ شفاء بنت عدویہ میں اس قدر لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ ان کی رائے کو مقدم سمجھتے تھے ان کی عزت کرتے تھے اور بازار کی بعض خدمتیں بھی ان سے متعلق تھیں لیکن سیاسی خدمات کے علاوہ صحابیات نے اسلام کی ہر ممکن خدمت کی ہے جس کی تفصیل ذیل کے عنوانات سے معلوم ہوگی۔

## مذہبی خدمات

اشاعت اسلام :

مذہبی خدمات میں اشاعت اسلام سب سے اہم ہے اور اس میں ابتدائے اسلام ہی سے صحابیات کی مساعی جمیلہ کا کافی حصہ شامل ہے چنانچہ حضرت ام شریکؓ ایک صحابیہ تھیں جو آغاز اسلام میں مخفی طور پر قریش کی عورتوں کو اسلام کی دعوت دیا کرتی تھیں قریش کو ان کی مخفی کوششوں کا حال معلوم ہوا تو ان کو مکہ سے نکال دیا۔<sup>(۳)</sup>

ایک غزوہ میں مسلمان پیاس سے بے تاب ہو کر نکلے تو حسن اتفاق سے ایک عورت

(۱) طبقات ابن سعد تذکرہ مصباح بن سرحس (۲) موطاء امام مالک کتاب الاقصیہ باب مالا یجوز

من النحل (۳) اسد الغابہ تذکرہ حضرت ام شریک



مل گئی، جس کے ساتھ پانی کا ایک مشکیزہ تھا صحابہ اس کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے اور آپ کی اجازت سے پانی کو استعمال کیا، اگرچہ آپ نے اسی وقت اس کو پانی کی قیمت دلوادی۔ تاہم صحابہ پر اس کے احسان کا یہ اثر تھا کہ جب اس عورت کے گاؤں کے آس پاس حملہ کرتے تھے تو خاص اس کے گھرانے کو چھوڑ دیتے تھے اس پر صحابہ کرام کی اس منت پذیری کا یہ اثر ہوا کہ اس نے اپنے تمام خاندان کو قبول اسلام پر آمادہ کیا اور وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔<sup>(۱)</sup>

حضرت ام حکیم بنت الحارث کی شادی عکرمہ بن ابی جہل سے ہوئی تھی وہ خود تو فتح مکہ کے دن اسلام لائیں، لیکن ان کے شوہر بھاگ کر یمن چلے گئے، حضرت ام حکیم نے یمن کا سفر کیا اور ان کو دعوت اسلام دی وہ مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ دیکھ کر خوشی سے اچھل پڑے۔<sup>(۲)</sup>

حضرت ابو طلحہ نے حالت کفر میں حضرت ام سلیم سے نکاح کرنا چاہا، لیکن انہوں نے کہا کہ تم کافر ہو اور میں مسلمان نکاح کیونکر ہو سکتا ہے؟ اگر قبول اسلام کر لو تو وہی میرا امر ہو گا اس کے سوا تم سے کچھ نہ مانگوں گی، چنانچہ وہ مسلمان ہو گئے اور اسلام ہی ان کا امر قرار پایا۔<sup>(۳)</sup> نو مسلموں کا مکھل:

ابتداءً اسلام میں جو لوگ اسلام لاتے تھے ان کو مجبوراً اپنے گھریلو اہل و عیال اور مال و جائیداد سے کنارہ کش ہونا پڑتا تھا اس بناء پر اس وقت اشاعت اسلام کے ساتھ اسلام کی سب سے بڑی خدمت یہ تھی کہ ان نو مسلموں کی کفالت کی جائے اور صحابیات اس میں نمایاں حصہ لیتی تھیں، چنانچہ حضرت ام شریک کا گھرانہ نو مسلموں کے لئے گویا مہمان خانہ بن گیا تھا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ بنت قیس کو ان کے یہاں صرف اس بنا پر عدت بسر کرنے کی اجازت نہیں دی<sup>(۴)</sup> کہ ان کے گھر مہمانوں کی کثرت سے پردہ کا انتظام نہیں ہو سکتا تھا، حضرت درہنت لہب بھی نہایت فیاض تھی اور مسلمانوں کو کھانا کھلایا کرتی تھیں<sup>(۵)</sup> خدمت مجاہدین:

جس طرح صحابہ کرامؓ بہ شوق غزوات میں شریک ہوتے تھے اسی طرح صحابیات بھی خدا کی راہ میں ان سے پیچھے رہنا نہیں چاہتی تھیں، ان کے لئے سب سے زیادہ موزوں کام زخمیوں کی مرہم پٹی اور مجاہدین کے آرام و آسائش کا سامان بہم پہنچانا تھا اور وہ اس خدمت کو

نہایت خلوص اور دل سوزی سے انجام دیتی تھیں، غزوہ خیبر میں متعدد صحابیات شریک جہاد ہوئیں رسول اللہ ﷺ کو ان کا حال معلوم ہوا تو ہاراضی کے لہجے میں پوچھا کہ تم کس کے ساتھ اور کس کی اجازت سے آئی ہو؟ یو لیں یا رسول اللہ! ہم لون کاتے ہیں اور اس سے خدا کی راہ میں اعانت کرتے ہیں ہمارے ساتھ زخمیوں کے دوا علاج کا سامان ہے لوگوں کو تیراٹھاٹھا کر دیتے ہیں اور ستو گھول گھول کر پلاتے ہیں۔<sup>(۱)</sup>

حضرت ام عطیہؓ ایک صحابیہ تھیں جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات لڑائیوں میں شریک ہوئیں، وہ مجاہدین کے اسباب کی نگرانی کرتی تھیں، کھانا پکاتی تھیں، مریضوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔<sup>(۲)</sup>

غزوہ احد میں خود حضرت عائشہؓ شریک تھیں اور وہ ام سلیم اپنی پیٹھ پر مشک لاد لاد کر لاتی تھیں اور لوگوں کو پانی پلاتی تھیں۔<sup>(۳)</sup>

حضرت ربیعہ بنت مسعودؓ کامیاب ہے کہ ہم سب غزوات میں شریک ہوتے تھے پانی پلاتے تھے مجاہدین کی خدمت کرتے تھے اور مدینہ تک زخمیوں اور لاشوں کو اٹھاٹھا کر لاتے تھے۔<sup>(۴)</sup>

حضرت رفیدہ نے مسجد نبویؐ میں خیمہ کھڑا کر رکھا تھا جو لوگ زخمی ہو کر آتے تھے وہ اسی خیمہ میں ان کا علاج کرتی تھیں چنانچہ حضرت سعد بن معاذؓ غزوہ خندق میں زخمی ہوئے تو ان کا علاج اسی خیمہ میں ہوا۔<sup>(۵)</sup>

صحابیات کی یہ خدمات خود صحابہ کرامؓ کے زمانے میں نہایت قابل قدر خیال کی جاتی تھیں اور خود خلفاء بھی ان کا لحاظ رکھتے تھے، چنانچہ ایک بار حضرت عمرؓ نے مدینہ کی عورتوں میں چادر تقسیم فرمائی ایک عمدہ چادر رہ گئی تو کسی نے کہا کہ اپنی بی بی ام کلثومؓ کو دے دیجئے، بولے ام سلیم اس کی زیادہ مستحق ہیں، کیونکہ وہ غزوہ احد میں مشک بھر بھر کر پانی لاتی تھیں اور ہم کو پلاتی تھیں۔<sup>(۱)</sup>

خدمات مساجد:

صحابیات مساجد کی صفائی میں نہایت اہتمام کرتی تھیں ایک بار کسی نے مسجد

(۱) ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی المرأة والعبد یخلیان من الغنیمۃ (۲) مسلم کتاب الجہاد باب النساء

الغزایات یوضع لهن ولا یہم والنہی عن قتل صبیان اهل الحرب (۳) ایضاً باب غزوۃ النساء مع الرجال

(۴) بخاری کتاب الجہاد باب رد النساء والقبیلہ (۵) اصابہ تذکرہ رفیدہ (۶) بخاری کتاب الجہاد

باب حمل النامۃ القرب الی الناس فی الغزو

(۱) بخاری کتاب الفسل باب صعیذ الطیب وضوء المسلم (۲) موطاء امام مالک کتاب النکاح المشرک

اذا سلمت زوجته قبلہ (۳) اسد الغابہ تذکرہ حضرت زید بن سہل بن اسوہ (۴) مسلم کتاب الطلاق باب

المطلقة ثلاثاً لا تفقہ لہا و کتاب الفتن و اشراط و الساعة فی خروج الدجال (۵) اصابہ تذکرہ درہ



نبوی میں تھوک دیا تھا رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو اس قدر برہم ہوئے کہ چہرہ مبارک سرخ ہو گیا ایک صحابیہ انھیں اور اس کو مٹا دیا اور اس کی جگہ خوشبو لگائی آپ نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ خوب کام کیا۔<sup>(۱)</sup>

ایک صحابیہ تھیں جو ہمیشہ مسجد نبوی میں جھاڑو دیا کرتی تھیں یہ ایک ایسا نیک کام تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی نہایت قدر فرمائی چنانچہ جب ان کا انتقال ہو گیا تو صحابہ کرام نے ان کو راتوں رات دفن کر دیا اور آپ کو اس کی اطلاع نہیں دی آپ کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ مجھے کیوں نہیں خبر کی بولے حضور استراحت فرما رہے تھے ہم نے تکلیف دینا گوارہ نہیں کیا۔<sup>(۲)</sup>

بدعات کا استیصال:

بدعت مذہب کے لئے بمنزلہ گھن کے ہے اس لئے باثر صحابیات ہمیشہ اس بات کی کوشش کرتی تھیں کہ فحل اسلام میں یہ گھن نہ لگنے پائے مثلاً مسلمانوں میں غلاف کعبہ کی جو عزت و حرمت قائم ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جب نیا غلاف چڑھایا جاتا تو اس پرانے غلاف چرا چھپا کر خادموں کو کچھ دے دلا کر لے لیتے ہیں اسی کو تبرک سمجھ کر لے آتے ہیں اور مکانوں میں رکھتے ہیں دوستوں کو بطور سوغات کے تقسیم کرتے ہیں قرآن میں رکھتے ہیں مسجدوں میں لٹکاتے ہیں اور مریض کو اس سے ہوا دیتے ہیں لیکن قرن لول میں یہ حالت نہ تھی متولی کعبہ صرف یہ کرتا تھا کہ غلاف کو زمین میں دفن کر دیتا تھا کہ وہ ناپاک انسانوں کے کام کا نہ رہے شیبہ بن عثمان نے جو اس زمانہ میں کعبہ کے کلیدبر اور تھے حضرت عائشہؓ سے اس واقعہ کو بیان کیا تو انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ تعظیم غیر شرعی ہے خدا اور رسول ﷺ نے اس کا حکم نہیں دیا اور ممکن ہے کہ آئندہ اس سے سوا اعتقاد اور بدعات کا سرچشمہ پھوٹے اس لئے شیبہ سے کہا کہ یہ اچھی بات نہیں تم ہر کرتے ہو جب غلاف کعبہ سے اتر گیا اور کسی نے اس کو نپاکی کی حالت میں استعمال بھی کر لیا تو کوئی مضائقہ نہیں تم کو چاہیے کہ اس کو پھاڑا لا کر اور اس کی قیمت غریبوں اور مسافروں کو دے دیا کرو<sup>(۳)</sup>

احتساب:

جو چیز مذہب اور اخلاق کو صحیح اصول پر قائم رکھتی ہے شریعت کی اصطلاح میں اس کا نام احتساب ہے اور خود رسول اللہ ﷺ نے اس کے تین درجے مقرر فرمادیئے ہیں۔

من رای منکم منکرا فلیغیر بیدہ فان لم یستطع فلبسانہ فان لم یستطع فبقلبہ

(۱) نسائی کتاب الصلوۃ باب تخلیق المسجد (۲) سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز و باب ماجاء فی الصلوۃ علی القبر (۳) عین الاصابہ بحوالہ سنن بیہقی

هو ذالك اضعف الايمان (مسلم)

”تم سے جو شخص کسی برائی کو دیکھے اس کو اپنے ہاتھ سے مٹا دے اگر اس میں اس کی طاقت نہیں ہے تو زبان سے اس کا انکار کرے اور اگر یہ بھی نہیں کر سکتا تو دل سے اس کو برا سمجھے اور یہ ایمان کا ضعیف ترین درجہ ہے“

اور باثر صحابیات نے پہلے دونوں طریقوں سے اس مذہبی خدمت کو انجام دیا ہے ایک دفعہ حضرت عائشہؓ ایک گھر میں مہمان اتریں میزبان کی دو لڑکیوں کو جو جوان ہو چکی تھیں دیکھا کہ چادر لوڑھے نماز پڑھ رہی ہیں تاکید کی کہ آئندہ کوئی لڑکی بے چادر لوڑھے ہوئے نماز نہ پڑھے رسول اللہ ﷺ نے یہی فرمایا ہے۔<sup>(۱)</sup>

ایک دفعہ ان کے بھائی عبدالرحمن بن ابی بکرؓ آئے اور معمولی جھٹ پٹ وضو کر کے چلے گئے حضرت عائشہؓ نے ٹوکا کہ عبدالرحمن وضو اچھی طرح کیا کرو رسول اللہ ﷺ کو میں نے کتنے سنا ہے کہ وضو میں جو عضو نہ بھیجے اس پر جہنم کی پھٹکار ہو۔<sup>(۲)</sup>

ایک بار انہوں نے ایک عورت کو دیکھا کہ اس کی چادر میں صلیب کے نقش و نگار بنے ہوئے ہیں دیکھنے کے ساتھ ڈانٹا کہ یہ چادر اتار دو رسول اللہ ﷺ ایسے کپڑوں کو دیکھتے تھے تو پھاڑ ڈالتے تھے۔<sup>(۳)</sup>

ایک بار ان کی بھتیجی حصہ بنت عبدالرحمن نہایت باریک دوپٹہ اوڑھ کر سامنے آئیں دیکھنے کے ساتھ ہی غصہ سے دوپٹہ کو چاک کر دیا پھر فرمایا تم نہیں جانتیں کہ سورہ نور میں خدا نے کیا احکام نازل فرمائے ہیں اس کے بعد گاڑھی کا دوسرا دوپٹہ منگوا کر اوڑھ لیا۔<sup>(۴)</sup>

## اخلاقی خدمات

نزدبازی کی روک ٹوک:

فتوحات عجم کے بعد عرب میں نزدبازی شطرنج بازی اور مرغ بازی وغیرہ کا رواج ہوا تو صحابیات نے اس پر شدت کے ساتھ وارد گیر کی چنانچہ حضرت عائشہؓ کے گھر میں کچھ کرایہ دار رہتے تھے ان کی نسبت ان کو معلوم ہوا کہ وہ نزد کھیلتے ہیں تو سخت برا فروختہ ہوئیں اور کہلا بھیجا کہ اگر نزد کی گوٹیوں کو میرے گھر سے باہر نہ پھینک دو گے تو میں اپنے گھر سے نکلوا دوں

(۱) مسند جلد ۶ ص ۹۶ (۲) ایضاً ص ۳۸۵ (۳) مسند جلد ۶ ص ۱۴۰ (۴) موطا امام مالک کتاب اللباس



شراب خواری کی روک ٹوک:

فتح عجم کے بعد اہل عرب شراب کے جدید اقسام و نام سے آشنا ہوئے جن میں ایک باذوق تھا (یعنی بادہ) چونکہ عربی میں شراب کو خمر کہتے ہیں اور اس کا اطلاق صرف انگوری شراب پر ہوتا ہے اس بناء پر لوگوں کو شبہ تھا کہ ان شرابیوں کا کیا حکم ہے؟ لیکن حضرت عائشہؓ نے اپنی مجلس میں با اعلان کہہ دیا کہ شراب کے برتنوں میں چھوڑے تک نہ بھگوئے جائیں پھر عورتوں کی طرف خطاب کر کے کہا اگر تمہارے منکوں کے پانی سے بھی نشہ آئے تو وہ بھی حرام ہے رسول اللہ ﷺ نے ہر منشی چیز سے منع فرمایا ہے۔<sup>(۲)</sup> مصنوعی بال لگانے کی ممانعت:

قدیم زمانہ میں یہودیہ عورتوں میں جو بد اخلاقیات پھیل گئی تھیں ان میں ایک یہ تھی کہ جن عورتوں کے بال جھڑ جاتے تھے وہ مصنوعی بال لگاتی تھیں لیکن رسول اللہ ﷺ نے مسلمان عورتوں کو اسکی ممانعت فرمادی تھی آپ کے بعد جب مسلمان عورتوں نے بھی یہی روش اختیار کی تو صحابیات نے اس پر شدت سے روک ٹوک کی چنانچہ ایک دفعہ کسی عورت نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ میری بیٹی دلہن بنی ہے لیکن ہماری سے اس کے بال جھڑ گئے ہیں کیا مصنوعی بال جوڑ دوں؟ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس قسم کی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے۔ (مسند ج: ۶ ص: ۱۱۱)

## علمی خدمات

علم تفسیر:

قرآن مجید ایک ایسی مقدس اور ایک ایسی بزرگ ترین کتاب ہے کہ اگر اس کی ایک آیت کسی کی شان میں نازل ہو جائے تو وہ اس کے شرف کے لئے کافی ہے چنانچہ حضرت زینبؓ کے متعلق قرآن مجید کی جو آیت نازل ہوئی تھی اس پر وہ فخر کیا کرتی تھیں۔

ایک سفر میں حضرت عائشہؓ کا ایک ہار گم ہو گیا رسول اللہ ﷺ نے اس کی تلاش میں چند صحابہ کرام کو بھیجا وہ اس کی تلاش میں نکلے تو راستے میں نماز کا وقت ہو گیا اور لوگوں نے

بغیر وضو کئے نماز پڑھے واپس آئے تو آپ سے اس کی شکایت کی اس پر آیت تیمم نازل ہوئی حضرت اسید بن حضیرؓ نے اس کو حضرت عائشہؓ کی بڑی فضیلت سمجھا اور ان کی طرف مخاطب ہو کر کہا:

جزاك الله خيرا فوالله ما نزل بك امر قط الا جعل الله لك منه مخرجا وجعل للمسلمين فيه بركة<sup>(۱)</sup>

”خدا تم کو جزائے خیر دے تم کو کوئی ایسا حادثہ پیش نہیں آیا جس سے خدا نے تمہارے نکلنے کا راستہ نہیں بنایا اور مسلمانوں کے لئے وہ ایک برکت بن گیا“

حضرت عبادہ بن صامت کی بی بی حضرت خولہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی:

قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ (مجادلہ)<sup>(۲)</sup>

”خدا نے اس عورت کی بات سن لی جو تم سے جھگڑتی تھی“

اور اس نے ان کے رتھے کو اس قدر بلند کیا تھا کہ ایک بار حضرت عمرؓ مسجد سے آرہے تھے راہ میں ان سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے ان کو سلام کیا بولیں ”اے عمر! میں نے تمہارا وہ زمانہ دیکھا ہے جب تم کو لوگ بازار عکاظ میں عمر کہتے تھے اور اب تو تمہارا لقب امیر المؤمنین ہے پس رعایا کے معاملے میں خدا سے ڈرو اور یقین کرو کہ جو شخص عذاب الہی سے ڈرے گا اس پر بعید قریب ہو جائے گا اور جو موت سے ڈرے گا اس کو فوت ہونے کا خوف لگا رہے گا“ ایک شخص جو ساتھ میں تھے بولے بی بی تم نے تو امیر المؤمنین کو بہت کچھ کہہ ڈالا لیکن حضرت عمرؓ نے فرمایا جانے دو یہ خولہ بنت حکیم ہیں اور عبادہ بن صامت کی بی بی ہیں اللہ تعالیٰ نے سات آسمان لو پر سے ان کی بات سن لی تھی پھر عمرؓ کو تو اور سننا چاہئے۔<sup>(۳)</sup>

لیکن جس کتاب کی ایک آیت بھی انسانی شرف و عزت کے لئے کافی ہے اس کا ایک خاص حصہ صحابیات کے متعلق نازل ہوا ہے یعنی ایک مستقل سورہ (نساء) خاص طور پر صحابیات کے احکام و معاملات کے متعلق نازل ہوئی ہے سورہ نور کی متعدد آیتیں بھی انہی کے ساتھ مخصوص ہیں ان کے علاوہ اور بھی متعدد آیتیں ان کی شان میں نازل ہوئی ہیں اس بناء پر اگرچہ ان آیتوں اور ان سورتوں کے شان نزول اور ان کی تفسیر سے اکثر صحابیات کو تعلق ہے تاہم عام طور پر تفسیر کے جو معنی سمجھے جاتے ہیں اور جس معنی کی رو سے ایک شخص مفسر کہا

(۱) مسند جلد ۲ ص (۲) بخاری کتاب النکاح باب استعارة الثياب العروس وغیرھا

(۳) اصحابہ تذکرہ خولہ

(۱) ادب المفرد باب واخراج الذین یلعون بالنرو (۲) سنن نسائی کتاب الخمر



جاتا ہے اس کے لحاظ سے تمام صحابیات میں صرف حضرت عائشہؓ علم تفسیر میں اکابر صحابہ کی ہمسر ہیں اور انہوں نے نہایت دقیق آیتوں کی تفسیریں کی ہیں ان سے احادیث کی کتابوں میں جو تفسیری روایات مذکور ہیں ان کی دو قسمیں ہیں ایک وہ آیتیں ہیں جن کے متعلق ان کے دل میں کوئی بات کھٹکی ہے اور انہوں نے خود رسول اللہ ﷺ سے استفادہ فرمایا ہے اور آپ نے ان کی تفسیر کی ہے مثلاً (۱) ایک دفعہ آپ نے میان فرمایا کہ من حوسب عذاب قیامت میں جس کا حساب ہوگا اس پر عذاب ہو گیا حضرت عائشہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ خدا تو فرماتا ہے۔

فَسَوْفَ يُحَاسِبُ حَسَابًا يَسِيرًا

”اور اس سے آسان حساب لیا جائے گا“

آپ ﷺ نے فرمایا ”یہ اعمال کی پیشی ہے بلکہ جس کے اعمال میں جرح قدح شروع ہوئی تو وہ برباد ہی ہوا“ ایک دفعہ انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ خدا فرماتا ہے:

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتُ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ

”جس دن زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان بھی بدل دیا جائے گا اور تمام مخلوق خدائے واحد قہار کے روبرو ہو جائے گی“

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ یہ آیت پڑھی۔

وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ

”تمام زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے ہاتھ میں لپٹے ہوں گے“

لیکن جب زمین و آسمان کچھ نہ ہوگا تو لوگ کہاں ہوں گے آپ نے فرمایا صراط پر

قرآن مجید کی ایک آیت پڑھے۔

الَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ

”جو لوگ جو کام کرتے ہیں خوفزدہ دل سے کرتے ہیں وہ اپنے خدا کی طرف رجوع کریں گے“

حضرت عائشہؓ کو شک تھا کہ جو چور ہے بدکار ہے شرابی ہے بلکہ خدا سے ڈرتا ہے کیا وہ بھی اس سے مراد ہے آپ نے فرمایا نہیں عائشہؓ اس سے وہ مراد ہے جو نمازی ہے روزہ دار ہے زکوٰۃ دیتا ہے اور پھر خدا سے ڈرتا ہے دوسری وہ آیتیں ہیں جن کے متعلق دوسروں کے دل میں کوئی شبہ پیدا ہوا ہے اور انہوں نے حضرت عائشہؓ سے ان کے متعلق سوال کیا ہے

(۱) ماخوذ از سیرت عائشہؓ میں ان تفسیروں کے حوالے بھی مذکور ہیں

جس کا انہوں نے نہایت خوبی کے ساتھ ازالہ کیا ہے۔ مثلاً:-

(۱) اعمال حج میں اسے ایک کوہ صفاء و مروہ کے درمیان دوڑنا بھی ہے قرآن مجید میں اس کے متعلق حسب ذیل الفاظ ہیں۔

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ

أَنْ يَطُوفَ بِهِمَا (البقرة)

”صفا اور مروہ کی پہاڑیاں شعائر الہی میں سے ہیں پس جو خانہ کعبہ کا حج یا عمرہ کرے کچھ مضائقہ نہیں اگر وہ ان کا بھی طواف کرے۔“

عروہ نے کہا خالہ جان! اس کے تو یہ معنی ہوئے ہیں کہ اگر کوئی طواف نہ کرے تو بھی کچھ حرج نہیں فرمایا بھانجے تم نے ٹھیک کہا اگر آیت کا مطلب وہ ہوتا جو تم سمجھ رہے ہو تو خدا یوں فرماتا۔ لا جناح ان لا يطوف بهما

اگر ان کا طواف نہ کرو تو کچھ حرج نہیں اصل میں یہ آیت انصار کی شان میں نازل ہوئی ہے کوس و خزرج اسلام سے پہلے منات کی جسے پکارا کرتے تھے منات مثل میں نصب تھا اس لئے صفا اور مروہ کے طواف کو وہ برا جانتے تھے اسلام لائے تو آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ ہم لوگ پہلے ایسا کیا کرتے تھے اب کیا حکم ہے اس پر خدا نے ارشاد فرمایا کہ صفا اور مروہ کا طواف کرو اس میں کوئی مضائقہ کی بات نہیں۔

ابو بکر بن عبد الرحمن ایک محدث تھے ان کو حضرت عائشہؓ کی یہ تقریر معلوم ہوئی تو انہوں نے کہا علم اس کو کہتے ہیں۔

(۲) قرآن مجید کی ایک آیت ہے۔

حَتَّىٰ إِذَا اسْتَأْذَنَ الرُّسُلُ وَظَنُوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوا اجْأَنَّهُمْ نَصْرُنَا

”یہاں تک کہ جب پیغمبرنا امید ہو گئے اور ان کو خیال ہوا کہ وہ جھوٹ بولے گئے تو ہماری مدد آگئی“

عروہ نے پوچھا (کذبوا جھوٹ بولے گئے) یعنی اس سے جھوٹ وعدہ کیا گیا یا کذبوا وہ جھٹلائے گئے فرمایا کذبوا جھٹلائے گئے عروہ نے کہا کہ اس کا تو ان کو یقین ہی تھا کہ وہ جھٹلائے گئے اور ان کی قوم نے ان کی نبوت کی تکذیب کی یہ ظن اور خیال تو نہ تھا اس لئے کذبوا ان سے جھوٹ وعدہ کیا گیا صحیح ہے یولیس معاذ اللہ پیغمبر ان خدا کی نسبت یہ گمان نہیں کر سکتے کہ اس نے ان سے امداد و نصرت کا جھوٹ وعدہ کیا عروہ نے پوچھا کہ پھر آیت کا مطلب کیا ہے فرمایا کہ یہ پیغمبروں کے پیروں کے متعلق ہے کہ جب انہوں نے ایمان قبول



کیا اور نبوت کی تصدیق کی اور ان کی قوم نے ان کو ستیا اور مدد ملی میں ان کو تاخیر نظر آئی یہاں تک کہ پیغمبر اپنی قوم کے منکرین ایمان سے ناامید ہو گئے تو ان کو خیال ہوا کہ شاید اس تاخیر کے سبب سے مومنین بھی ہماری تکذیب کر دیں کہ دفعتاً خدا کی مدد آگئی۔

(۳) جس آیت پاک میں چار بیویوں کی اجازت دی گئی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَشَىٰ  
وَأُولَٰئِكَ وَرَبَاعٌ (نساء)

”اگر تمہیں ڈر ہو کہ یتیموں کے بارے میں تم انصاف نہ کر سکو گے تو عورتوں میں سے دو دو تین تین چار چار سے نکاح کر لو۔“

بظاہر آیت کے پہلے اور پچھلے ٹکڑوں میں ربط نہیں معلوم ہوتا یتیموں کے حقوق میں عدم انصاف اور چار نکاح کی اجازت میں باہم کیا تعلق ہے چنانچہ ایک شاگرد نے حضرت عائشہؓ کے سامنے اس اشکال کو پیش کیا تو فرمایا کہ آیت کا شان نزول یہ ہے کہ بعض لوگ یتیم لڑکیوں کے ولی ہو جاتے تھے ان سے موروثی رشتہ داری ہوتی تھی اور وہ پانی ولایت کے زور سے چاہتے ہیں کہ ان سے نکاح کر کے ان کی جائیداد پر قبضہ کر لیں اور چونکہ ان کی طرف سے کوئی بولنے والا نہیں ہوتا اس لئے مجبوراً اس کو ہر طرح دباتے ہیں خدائے پاک انہی لوگوں کو خطاب کرتا ہے کہ اگر تم ان یتیم لڑکیوں کے معاملے میں انصاف سے پیش نہ آ سکو تو ان کے علاوہ اور عورتوں سے دو تین چار نکاح کر لو مگر ان کو نکاح کر کے اپنے قابو میں نہ لے آؤ۔

(۴) اسی سورہ میں ایک اور آیت ہے:-

يَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ الَّتِي لَا تَوْلَوْنَهُنَّ مَا كَتَبَ لَهُنَّ وَتَرَغِبُونَ أَنْ تُنكِحُوهُنَّ (نساء)

”ان لڑکیوں کی نسبت لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ دے کہ خدا ان کے حق میں فیصلہ کرتا ہے اس کتاب میں (قرآن) جو کچھ تم لوگوں کو پڑھ کر سنایا گیا ہے ان یتیم لڑکیوں کی نسبت جن کو نہ تو تم ان کے مقررہ حقوق دیتے ہو اور نہ خود ان سے نکاح کرنا چاہتے ہو“

کسی سائل نے اس کے بعد اس آیت کا مطلب دریافت کیا تو فرمایا کہ اس آیت میں یہ جوار شاد ہوا ہے کہ قرآن مجید میں پہلے جو کچھ ان کے بارے میں پڑھ کر سنایا گیا ہے اس سے وہی پہلی آیت مراد ہے یہ حکم ان اولیاء سے متعلق ہے جو یتیم لڑکیوں کو نہ خود اپنے نکاح میں لاتے ہیں کہ وہ حسن سے محروم ہیں اور نہ دوسروں سے ان کا نکاح کر دینا پسند کرتے ہیں کہ جائیداد مشترکہ کے ہاتھ سے نکل جانے کا خوف ہے۔

(۵) اس آیت کے مطلب میں لوگوں کو اختلاف ہے۔

مَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعِظْ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ

”جو تو نگر ہو اس کو اس سے بچنا چاہیے اور جو تنگ دست ہو وہ قاعدہ کے مطابق اس سے لے لے“  
یہ آیت اولیاء کی شان میں ہے کہ وہ اگر محتاج ہوں تو یتیموں کے مال میں سے لے کر کھا سکتے ہیں لیکن حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ یہ آیت حسب ذیل آیت سے منسوخ ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّهُمْ يُكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا

”جو لوگ ظلم کر کے یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ کھاتے ہیں“  
لیکن اس آیت میں تو یہ سزا ان لوگوں کے لئے بیان کی گئی ہے جو ظلم کر کے یتیموں کا مال کھاتے ہیں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جس آیت میں کھانے کی اجازت ہے وہ ان لوگوں کے لئے ہے جو یتیموں کی جائیداد کی دیکھ بھال کرتے ہیں ان کا کاروبار سنبھالتے ہیں اگر ولی صاحب استطاعت ہے تو اس کو اس خدمت کا معاوضہ لینا چاہیے اور اگر وہ مفلس اور تنگ دست ہے تو قاعدے کے مطابق حسب حیثیت لے سکتا ہے اس تفسیر کی بنا پر دونوں آیتوں میں کوئی تخالف نہیں ہے۔

(۶) عورت کو اگر اپنے شوہر سے شکایت ہو تو اس موقع کی آیت ہے:-

وَإِنْ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَغْلِهَا نَشُورًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ (نساء)

”اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے نارضا مندی اور اعراض کا خوف ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ دونوں آپس میں صلح کر لیں اور صلح تو ہر حال میں بہتر ہے“  
لیکن دفع ناراضی کے لئے صلح کرنا تو ایک عام ہے اس کے لئے خدائے پاک کو اس خاص حکم کے نازل کرنے کی کیا حاجت تھی؟ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ یہ آیت اس عورت کی شان میں ہے جس کا شوہر اس کے پاس زیادہ آتا جاتا نہیں یا بیوی سن سے اتر گئی ہے اور شوہر کی خدمت گزاری کے قابل نہیں رہی ہے زن و شوئی کے باہمی فرائض انجام دینا ایک فرض دینی ہے لیکن اس خاص حالت میں اگر بیوی طلاق لینا پسند نہ کرے اور اپنے عام حقوق سے شوہر کو سبکدوش کر دے تو یہ باہمی مصالحت بری نہیں بلکہ قطعی علیحدگی سے بہتر ہے۔

ان آیات کے علاوہ حضرت عائشہؓ سے اور آیتوں کی تفسیریں بھی مروی ہیں لیکن ہم نے جن آیتوں کی تفسیریں درج کی ہیں ان سے دقت نظری کے علاوہ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے



کہ جو آیتیں عورتوں کے نکاح و طلاق کے معاملات سے تعلق رکھتی ہیں ان کا مطلب انہوں نے کس قدر صحیح سمجھا ہے اور کس طرح ان کو یاد رکھا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ اگر عورتیں اپنے حقوق کا تحفظ کرنا چاہتی ہیں تو ان کو قرآن و حدیث کی صحیح تعلیم کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ کرنی چاہیے۔

علم اسرار الدین :

علم اسرار الدین اس علم کو کہتے ہیں جن میں احکام شریعت کے علل و اسباب اور ان کے حکم و مصالح بیان کئے جاتے ہیں اور یہ علم اس قدر دقیقہ سنجی پر مبنی ہے کہ صرف چند فقہائے صحابہ یعنی حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت زیدؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ وغیرہ نے اس کے اصول و قواعد مہمہ کئے ہیں باقی اس فن میں اور صحابہ کی مساعی جلیلہ کا حصہ بہت کم شامل ہے بالخصوص اس میں صحابیات کے کارنامے تو بالکل نظر نہیں آتے لیکن تنہا حضرت عائشہؓ نے شریعت کے جن رموز و اسرار کی گرہ کشائی کر دی ہے وہ صحابیات کی اس کمی کو پورا کر دیتی ہے بلکہ اس فن میں خود صحابہ سے بھی ان کا پلہ بھاری نظر آتا ہے اور صحابہ سے اس علم کے متفرق مسائل احادیث کی کتابوں میں مذکور ہیں لیکن حضرت عائشہؓ کے مسائل کی تعداد سے کئی گنا زیادہ ہے اور انہوں نے مذکورہ بالا صحابیات سے بہت زیادہ شریعت کے اسرار و مصالح کے پردہ کشائی کی ہے۔ اور بجز مسائل کا علل و اسباب بیان کئے ہیں مثلاً عہد نبوت میں عورتوں کی اخلاقی حالت چونکہ قابل اعتماد تھی اس لئے ان کو حضور ﷺ نے صلوٰۃ اور شرکت جماعت کی اجازت تھی لیکن جب اخیر زمانہ میں عورتوں کے نظام اخلاق میں انحطاط پیدا ہو گیا تو حضرت عائشہؓ نے صاف صاف کہہ دیا :-

لو ادرك رسول الله ﷺ ما احدث النساء لمنعهن المساجد كما منعه نساء بني اسرائيل (۱)

”عورتوں نے اپنی حالت میں جو تغیرات پیدا کر لئے ہیں اگر رسول اللہ ﷺ ان کو دیکھتے تو ان کو مسجد میں آنے سے روک دیتے جیسا کہ بنو اسرائیل کی عورتیں روک دی گئیں“ قرآن مجید کی مکی اور مدنی سورتوں میں متعدد فروق و امتیازات ہیں مثلاً جو سورتیں مکہ میں نازل ہوئیں ان میں زیادہ تر عقائد اور وقائع اخروی کا ذکر ہے اور مدنی سورتوں میں بتدریج اور امر و نواہی کا مطالبہ کیا گیا ہے کیونکہ اسلام ایک جاہل قوم میں آیا ہے

(۱) ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب ما جاء فی خروج النساء الی المسجد والتشديد فی ذلك.

اس لئے اس کو پہلے خطیبانہ اور واعظانہ طریقہ سے جنت اور دوزخ کا حال سنایا گیا جب اس سے لوگ متاثر ہو چکے تو اسلام کے احکام و قوانین اور امر و نواہی نازل ہوئے اگر زنا و شراب خواری وغیرہ سے اجتناب کا پہلے ہی دن مطالبہ کیا جاتا تو دفعۃً کون اس نامانوس آواز کو سنتا؟ اس قسم کے امتیازات و فروق کے دریافت کرنے پر یورپ کے علمائے مستشرقین کو بڑا ناز ہے لیکن حضرت عائشہؓ نے پہلے ہی دن اس راز کو فاش کر دیا تھا صحیح بخاری میں ان سے مروی ہے :-

انما نزل اول ما انزل منه سورة من المفصل فیها ذکر الجنة والنار حتی اذا ثاب الناس الی الاسلام ثم نزل الحرام والحلال لو نزل اول شیء لا تشرّبوا الخمر لقالوا لا ندع الخمر ابداً ولو نزل لا تزنوا لقالوا لا ندع الزنا ابداً لقد نزل بمكة وانا جاریہ العب بل الساعة موعدهم والساعة ادھی وامرو ما نزلت سورة لبقرة والنساء لا وانا عنده (باب تالیف القرآن)

”قرآن کی سب سے پہلی سورہ جو نازل ہوئی وہ مفصل کی سورہ ہے جس میں جنت و دوزخ کا ذکر ہے یہاں تک کہ جب لوگ اسلام کی طرف مائل ہوئے تو پھر حلال و حرام اتر آئے اگر پہلے یہ اترتا کہ شراب مت پیو گے تو لوگ کہتے کہ ہم ہر گز شراب نہ چھوڑیں گے اور اگر یہ اترتا کہ زنا نہ کرو تو کہتے کہ ہم ہر گز نہیں زنا چھوڑیں گے مکہ میں جب میں کھیلاتی تھی تو یہ اترتا کہ ان کے وعدہ کا دن قیامت ہے اور قیامت نہایت سخت اور نہایت تلخ چیز ہے سورہ بقرہ اور سورہ نساء جب اتریں تو میں آپ کی خدمت میں تھی۔“

اسلام کے ظہور سے پہلے مدینہ میں قبائل باہم خانہ جنگیوں میں مصروف تھے جن میں ان کے اکثر ارباب ادعا جو اپنے اقتدار کے تحفظ کے ہر نئی تحریک کی کامیابی میں رکاوٹ پیدا کرتے ہیں قتل ہو گئے انصار ان لڑائیوں سے اس قدر چور ہو گئے تھے کہ اسلام آیا تو ان سب نے اس کو اپنے لئے رحمت سمجھا چونکہ ارباب ادعاء کا طبقہ مفقود ہو چکا تھا اس لئے ان کی راہ میں کسی نے موانع پیدا نہیں کئے اس طریقہ سے خدائے پاک نے ہجرت سے پہلے ہی مدینہ میں اسلام کی ترقی کے راستے صاف کر دیئے تھے یورپ کے فلسفہ تاریخ نے آج اس نکتہ کو حل کیا ہے لیکن حضرت عائشہؓ نے ان سے پہلے ہم کو بتا دیا تھا۔

کان یوم بعثت یوماً قدمہ اللہ لرسولہ ﷺ فقدّمہ رسول اللہ ﷺ وقد افترق ملوہم وقتلت سروا تہم وجوحوا فقدّمہ اللہ لرسولہ فی دخولہم الاسلام

(بخاری باب القسامہ فی الجاہلیۃ)

”جنگ بعثت وہ واقعہ تھا جس کو خدا نے اپنے رسول کے لئے پہلے ہی سے پیدا کر دیا۔“



تھا رسول اللہ ﷺ مدینہ میں آئے تو انصار کی جمعیت منتشر ہو گئی تھی اور ان کے سردار مارے جا چکے تھے اس لئے خدا نے اپنے رسول کے لئے ان کے حلقہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے یہ واقعہ پہلے ہی مہیا کر دیا تھا۔

جن نمازوں میں چار رکعتیں ہوتی ہیں قصر کی حالت میں ان کی صرف دو رکعتیں ادا کی جاتی ہیں بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ چار میں سے دو سہولت کی خاطر ساقط کر دی گئی ہیں لیکن حضرت عائشہؓ اس کی وجہ یہ بتاتی ہیں:

فرضت الصلوة رکعتين ثم ها جرانبي ﷺ ففرضت اربعاً و تركت صلوة السفر على الاول (بخاری باب ہجرت)

”ہمکے میں دو رکعتیں نمازیں فرض تھیں جب آپ نے ہجرت فرمائی تو چار فرض کی گئیں اور سفر کی نماز اپنی قدیم حالت پر چھوڑ دی گئی“

عبادت کا تو خدا نے ہر وقت حکم دیا ہے لیکن احادیث میں حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ نماز عصر اور نماز فجر کے بعد کوئی نماز یعنی نفل و سنت بھی جائز نہیں اس لئے بظاہر اس ممانعت کی کوئی وجہ نظر نہیں آئی لیکن حضرت عائشہؓ اس کی وجہ بیان فرماتی ہیں:

وهم عمرانما نهى رسول الله ﷺ عن الصلوة ان يتحرى طلوع الشمس و غروبها (مسند احمد جلد ۶ ص ۱۴۴)

”عمر کو وہم ہوا آپ نے صرف اس طرح نماز سے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص آفتاب کے طلوع یا غروب کے وقت کو تاک کر نماز نہ پڑھے“

یعنی آفتاب پرستی کا شبہ نہ ہو آفتاب پرستوں کے ساتھ وقت عبادت میں تشابہ نہ ہو احادیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر نفل پڑھتے تھے اس بناء پر لوگ بغیر کسی عذر کے بھی بیٹھ کر نفل پڑھنا مستحب سمجھتے ہیں ایک شخص نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ کیا آپ بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے؟ جواب دیا:

حين عظمه الناس (ابوداؤد باب صلوة القاعد)

”یہ اس وقت تھا جب لوگوں نے آپ ﷺ کو توڑ دیا یعنی آپ کمزور ہو گئے“

ابوداؤد اور مسلم میں ان سے اس قسم کے اور روایتیں بھی مروی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کبر سنی اور ضعف کی وجہ سے ایسا کرتے تھے۔

ہجرت کے بعد جب نمازوں میں دو رکعتوں کے بجائے چار رکعتیں ہو گئیں تو مغرب میں یہ اضافہ کیوں نہیں کیا گیا؟ حضرت عائشہؓ اس کا جواب یہ دیتی ہیں:

فانها وتر النهار (مسند جلد ۶ ص ۲۴۱)

”مغرب میں اضافہ نہ ہوا کیونکہ وہ دن کی وتر ہے“

یعنی جس طرح رات کی نمازوں میں تین رکعتیں وتر کی ہیں اسی طرح دن کی نمازوں میں وتر کی یہ تین رکعتیں ہیں۔

نماز فجر میں تو اطمینان زیادہ ہوتا ہے اس لئے اس میں رکعتیں اور زیادہ ہونی چاہئیں لیکن اور نمازوں سے کم ہیں حضرت عائشہؓ اس کی وجہ یہ بیان فرماتی ہیں:

وصلوة الفجر بطول قراتها (مسند جلد ۶ ص ۲۴۱)

”نماز فجر میں رکعات کا اضافہ اس لئے نہیں ہوا کہ دونوں رکعتوں میں لمبی سورتیں پڑھی جاتی ہیں“

یعنی رکعتوں کی کمی کو طول قرأت نے پورا کر دیا۔

اہل جاہلیت عاشوراکا روزہ رکھتے تھے اور وہ فرضیت صوم سے پہلے اسلام میں بھی واجب رہا حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے اسی قسم کی روایت احادیث میں مذکور ہے لیکن وہ نہیں بیان کرتے کہ جاہلیت میں اس دن کیوں روزہ رکھا جاتا تھا لیکن حضرت عائشہؓ اس کا سبب یہ بیان فرماتی ہیں:

كانوا يصومون يوم عاشورا قبل ان يفرض رمضان و كان يوم تستر فيه

الكعبة (مسند احمد جلد ۶ ص ۲۴۴)

”اہل عرب رمضان کی فرضیت سے پہلے عاشوراکے دن کا روزہ رکھتے تھے کیونکہ اس روز کعبہ پر غلاف چڑھایا جاتا تھا“

باوجودیکہ آپ ہمیشہ تہجد پڑھتے تھے لیکن رمضان کے پورے مہینے میں آپ نے ترویج نہیں پڑھی حضرت عائشہؓ اس کی وجہ بیان فرماتی ہیں کہ پہلے دن جب آپ نے مسجد میں نماز ترویج ادا فرمائی تو کچھ اور لوگ بھی شریک ہو گئے دوسرے دن اور زیادہ مجمع ہوا تیسرے دن اور بھی جمع ہوئے چوتھے دن اتنا مجمع ہوا کہ مسجد میں جگہ نہ رہی لیکن آپ باہر تشریف نہ لائے اور لوگ مایوس ہو کر چلے گئے صبح کو آپ نے لوگوں سے فرمایا:

اما بعد فانه لم يخف على شانكم الليلة ولكني خشيت ان تفرض عليكم

صلاة الليل فتعجزوا.

”رات تمہاری حالت مجھ سے پوشیدہ نہ تھی لیکن مجھے ڈر ہوا کہ کہیں تم پر ترویج فرض نہ ہو جائے اور تم اس کے ادا کرنے سے قاصر رہو“



جج کے بعض ارکان مثلاً طواف کرنا، بعض مقامات میں دوڑنا، کہیں کھڑا ہونا کہیں کنکری پھینکنا بظاہر فعل عبث معلوم ہوتے ہیں لیکن حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

انما جعل الطواف بالبيت و بالصفاء و المروة و رمى الجمار لاقامة ذكر

الله عزوجل (مسند احمد بن حنبل جلد ۶ ص ۶۴)

”خانہ کعبہ“ صفامر وہ کا طواف کنکریاں پھینکنا تو صرف خدا کے یاد کرنے کے لئے ہے

قرآن مجید کے اشارات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں یہ بھی ایک طرز عبادت تھا چونکہ حج یادگار ابراہیمی ہے اس لئے وہی طرز عبادت قائم رکھا گیا۔

مکہ معظمہ کے پاس محصب نام ایک وادی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے لیام حج میں قیام فرمایا تھا اور آپ کے بعد خلفائے راشدین بھی اس میں قیام فرماتے رہے اس بناء پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس کو سنن حج میں شمار کرتے تھے لیکن حضرت عائشہؓ اس کو سنت نہیں سمجھتی تھیں اور آپ کے قیام کی یہ وجہ بیان فرماتی تھیں:

انما نزلہ رسول الله ﷺ لانه كان منزلا اسمح لخروجه

”آپ نے یہاں صرف اس لئے قیام کیا تھا کہ یہاں سے چلنے میں آسانی ہوتی تھی“

حضرت ابن عباسؓ اور ابو رافعؓ بھی اس مسئلہ میں حضرت عائشہؓ کے ہم زبان ہیں (۱)

ایک دفعہ آپ نے حکم دیا تھا کہ قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ نہ رکھا جائے بہت سے صحابہ کرام اس حکم کو دائمی سمجھتے تھے لیکن متعدد صحابہ کے نزدیک یہ حکم وقتی تھا حضرت عائشہؓ بھی ان ہی لوگوں میں ہیں اور اس وقتی حکم کا سبب یہ بتاتی ہیں:

لا ولكن لم يكن يضحى منهم الا قليل ففعل ذالك ليطعم من ضحى من لم

يضح (مسند جلد ۶ ص ۱۰۲)

”یہ نہیں ہے کہ قربانی کا گوشت تین دن کے بعد حرام ہو جاتا ہے بلکہ اس کی وجہ

یہ ہے کہ اس زمانہ میں کم لوگ قربانی کر سکتے تھے اس لئے آپ نے یہ حکم دیا کہ جو لوگ قربانی کریں وہ ان لوگوں کو کھلائیں جنہوں نے قربانی نہیں کی ہے“

حضرت عائشہؓ کی یہی حدیث امام مسلم نے ایک خبر کی صورت میں بیان کی ہے یعنی یہ

(۱) مسلم استحياب النزول بالمحصب و مسند جلد ۶ ص ۱۶۰

کہ ایک سال مدینہ کے آس پاس دیہاتوں میں قحط پڑا اس سال آپ نے یہ حکم دیا اور دوسرے سال جب قحط نہیں رہا اس کو منسوخ فرمادیا حضرت سلمہ بن اکوع سے بھی اسی قسم کی روایت ہے۔ (۱)

کعبہ کے ایک طرف کی دیوار کے بعد کچھ جگہ چھوٹی ہوئی تھی جس کو عظیم کہتے ہیں اور طواف میں اس کو بھی اندر داخل کر لیتے ہیں لیکن ہر شخص کے دل میں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ جو حصہ کعبہ کے اندر داخل نہیں اس کو طواف میں کیوں شامل کرتے ہیں؟ حضرت عائشہؓ کے دل میں یہ سوال پیدا ہوا اور انہوں نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ دیواریں بھی خانہ کعبہ میں داخل ہیں؟ ارشاد ہوا ”ہاں“ عرض کی کہ پھر بنائے وقت لوگوں نے ان کو اندر کیوں نہیں کر لیا؟ فرمایا تیری قوم کے پاس سرمایہ تھا اس لئے اتنا کم کر دیا پھر عرض کی کہ اس کا دروازہ اتنا بلند کیوں رکھا؟ فرمایا یہ اس لئے تاکہ وہ جس کو چاہیں اندر جانے دیں اور جس کو چاہیں روک دیں“

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ اگر عائشہؓ کی یہ روایت صحیح ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اسی لئے اوہر کے دونوں رکنوں کا بوسہ نہیں دیا لیکن سوال یہ ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کو یہ معلوم تھا کہ خانہ کعبہ اپنے اصلی اساس پر قائم نہیں ہے تو شریعت ابراہیمی کے مجدد کی حیثیت سے آپ کا فرض تھا کہ اس کو ڈھا کر نئے سرے سے تعمیر کرتے لیکن آپ نے حضرت عائشہؓ سے خود اس کی وجہ یہ بیان فرمادی کہ ”عائشہؓ تیری قوم اگر کفر کے زمانہ سے قریب نہ ہوتی تو میں کعبہ کو ڈھا کر اساس ابراہیم (۲) پر تعمیر کراتا“

آج کل ہجرت کے یہ معنی سمجھے جاتے ہیں کہ گھربار چھوڑ کر مدینہ جا کر آباد ہو جانا خواہ وہ پہلے جہاں آباد تھے کیسے ہی امن و امان کا ملک ہو لیکن حضرت عائشہؓ نے ہجرت کی حقیقت یہ بتائی ہے۔

لا هجرة اليوم كان المومنون يفر احد هم بدینه الى الله والى رسوله  
مخافة ان يفتن عليه فاما اليوم فقد اظهر الله الاسلام واليوم يعبد ربه حيث شاع  
ولكن جهاد ونية (بخاری باب الهجرة)

”اب ہجرت نہیں ہے ہجرت اس وقت تھی جب مسلمان اپنے مذہب کو لے کر خدا اور اس کے رسول کے پاس ڈر سے دوڑ آتا تھا کہ اس کو تبدیل مذہب کی بنا پر ستلایا جائے

(۱) مسلم کتاب الذبائح (۲) مسلم باب نقض الکعبہ



## فنِ روایت :

روایت کے علاوہ حدیث کے متعلق درایت کی ابتداء صحابیات سے ہی ہوئی یعنی حضرت عائشہؓ نے بعض روایتوں پر درایت تنقید کی اور اس سے درایت کے خاص خاص اصول قائم ہوئے مثلاً ان کے سامنے جب روایت کی گئی کہ مردے پر اس کے اہل و عیال کے رونے سے عذاب ہوتا ہے تو انہوں نے درایت اس روایت کے قبول کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ قرآن مجید میں ہے۔

لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ  
”ایک کے گناہ کا بوجھ دوسرا نہیں اٹھا سکتا“

رونا اہل و عیال کا گناہ ہے اس کا عذاب مردے پر کیوں ہوگا؟ اس سے یہ اصول قائم ہوا کہ جو روایت نصوص قرآنیہ کے خلاف ہو وہ قبول نہیں کی جاسکتی چنانچہ اس اصول کی رو سے انہوں نے متعدد روایتوں کی تنقید کی ہے مثلاً صحابہ کرام کے دور میں یہ خیال پھیل گیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے شبِ معراج میں خدا کو دیکھا تھا لیکن حضرت عائشہؓ کے سامنے اس کا ذکر آیا تو یوں لیں جو شخص یہ روایت کرے وہ دروغ گو ہے اس کے بعد یہ آیت پڑھی :

لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ

”خدا کو کوئی نگاہ نہیں پاسکتی اور وہ نگاہوں کو پالیتا ہے وہ لطیف اور خبیر ہے“  
ان کے سامنے جب یہ روایت کی گئی کہ نحوست عورت گھوڑے اور گھر میں ہے تو انہوں نے اس سے انکار کیا اور یہ آیت پڑھی :

مَا أَصَابَ مِنْ مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا

”زمین میں یا تمہارے اندر تمہیں جو مصیبتیں پہنچتی ہیں وہ پہلے سے لکھی ہوتی ہیں“  
غزوہ بدر میں جو مارے گئے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کے مدفن پر کھڑے ہو کر فرمایا تھا :  
هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا  
”خدا نے جو تم سے وعدہ کیا تم نے اس کو پالیا“

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! آپ مردوں کو پکارتے ہیں آپ نے جواب میں فرمایا :

(۱) یہ روایتیں بہ ترتیب عین الاصلہ فیما استدرکتہ السیدۃ عائشہ علی الصحابہ صفحہ ۸، ۱۷، ۲۱۸ میں موجود ہیں  
اخیر روایت کے علاوہ اور روایتیں بخاری میں بھی ہیں

لیکن اب خدا نے اسلام کو غالب کر دیا اب مسلمان جہاں چاہے اپنے خدا کو پوج سکتا ہے ہاں جہاد اور نیت کا ثواب باقی ہے“

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ کرام میں اختلاف پیدا ہوا کہ آپ کو کہاں دفن کیا جائے ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ پیغمبر جہاں مرے ہیں وہیں دفن ہوتے ہیں لیکن اس کا اصل سبب حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں۔

قال رسول الله ﷺ في مرضه الذي لم يقم منه لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور انبيائهم مساجد لولا ذلك ابرز قبره غير انه خشي ان يتخذ مسجداً  
(بخاری آخر کتاب الجنائز و مسند احمد جلد ۶ ص ۱۲۱)

”آپ نے مرض الموت میں فرمایا کہ خدا یہود و نصاریٰ پر لعنت بھیجے کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا (حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں) کہ اگر یہ نہ ہوتا تو آپ کی قبر کھلے میدان میں ہوتی لیکن چونکہ اس کا خوف تھا کہ وہ بھی سجدہ گاہ نہ بن جائے اس لئے آپ حجرے ہی کے اندر مدفون ہوئے۔“  
علم حدیث :

محدثین نے روایت حدیث کے لحاظ سے صحابہ کے پانچ طبقے قرار دیئے ہیں اور تقریباً ہر طبقے میں صحابہ کے ساتھ صحابیات بھی شامل ہیں۔

(۱) اول طبقہ یعنی وہ صحابہ جن کی روایتیں ہزار ہا سے زیادہ ہیں حضرت عائشہؓ کا شمار اسی طبقے سے ہے۔

(۲) دوسرا طبقہ یعنی وہ صحابہ جن کی روایتیں پانچ سو یا پانچ سو سے زیادہ ہیں اس میں کوئی صحابیہ شامل نہیں۔

(۳) تیسرا طبقہ یعنی وہ صحابہ جن کی روایتیں سو یا سو سے زیادہ ہیں مگر پانچ سو سے کم ہیں حضرت ام سلمہؓ اسی میں محسوب ہیں۔

(۴) چوتھا طبقہ یعنی وہ صحابہ جن کی تعداد روایہ پالیس سے سوتک ہے اس طبقہ میں بھرت صحابیات شامل ہیں۔ مثلاً ام المؤمنین ام حبیبہؓ، ام المؤمنین میمونہؓ، ام عطیہ انصاریہؓ، ام المؤمنین حصہؓ، اسماء بنت ابی بکرؓ، ام ہانیؓ

(۵) پانچواں طبقہ یعنی وہ صحابہ جن کی روایتیں پالیس یا چالیس سے کم ہیں اس طبقہ میں بھرت صحابیات شامل ہیں۔ مثلاً حضرت ام قیسؓ، حضرت فاطمہ بنت قیسؓ، حضرت ربیعہ بنت مسعودؓ، حضرت سمرہ بنت صفوانؓ، حضرت کلثوم بنت حسینؓ غفاریؓ، حضرت جداء بنت وہبؓ وغیرہ۔



ما انت باسمع منهم ولكن لا يجيبون  
”تم ان سے زیادہ نہیں سنتے لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے“

حضرت عائشہؓ کے سامنے جب یہ روایت کی گئی تو انہوں نے کہا کہ آپ نے یہ نہیں بلکہ یہ ارشاد فرمایا تھا: انہم ليعلمون الآن ما كنت اقول لهم حق  
”وہ اس وقت یقینی طور پر جانتے ہیں کہ میں ان سے جو کچھ کہتا تھا وہ سچ تھا“  
اس کے بعد انہوں نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی:

إِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَىٰ، وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُورِ  
”اے پیغمبر! تو مردوں کو اپنی بات نہیں سنا سکتا اور نہ ان کو جو قبر میں ہیں“  
مطلب یہ ہے کہ اس آیت کی رو سے کفار آپ کی آواز سن ہی نہیں سکتے تھے (۱)  
عام طور پر لوگ متعہ کی حرمت میں احادیث پیش کرتے ہیں، لیکن حضرت عائشہؓ کے ایک شاگرد نے جواز متعہ کی روایت کی نسبت ان سے پوچھا تو انہوں نے اس کا جواب حدیث سے نہیں دیا بلکہ فرمایا میرے درمیان خدا کی کتاب ہے، پھر یہ آیت پڑھی:  
وَالَّذِينَ ظَلَمُوا جِهَهُمْ حَفِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ

”جو لوگ کہ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، بجز اپنی بیویوں یا لونڈیوں کے ان پر کوئی ملامت نہیں“

اس لئے ان دو صورتوں کے علاوہ کوئی اور صورت جائز نہیں (۲)

حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک روایت ہے کہ حرامی لڑکا تینوں میں (ماں، باپ، بچہ) بدتر ہے۔ حضرت عائشہؓ نے سنا تو فرمایا یہ صحیح نہیں ہے، واقعہ یہ ہے کہ ایک منافق تھا جو رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہا کرتا تھا، لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! اس کے علاوہ وہ ولد الزنا بھی ہے آپ نے فرمایا کہ وہ تینوں میں بدتر ہے، یعنی اپنے ماں باپ سے زیادہ برا ہے، یہ ایک خاص واقعہ تھا، عام نہ تھا خدا فرماتا ہے:

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ

”کوئی کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھاتا“

یعنی قصور تو ماں کا ہے، بچہ کا کیا گناہ ہے (۳) جس کی بنا پر وہ ان سے برا قرار دیا جائے۔

علم فقہ:

عہد نبوت میں علم فقہ کوئی مدون و مرتب نہ تھا کہ صحابہ باقاعدہ اس کی تعلیم حاصل کرتے سوال و استفسار کے ذریعہ بے شبہہ رسول اللہ ﷺ سے بہت سے مسائل دریافت کئے جاسکتے تھے، لیکن صحابہ کرام کچھ تو فرط ادب سے اور کچھ اس لئے کہ قرآن نے سوال کی ممانعت کر دی تھی آپ سے بہت کم مسائل دریافت کرتے تھے مسند دارمی میں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے صرف تیرہ مسائل دریافت کئے جو کل کے کل قرآن مجید میں مذکور ہیں (۱) اس بناء پر آپ سے فقہی تعلیم حاصل کرنے کا صرف یہ طریقہ تھا کہ صحابہ کرام آپ کے تمام اعمال مثلاً وضو، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کا بغور مطالعہ کرتے تھے اور قرآن و امارات سے ان اعمال کے شروط و ارکان کو مباح و واجب اور منسوخ و غیرہ قرار دیتے تھے (۲) لیکن صحابیات کو اس طریقہ سے فائدہ اٹھانے کا بہت کم موقع ملتا تھا اس کے ساتھ جو فقہی مسائل عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں وہ عام طور پر بیان بھی نہیں کئے جاسکتے تھے اس لئے صحابیات کو زیادہ تر آپ سے سوال و استفسار کی ضرورت پیش آتی تھی چنانچہ خود حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

نعم النساء نساء الانصار لم يكن يمنعهن الحياء ان يتفقهن في الدين (۳)

”انصاریہ عورتیں کس قدر اچھی تھیں کہ تنقہ فی الدین سے ان کو حیلانہ نہیں رکھتی تھی“  
غرض اس طریقہ سے تعلیم سے صحابیات کو مختلف فوائد پہنچے اور اس طرح ان کے تین طبقے قرار پائے۔

(۱) مٹھرین یعنی وہ لوگ جن سے بکثرت مسائل منقول ہیں (۲) مقلین یعنی وہ لوگ جن سے بہت کم مسائل مروی ہیں (۳) متوسطین یعنی وہ لوگ جو ان دونوں طبقوں کے درمیان میں ہیں اور ان تینوں طبقوں میں صحابہ کرامؓ کے ساتھ جو صحابیات شامل ہیں ان کے نام حسب ذیل ہیں، مٹھرین میں جن کے متعلق علامہ ابن حزم نے لکھا ہے کہ اگر ان کے فتاویٰ جمع کئے جائیں تو ہر ایک کے فتاویٰ سے ضخیم جلدیں تیار ہو سکتی ہیں حضرت عائشہؓ داخل ہیں۔

متوسطین جن کے فتاویٰ رسالوں کی صورت میں جمع ہو سکتے ہیں حضرت ام سلمہ شامل ہیں۔ مقلین جن سے صرف چند مسائل منقول ہیں ان میں بکثرت صحابیات شامل ہیں



فلساننك ان المهاجرات الاولات من نساء الصحابة رضى الله عنهم  
يشاركن الصحابة في الفضل ففاضلة و مفضولة و فاضل و مفضول ففیهن من یفضل  
كثیراً من الرجال و فی الرجال من یفضل كثیراً منهم و ما ذكر الله تعالى منزلة من  
الفضل الاثرون النساء مع الرجال فیها كقوله تعالى ان المسلمين والمسلمات (۱)

”ہم کو اس میں شک نہیں ہے کہ صحابہ کی بیویوں میں مہاجرات لولات فضیلت میں  
صحابہ کی شریک ہیں، ان میں کسی عورت پر اور کسی مرد کو کسی مرد پر فضیلت حاصل ہے،  
عورتوں میں بعض عورتیں بہت سے مردوں پر فضیلت رکھتی ہیں، اور اسی طرح مردوں میں  
بعض مرد بہت سی عورتوں پر فضیلت رکھتے ہیں، خدا نے فضیلت کا کوئی درجہ ایسا نہیں بیان کیا  
جس میں مردوں کے ساتھ عورتوں کو شامل نہ کیا ہو، مثلاً خدا کا یہ قول کہ مسلمان مرد  
اور مسلمان عورتیں۔“

اسلام میں سب سے پہلی ہجرت حبشہ کی ہجرت ہے، اور اس ہجرت میں ایک  
صحابیہ کو ایک ایسا شرف حاصل ہوا، جس پر تمام مہاجرین حبشہ کو ناز تھا، چنانچہ حضرت موسیٰ  
اشعری سے روایت ہے کہ جب ہم کو مدینہ کی طرف رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کا سال معلوم  
ہوا تو ہم نے بھی اپنی قوم کے ۵۳ یا ۵۲ آدمی کے ساتھ ہجرت کا ارادہ کیا اور اس غرض سے  
کشتی پر سوار ہو کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے، سوء اتفاق سے کشتی جس میں جا پڑی اور ان  
لوگوں کی ملاقات حضرت جعفر بن ابی طالب اور ان کے رفقاء سے ہو گئی چنانچہ حضرت جعفر  
نے ان لوگوں سے کہا کہ ہم کو رسول اللہ ﷺ نے یہاں بھیجا ہے، اور یہیں اقامت کا حکم دیا ہے،  
تم لوگ بھی ہمارے ساتھ اقامت کرو ان لوگوں نے وہاں اقامت اختیار کی، یہاں تک کہ جب  
خیبر فتح ہوا، تو سب کے سب ایک ساتھ آئے اور خیبر ہی میں رسول اللہ ﷺ سے ملے، اس  
موقع پر ان لوگوں کو یہ فضیلت حاصل ہوئی کہ جو لوگ غزوہ خیبر میں شریک نہ تھے، ان میں  
ان کے سوا رسول اللہ ﷺ نے کسی کو مال غنیمت سے حصہ نہیں دیا، ان لوگوں سے بعض صحابہ  
نے کہا کہ ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہے حضرت اسماء بنت عیسٰی بھی ان ہی لوگوں کے ساتھ  
ہی حبشہ سے آئیں تھیں، وہ ایک روز حضرت حصہ کی ملاقات کو گئیں، تو حضرت عمرؓ بھی آگئے،  
اور ان کو دیکھ کر پوچھا کہ یہ کون ہے؟ حضرت حصہ نے جواب دیا کہ اسماء بنت عیسٰی، ان کا نام  
سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا، چھوٹے یہ بحر یہ (یعنی سمندر کی رہنے والی) ہے، حضرت اسماء

مثلاً حضرت ام عطیہؓ حضرت صفیہؓ حضرت حصہؓ حضرت ام حبیبہؓ علی بنت قالفؓ حضرت  
اسماءؓ حضرت ام شریکؓ حضرت خولاءؓ حضرت عاتکہؓ بنت زیدؓ حضرت سہلہؓ حضرت جویریہؓ  
حضرت میمونہؓ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہن وغیرہ۔

## خاتمہ مناقب صحابیاتؓ

یہ ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے، کہ صحابہ کرامؓ میں سب سے افضل کون ہے؟ عام  
الہمت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ خلفائے راشدین تمام صحابہ میں افضل ہیں اور خود خلفاء  
میں فضیلت کے مدارج ترتیب خلافت کی رو سے قائم ہوئے ہیں، لیکن علامہ ابن حزم ظاہری  
کے نزدیک ازواج مطہرات تمام صحابہ سے افضل ہیں اور اس مسئلہ کو انہوں نے اپنی کتاب ملل  
والنحل میں نہایت تفصیل کے ساتھ لکھا ہے، اور اسی سلسلہ میں ان آیات و حدیث کے جو بات  
بھی دیئے ہیں جن سے بظاہر یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کا درجہ عموماً مردوں سے کم ہے،  
لیکن اس وقت ہم ان مباحث میں پڑنا نہیں چاہتے، بلکہ مذہبی اور اخلاقی حیثیت سے جو وجوہ  
فضیلت قائم ہو سکتی ہیں ان کو پیش نظر رکھ کر صحابیات کے مناقب میں صحیح حدیثیں نقل  
کر دیتے ہیں جن سے یہ ثابت ہوگا کہ جن وجوہ کی بنا پر صحابہ کرامؓ کے فضائل کی بنیاد قائم  
ہوئی ہے، ان میں ان کے ساتھ صحابیاتؓ بھی شامل ہیں۔

اسلام میں سب سے بڑی فضیلت تقدم فی الاسلام ہے، اور حضرت ابو بکر صدیقؓ  
کے فضائل میں یہ فضیلت سب سے نمایاں ہے، لیکن اس فضیلت میں ان کے ساتھ دو  
عورتیں بھی شامل ہیں، یعنی حضرت خدیجہؓ اور حضرت سمیہؓ یا ام ایمنؓ، چنانچہ صحیح بخاری  
مناقب ابو بکرؓ میں حضرت عمرؓ سے مروی ہے:

رأیت رسول اللہ ﷺ ومامعہ الاخمسة اعبدا و امرأتان و ابو بکر

”میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ آپ کے ساتھ صرف پانچ

غلام دو عورتیں اور حضرت ابو بکرؓ تھے۔“

تقدم فی الاسلام کے بعد سب سے بڑی فضیلت تقدم فی الهجرة ہے اور اس فضیلت  
میں تمام مہاجرات لولات صحابہ کی شریک ہیں، چنانچہ علامہ ابن حزم ظاہری ملل اور نحل میں  
لکھتے ہیں:



لے جاتے تو ان کے پاس ضرور جاتے وہ اکثر کھانا لے کر پیش کرتیں اور آپ نوش فرماتے آپ سو جاتے تو وہ آپ کے بالوں سے جوئیں نکالتیں<sup>(۱)</sup> مخصوص صحابیات کے علاوہ قومی حیثیت سے بھی بعض صحابیات کو بعض معاشرتی فضائل حاصل ہیں اور ان فضائل میں اس قبیلے کی تمام صحابیات شامل ہیں مثلاً ایک بار رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام ہانیؓ سے نکاح کی خواہش کی تو انہوں نے یہ معذرت کی کہ میرا سن زیادہ ہو گیا اور میرے لڑکے ہیں (جن کی پرورش میرے لئے ضروری ہے اس موقع پر آپ نے عموماً قریشی عورتوں کی یہ فضیلت بیان کی)

خیر نساء رکبن الابل نساء قریش احناہ علی یتیم فی صغرہ و رعاه علی زوج فی ذات یدہ<sup>(۲)</sup>

”شتر سوار عورتوں میں سب سے بہتر قریش کی عورتیں ہیں، بچپن میں اپنے یتیم بچے سے محبت رکھتی ہیں اور اپنے شوہر کے مال کی بہت زیادہ حفاظت کرتی ہیں“  
انصاریہ کا قبیلہ اسلام میں ایک خاص درجہ فضیلت رکھتا ہے اور اس قبیلہ کے مرد اور عورت دونوں رسول اللہ ﷺ کو یکساں محبوب تھے چنانچہ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ ایک بار انصار کی عورتیں اور انصار کے لڑکے ایک شادی کی تقریب سے واپس آرہے تھے آپ ﷺ نے ان کو دیکھا تو کھڑے ہو گئے اور تین بار فرمایا کہ ”تم لوگ میرے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہو“

دوسری روایت میں ہے کہ ایک انصاریہ صحابہ اپنے بچے کو ساتھ لیکر آئیں اور آپ نے ان سے گفتگو فرمائی اور اسی سلسلہ میں دوبارہ فرمایا کہ ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم تمام لوگوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو“<sup>(۳)</sup>

ان فضائل کی بنیاد پر رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد خلفائے راشدینؓ نے بھی صحابیات کی قدر و منزلت کو قائم رکھا چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام ایمنؓ کی ملاقات کو تشریف لے جایا کرتے تھے آپ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ آؤ چلیں جس طرح رسول اللہ ﷺ ان کی ملاقات کو جایا کرتے تھے اسی طرح ہم بھی ان کی ملاقات کر آئیں چنانچہ جب ان کے پاس پہنچے تو وہ رو پڑیں ان لوگوں نے کہا کیوں روتی ہو خدا کے پاس رسول اللہ ﷺ کا جو درجہ ہے وہ نہایت بہتر ہے یولیں میں

(۱) بخاری کتاب الجہاد ص ۳۹۱ (۲) مسلم باب من فضائل نساء قریش (۳) بخاری کتاب المناقب باب قول النبی ﷺ لانا نصارانتم احب الناس الی

بنت عیسٰی نے کہا کہ ہاں ہم ہیں اب حضرت عمرؓ نے کہا کہ ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہے ہم تم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے مستحق ہیں یہ سن کر حضرت اسماءؓ برہم ہوئیں اور کہا کہ عمر تم غلط کہتے ہو خدا کی قسم تم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتے تھے اور ہم تمہارے بھوکے کو کھانا کھلاتے تھے اور تمہارے جاہل کو نصیحت کرتے تھے اور ہم حبش کے دور ترین مغوض زمین میں پڑے ہوئے تھے ہم کو ایذا دی جاتی تھی ہم خائف رہتے تھے اور یہ سب کچھ صرف خدا اور خدا کے رسول کی ذات کے لئے تھا خدا کی قسم تم نے جو کچھ کہا ہے جب تک اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے نہ کر لوں گی نہ کھاؤں گی نہ پانی پیوں گی خدا کی قسم کسی قسم کا جھوٹ نہ بولوں گی کجروی نہ اختیار کروں گی اور اس واقعہ میں کوئی اضافہ نہ کروں گی چنانچہ جب آپ تشریف لائے تو انہوں نے اس واقعہ کو بیان کیا اور آپ نے اس کو سن کر فرمایا وہ تم سے زیادہ میرے مستحق ہیں عمر اور ان کے اصحاب کی صرف ایک ہجرت ہے اور تم اہل کشتی کی دو ہجرتیں ہیں حضرت اسماءؓ کا بیان ہے کہ ابو موسیٰؓ اور دوسرے کشتی والے جوق در جوق میرے پاس آتے تھے اور اس حدیث کو پوچھتے تھے ان کے لئے دنیا کی کوئی چیز اس سے زیادہ مسرت خیز اور با عظمت نہ تھی حضرت ابو موسیٰؓ بار بار مجھ سے اس حدیث کو پوچھتے تھے<sup>(۱)</sup>

فضیلت کی ایک بڑی وجہ محبت رسول ہے اور اس محبت کی وجہ سے بعض صحابیات کو وہ درجہ تقرب رسول حاصل ہوا جو صرف مخصوص صحابہ کو حاصل تھا صحیح مسلم میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ازواج مطہرات کے سوا بجز حضرت ام سلیمؓ و حضرت انسؓ کی اس کے کسی عورت کے پاس تشریف نہیں لے جاتے تھے چنانچہ آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا مجھے ان پر رحم آتا ہے کیونکہ ان کے بھائی میرے ساتھ شہید ہوئے تھے<sup>(۲)</sup> جس لطف و محبت کے ساتھ آپ ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے اسی لطف و محبت کے ساتھ وہ آپ کی خدمت گزاری بھی کرتی تھیں بخاری کتاب الاستیذان میں ہے کہ جب آپ ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے تو وہ آپ کے لئے پچھونا پچھادیتیں آپ آرام فرماتے جب سو کر اٹھتے تھے تو وہ آپ کا پسینہ ایک شیشی میں جمع کر لیتیں مرتے وقت وصیت کی کہ کفن میں حنوط کے ساتھ عرق مبارک بھی شامل کر لیا جائے حضرت انس بن مالکؓ کی خالہ ام حرامؓ کو بھی اکثر یہ شرف حاصل ہوتا تھا چنانچہ معمول تھا کہ جب آپ قباء کو تشریف

(۱) مسلم باب من فضائل جعفر بن ابی طالب و اسماء بنت عیسٰی و اہل سفینہم (۲) صحیح مسلم باب من فضائل ام انس ابن مالک و بلال



اس لئے نہیں روتی کہ میں اس سے ناواقف ہوں بلکہ اس لئے روتی ہوں کہ وحی کا آسمانی سلسلہ ٹوٹ گیا، اس پر یہ دونوں بزرگ بھی رو پڑے۔<sup>(۱)</sup>

عام صحابیات کے علاوہ ازواج مطہرات کو جو عزت حاصل تھی، عورتوں کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی، جب رسول اللہ ﷺ کی ایک حرم محترم نے انتقال کیا تو حضرت عبداللہ بن عباس سجدے میں گر پڑے، لوگوں نے کہا کہ آپ اس وقت سجدہ کرتے ہیں؟ بولے جب قیامت کی کوئی نشانی دیکھو تو سجدہ کر لیا کرو، پھر ازواج مطہرات کی موت سے بڑھ کر قیامت کی کون سی نشانی ہوگی؟<sup>(۲)</sup> مقام سرف میں حضرت میمونہؓ نے وفات پائی تو حضرت عبداللہ بن عباس بھی ساتھ تھے، بولے کہ یہ میمونہ ہیں، ان کا جنازہ اٹھاؤ، تو مطلق حرکت و جنبش نہ دو۔<sup>(۳)</sup>

بعض صحابہؓ عزت و محبت کی وجہ سے ازواج مطہرات پر اپنی جائیدادیں وقف کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے ازواج مطہرات کے لئے باغ کی وصیت کی تھی، جو چار ہزار پر فروخت کیا گیا۔<sup>(۴)</sup>

خلفاء ازواج مطہرات کا نہایت ادب و احترام کرتے تھے، حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں ازواج مطہرات کی تعداد کے لحاظ سے نو پیالے تیار کرائے، جب ان کے پاس کوئی میوہ یا اور کوئی کھانے کی عمدہ چیز آتی تو ان پیالوں میں کر کے تمام ازواج مطہرات کی خدمت میں بھیجتے تھے۔<sup>(۵)</sup>

۲۳۔ ہجری میں جب حضرت عمرؓ امیر الحاج بن گئے تو ازواج مطہرات کو بھی نہایت عزت کے ساتھ ہمراہ لے گئے، حضرت عثمانؓ اور حضرت عبداللہ بن عوفؓ کو سوار یوں کے ساتھ کر دیا تھا، یہ لوگ آگے پیچھے چلتے تھے، اور کسی کو سوار یوں کے قریب آنے نہیں دیتے تھے، ازواج مطہرات منزل پر اترتی تھیں تو حضرت عثمانؓ اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کسی کو قیام گاہ کے متصل آنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔<sup>(۶)</sup>

عام مسلمان ازواج مطہرات کے ساتھ جو حسن عقیدت رکھتے تھے، اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ لوگ عام طور پر حضرت عائشہؓ کی خدمت میں چھوٹے چھوٹے بچوں کو لاتے تھے اور وہ ان کے لئے دعائے برکت فرماتی تھیں،<sup>(۷)</sup> حضرت عائشہؓ بنت طلحہؓ نے

(۱) مسلم باب من فضائل ام ایمن (۲) ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب السجود عنہ آیات (۳) نسائی کتاب النکاح ذکر امر رسول اللہ ﷺ فی النکاح وازواجه و ما اباح اللہ عزوجل نیہ ﷺ (۴) ترمذی کتاب المناقب حضرت عبدالرحمن بن عوف (۵) موطاء امام مالک کتاب الزکوٰۃ باب حرمة اهل الکتاب والمعجوس (۶) طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عبدالرحمن ابن عوف (۷) ادب المفرد باب الطیبة من الجن

حضرت عائشہؓ کے دامن تربیت میں پرورش پائی تھی ان کا بیان ہے کہ لوگ دور دور سے میرے پاس آتے تھے، اور چونکہ مجھ کو حضرت عائشہؓ سے تقرب حاصل تھا، اس لئے بوڑھے بوڑھے لوگ میرے پاس آتے تھے جو ان لوگ مجھ سے بھائی چارہ کرتے تھے، اور مجھ کو ہدیہ دیتے تھے، اور اطراف ملک سے خطوط بھیجتے تھے۔<sup>(۱)</sup>

غرض ان تمام واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام نے عورت اور مرد دونوں کا درجہ یکساں بلند کیا، اور خلفائے راشدینؓ اور عام مسلمانوں نے اس درجہ کو قائم رکھا، لیکن صحابیات کو یہ درجہ صرف مذہب، اخلاق، اور حسن معاشرت کی بنا پر حاصل ہوا تھا اور آج بھی ان ہی چیزوں سے عورتیں اپنے درجے کو بلند کر سکتی ہیں۔

## تمت بالخیر

(۱) ادب المفرد باب الکتاب فی النساء وجوابہن



# عورتوں اور بچوں کے لئے بہترین اسلامی کتابیں

اسوۂ رسول اکرمؐ | حدیث کی مستند کتب سے زندگی کے ہر پہلو کے متعلق جامع ہدایات - ڈاکٹر عبدالحی

اسوۂ صحابیات اور سیر الصحابیات | صحابی خواتین کے حالات | مولانا عبد السلام ندوی

تاریخ اسلام کامل | سوال و جواب کی صورت میں مکمل سیرت طیبہ | مولانا محمد میاں

تعلیم الاسلام | (اردو) سوال و جواب کی صورت میں عقائد اور احکام اسلام | مفتی محمد کفایت اللہ

تعلیم الاسلام | (انگریزی) سوال و جواب کی صورت میں عقائد اور احکام اسلام | زبان انگریزی

رسول عربیؐ | آسان زبان میں سیرت رسول اکرمؐ اور نصیحتیں

رحمت عالمؐ | آسان زبان میں مستند سیرت طیبہ | مولانا سید سلیمان ندوی

بیماریوں کا کھربیلو علاج | ہر قسم کی بیماریوں کے کھربیلو علاج و نسخے | بیبہ ام الفضل

اسلام کا نظام عفت و عصمت | اپنے موضوع پر محققانہ کتاب | مولانا حفیظ الدین

آداب زندگی | چار چھوٹی کتابوں کا مجموعہ حقوق و معاشرت پر | مولانا اشرف علی

بہشتی زیور | (کامل گیارہ جلد) احکام اسلام اور گھربیلو امور کی جامع مشہور کتاب

بہشتی زیور | (انگریزی ترجمہ) احکام اسلام اور گھربیلو امور کی جامع کتاب | زبان انگریزی

تحفۃ العروس | مفت نازک کے موضوع پر اردو زبان میں پہلی جامع کتاب | محمود مہدی

آسان نماز | نماز مکمل بخشش کیلئے اور چالیس مسنون دعائیں | مولانا محمد عاشق الہی

شرعی پردہ | پردہ اور حجاب پر عمدہ کتاب

مسلم خواتین کیلئے بیس سبق | عورتوں کے لئے تعلیم اسلام

مسلمان بیوی | مرد کے حقوق عورت پر | مولانا محمد اورین نصاری

مسلمان خاوند | عورت کے حقوق مرد پر

میاں بیوی کے حقوق | عورتوں کے وہ حقوق جو مرد ادا نہیں کرتے | مفتی عبد الغنی

نیک بیبیاں | چار مشہور صحابی خواتین کے حالات | مولانا امیر حسین

خواتین کیلئے شرعی احکام | عورتوں سے متعلق جملہ مسائل اور حقوق | ڈاکٹر عبدالحی عارفی

تنبیہ الخافلین | چھوٹی چھوٹی قیمتی طبیعتیں کیلئے اقوال اور صحابہ اور اہل اللہ کے عملاً بقیہ الیوم

آنحضرت کے ۳۰۰ معجزات | آنحضرت ۳۰۰ معجزات کا مستند تذکرہ

قصص الانبیاء | انبیاء علیہ السلام کے قصوں پر مشتمل جامع کتاب | مولانا طاہر سورتی

حکایات صحابہ | صحابہ کرامؓ کی عظیم حکایات اور واقعات | مولانا کریم صاحب

گناہ بے لذت | ایسے گناہوں کی تفصیل جس سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں اور ہم مبتلا ہیں

دارالاشاعت | نئی کتاب مفت ڈیجیٹل | ڈیجیٹل کراچی فون ۲۲۱۳۷۸



